

# ارمغانِ نعت

(تاریخ، تنقید، جامزہ)

(چالیس پصفاہت کے مزید اضافے کے ساتھ)

مرتب

ساجد صدیقی ★ والی آسی

— یہ کتب مطبوعات مکتبہ دین ادب لکھنؤ —

## جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ

پہلی بار	.. ..	ایک ہزار .. ..	دسمبر ۱۹۶۱ء
دوسری بار	.. ..	ایک ہزار .. ..	مئی ۱۹۶۲ء
تیسری بار	.. ..	ایک ہزار .. ..	دسمبر ۱۹۶۲ء
چوتھی بار	.. ..	ایک ہزار .. ..	جون ۱۹۶۳ء

== قیمت ==

تین روپے۔ (علاوہ محصول ڈاک)

کتابچہ ..... شاہی برقی پریس نعمت اللہ روڈ لکھنؤ

مسلنے کاپیت

مکتبہ دین و ادب کچا احاطہ لکھنؤ



# ترتیب

انتساب ..... ۱۱ .. .. مرتبین  
 حشر آغاز ..... ۱۲ .. .. ساجد صدیقی لکھنوی  
 مقدمہ ..... ۱۶ .. .. وائی آسی لکھنوی

ترتیب	نام شاعر	ترتیب	ترتیب	نام شاعر	ترتیب
۵۳	خاقانی	۹	عدنی منعت		
۵۴	غوث الاعظم	۱۰	۴۲	حضرت حسان بن ثابت	۱
۵۵	عربی شیرازی	۱۱	۴۳	حضرت عبداللہ بن رواحہ	۲
۵۶	قدسی ایرانی	۱۲	۴۵	حضرت کعب بن زہیر	۳
۵۷	خواجہ نظیری	۱۳	۴۷	حضرت علی بن ابی طالب	۴
۵۸	نظام الدین اولیا	۱۴	۴۸	حضرت فاطمہ بنت رسول	۵
۵۹	امیر خسرو دہلوی	۱۵	فارسی لغت		
۶۰	اسد اللہ خاں غالب	۱۶	۵۰	شیخ سعدی شیرازی	۶
۶۱	سر سید احمد خاں	۱۷	۵۱	حافظ شیرازی	۷
..	..	..	۵۲	عبد الرحمن جامی	۸



ردیف	نام شاعر	ردیف	نام شاعر	ردیف
			قدیم اردو صنعت	
۸۱	نواب محبت خان محبت دہلوی	۳۶		
۸۲	شیخ امام بخش تاسخ	۳۷	سید محمد حسینی بنده نواز لیسو راز	۱۸
۸۳	شاه حسین حقیقت	۳۸	محمد قلی قطب شاہ	۱۹
۸۴	کرامت علی شہیدی	۳۹	عبداللہ قطب شاہ	۲۰
۸۵	غلام امام شہید	۴۰	قاضی محمود بکری	۲۱
۸۶	شاه شکیل دہلوی	۴۱	سید محمد فراتی بیجا پوری	۲۲
۸۷	ابوالحسن حسن کاندھلوی	۴۲	سراج اورنگ آبادی	۲۳
۸۸	عزیز اللہ شاہ عزیز صفی پوری	۴۳	دلی بکراتی (دکنی)	۲۴
۸۹	کفایت علی کافی مراد آبادی	۴۴	شاه حاتم	۲۵
۹۰	معین الدین حسینی خاموش حیدر آبادی	۴۵	میر تقی میر دہلوی	۲۶
۹۱	لطفت بریلوی	۴۶	مرزا محمد رفیع سودا دہلوی	۲۷
۹۲	میر انیس لکھنوی	۴۷	بیر حسن دہلوی	۲۸
۹۳	مرزا دبیر لکھنوی	۴۸	نظیر اکبر آبادی	۲۹
۹۴	حکیم مونس خان سن دہلوی	۴۹	میر محمدی بیدار دہلوی	۳۰
۹۵	شیخ محمد ابراہیم ذوق دہلوی	۵۰	مولانا محمد اسماعیل شہید دہلوی	۳۱
۹۶	بہادر شاہ ظفر دہلوی	۵۱	غلام سہدانی مصحفی	۳۲
۹۷	شیفہ دہلوی	۵۲	انصار اللہ خاں انشا	۳۳
۹۸	شاهزادی کفایت دہلوی	۵۳	شیخ قلندر بخش جرات	۳۴
۹۹	میر ذریعہ علی قبا لکھنوی	۵۴	سعادت یار خاں رنگین	۳۵



ردیف	نام شاعر	ردیف	نام شاعر	ردیف
۱۱۹	حافظ بیلی بکتنوی	۷۳	۱۰۰	۵۵
۱۲۰	بیان دیزدانی میرمنی	۷۴	۱۰۱	۵۶
۱۲۱	کیفی چریا کوئی	۷۵	۱۰۲	۵۷
۱۲۲	مولانا ظفر علی خاں	۷۶	۱۰۳	۵۸
۱۲۳	مولانا محمد علی جوتهر	۷۷	۱۰۴	۵۹
۱۲۴	ڈاکٹر سر محمد اقبال	۷۸	جدید لغت	
۱۲۵	دلورام کوثری	۷۹	۱۰۶	۶۰
۱۲۶	حسن مارہروی	۸۰	۱۰۷	۶۱
۱۲۷	شیو پرشاد دہسی بکتنوی	۸۱	۱۰۸	۶۲
۱۲۸	سائل دہلوی	۸۲	۱۰۹	۶۳
۱۲۹	سید وحید الدین بخود دہلوی	۸۳	۱۱۰	۶۴
۱۳۰	حاجی امداد اللہ شاہ ہاجر مکی	۸۴	۱۱۱	۶۵
۱۳۱	اکبر دارقی میرمنی	۸۵	۱۱۲	۶۶
۱۳۲	کرشن پرشاد شاد	۸۶	۱۱۳	۶۷
۱۳۳	صفتی بکتنوی	۸۷	۱۱۴	۶۸
۱۳۴	مرزا محمد ہادی عزیز بکتنوی	۸۸	۱۱۵	۶۹
۱۳۵	آرزو بکتنوی	۸۹	۱۱۶	۷۰
۱۳۶	فدراکسن نیر کاوردی	۹۰	۱۱۷	۷۱
۱۳۷	رضا علی وحشت کلکتوی	۹۱	۱۱۸	۷۲



ردیف	نام شاعر	تخلص	تخلص	نام شاعر	ردیف
	دورحاضر		۱۳۸	دل شاہ جامپوری	۹۲
۱۵۷	(مولانا) ابوالوقار عارف شاہ جامپوری	۱۱۰	۱۳۹	فوج تار دی	۹۳
۱۵۸	آثر لکھنوی	۱۱۱	۱۴۰	برج بہمن گنی دتا تریہ دی	۹۴
۱۵۹	افقر مولانی	۱۱۲	۱۴۱	مولانا حسرت مولانی	۹۵
۱۶۰	اسد ملتان	۱۱۳	۱۴۲	اصغر گوندی	۹۶
۱۶۱	اختر شیرانی	۱۱۴	۱۴۳	بیدم شاہ دارقی	۹۷
۱۶۲	آثر زبیری لکھنوی (پاکستان)	۱۱۵	۱۴۴	غوثی شاہ حیدر آبادی	۹۸
۱۶۳	احسان دانش (پاکستان)	۱۱۶	۱۴۵	جلیل مانیکپوری	۹۹
۱۶۴	آبر احسنی گنوری	۱۱۷	۱۴۶	ابو الحسن ناطق گلا دکھوی	۱۰۰
۱۶۵	آثر صہبائی	۱۱۸	۱۴۷	سیما ابک آبادی	۱۰۱
۱۶۶	انور صابری	۱۱۹	۱۴۸	مولانا عبد الباقی آسی الدق	۱۰۲
۱۶۷	اسلم لکھنوی	۱۲۰	۱۴۹	امجد حیدر آبادی	۱۰۳
۱۶۸	امین سلوئی	۱۲۱	۱۵۰	اقبال سیل عظمی	۱۰۴
۱۶۹	ادیب سہارن پوری	۱۲۲	۱۵۱	جگر مراد آبادی	۱۰۵
۱۷۰	آلم مظفرنگری	۱۲۳	۱۵۲	مولانا مناظر حسن گیلانی	۱۰۶
۱۷۱	آر دو سہارن پوری	۱۲۴	۱۵۳	مولانا سلیمان ندوی	۱۰۷
۱۷۲	احمد رحمانی میلی بھیتی	۱۲۵	۱۵۴	منشی درگاہ سہارن پوری	۱۰۸
۱۷۳	انجم ملیح آبادی	۱۲۶	۱۵۵	خواجہ عزیز الحسن مجددی	۱۰۹
۱۷۴	آر دو بے پوری	۱۲۷			



ردیف	نام شاعر	ردیف	ردیف	نام شاعر	ردیف
۱۲۸	اقبال صغنی پوری (پاکستان)	۱۴۵	۱۲۷	جنگ بہادر خاں تائبش	۱۹۲
۱۲۹	(حکیم) اعجاز احمد صدیقی بریلوی	۱۴۶	۱۲۸	جیل کلیمی احمد آبادی	۱۹۵
۱۳۰	ادج گبادی	۱۴۷	۱۲۹	حفیظ جالندھری (پاکستان)	۱۹۶
۱۳۱	ابوالمجاہد زآہ	۱۴۸	۱۵۰	حکیم احمد شجاع (پاکستان)	۱۹۷
۱۳۲	اختر علی تلہری	۱۴۹	۱۵۱	حبیب احمد صدیقی	۱۹۸
۱۳۳	ہزار لکھنوی (پاکستان)	۱۵۰	۱۵۲	حمید خاں حمید راند پوری	۱۹۹
۱۳۴	بالمکند عرش ملیانی	۱۵۱	۱۵۳	حکیم مرزا حمید بیگ حیدر دہلوی	۲۰۰
۱۳۵	بسل سعیدی ٹوکی	۱۵۲	۱۵۴	حامد القادری بارہ بنکوی	۲۰۱
۱۳۶	بسط بھوپالی	۱۵۳	۱۵۵	خمار بارہ بنکوی	۲۰۲
۱۳۷	بزمی چریا کوٹی	۱۵۴	۱۵۶	دھرم پال گپتا دفا دہلوی	۲۰۳
۱۳۸	بدر بریلوی	۱۵۵	۱۵۷	ذکی رسول پوری	۲۰۴
۱۳۹	نکین قریشی	۱۵۶	۱۵۸	روش صدیقی	۲۰۵
۱۴۰	تہنیت النساء بیگم تہنیت حید آبادی	۱۵۷	۱۵۹	رئیس امر دہلوی (پاکستان)	۲۰۶
۱۴۱	نماقت زبردی (پاکستان)	۱۵۸	۱۶۰	رانا بھگوان داس بھگوان (پاکستان)	۲۰۷
۱۴۲	نماقت بریلوی	۱۵۹	۱۶۱	راجندر بہادر مہوج فنگلڈھی	۲۰۸
۱۴۳	جوش ملیح آبادی (پاکستان)	۱۶۰	۱۶۲	رضا ہمدانی (پاکستان)	۲۰۹
۱۴۴	جیل منٹھری	۱۶۱	۱۶۳	رگھوناتھ خطیب سرحدی	۲۱۰
۱۴۵	جرم محمد آبادی	۱۶۲	۱۶۴	رئیس رام پوری	۲۱۱
۱۴۶	جگن ناتھ آزاد	۱۶۳	۱۶۵	رمزی ترمذی	۲۱۲



صفحہ	نام شاعر	صفحہ	نام شاعر	صفحہ
۲۳۲	شفا گوالیاری	۲۱۳	ذرا حرم حمید صدیقی لکھنوی	۱۶۶
۲۳۳	شارق ایرایانی	۲۱۴	ذیت غوری کانپوری	۱۶۷
۲۳۴	شوکت تھانوی (پاکستان)	۲۱۵	سراج لکھنوی	۱۶۸
۲۳۵	شعری بھوپالی	۲۱۶	ساغر نظامی	۱۶۹
۲۳۶	(مولانا) شابدقاری الہ آبادی	۲۱۷	ساحر ہوشیار پوری	۱۷۰
۲۳۷	شیر افضل جعفری (پاکستان)	۲۱۸	شکھ پور شاد بل الہ آبادی	۱۷۱
۲۳۸	شاد سورتی	۲۱۹	سید ظہور الحسن فنا ٹوکی	۱۷۲
۲۳۹	شایان رام پوری	۲۲۰	سرشار کسمبندی	۱۷۳
۲۴۰	شہاب لکھنوی	۲۲۱	سلام سندیلوی	۱۷۴
۲۴۱	صوفی غلام مصطفیٰ قسبر (پاکستان)	۲۲۲	تنجہ دراہی	۱۷۵
۲۴۲	صبا جے پوری	۲۲۳	سوز سکندر پوری	۱۷۶
۲۴۳	صبا انصاری	۲۲۴	ساجد صدیقی لکھنوی	۱۷۷
۲۴۴	ضیا القادری	۲۲۵	سلیمان خطیب حیدر آبادی	۱۷۸
۲۴۵	ضمیر بریلوی	۲۲۶	سوم ناتھ سوم موربندی	۱۷۹
۲۴۶	ضمیر جعفری (پاکستان)	۲۲۷	سلطان اختر سہراچی	۱۸۰
۲۴۷	ضیا لکھنوی	۲۲۸	شمس لکھنوی	۱۸۱
۲۴۸	طرنہ قریشی بھٹاروی	۲۲۹	شکیل بدایونی	۱۸۲
۲۴۹	ظفر مرزا ناگپوری	۲۳۰	شفیق جوہر پوری	۱۸۳
۲۵۰	عابد علی عابد (پاکستان)	۲۳۱	مشاد عارفی	۱۸۴



نمبر	نام شاعر	نمبر	نام شاعر	نمبر
۲۰۴	عمر انصاری کھنوی	۲۵۱	بکیت ڈنگی	۲۴۰
۲۰۵	عبد العزیز فطرت (پاکستان)	۲۵۲	کرشن بہاری تورتھکھنوی	۲۴۱
۲۰۶	عشق جے پوری	۲۵۳	کوثر جانشی	۲۴۲
۲۰۷	عزیز بہرہ منکوی	۲۵۴	گوہر دہلوی	۲۴۳
۲۰۸	عرش صہبائی	۲۵۵	نومی صدیقی کھنوی	۲۴۴
۲۰۹	عبدالرزاق سعید (بیسئی)	۲۵۶	ماہر القادری (پاکستان)	۲۴۵
۲۱۰	عزیز دارٹی	۲۵۷	مائی جانشی	۲۴۶
۲۱۱	عامر عثمانی دیوبندی	۲۵۸	مسعود اختر جمال	۲۴۷
۲۱۲	فارغ بخاری (پاکستان)	۲۵۹	سلم الحیری بناری	۲۴۸
۲۱۳	فرانک گورکھپوری	۲۶۰	مجید کلاہوری (پاکستان)	۲۴۹
۲۱۴	فخر الدین فخر گیارہ	۲۶۱	میر عثمان علی خاں حید آبادی	۲۵۰
۲۱۵	فضا ابن فیضی	۲۶۲	محمود سعیدی ٹونگی	۲۵۱
۲۱۶	نکری سلطانی پوری	۲۶۳	بین کھنوی	۲۵۲
۲۱۷	نوق جامی	۲۶۴	محمد ثانی حسنی	۲۵۳
۲۱۸	قتیل شنائی (پاکستان)	۲۶۵	منیر کھوجپوری	۲۵۴
۲۱۹	قاضی اطہر مبارکپوری	۲۶۶	مسعود حسن مسعود کھیمپوری	۲۵۵
۲۲۰	قادر صدیقی کھنوی	۲۶۷	نیاز فتح پوری (پاکستان)	۲۵۶
۲۲۱	قمر مراد آبادی	۲۶۸	نیر داسلی (پاکستان)	۲۵۷
۲۲۲	کلیم احمد آبادی	۲۶۹	نور واحدی	۲۵۸



ردیف	نام شاعر	ردیف	ردیف	نام شاعر	ردیف
۲۰۱	داحد پری بھوپالی	۲۵۴	۲۸۹	نفیس لکھنوی	۲۴۲
۲۰۲	دالی آسی لکھنوی	۲۵۵	۲۹۰	نواب دہلوی	۲۴۳
۲۰۳	ہری چند اختر	۲۵۶	۲۹۱	نذیر بناری	۲۴۴
۲۰۴	ہندم ناگپوری	۲۵۷	۲۹۲	نثار انادی	۲۴۵
۲۰۵	یحییٰ اعظمی	۲۵۸	۲۹۳	نددت کانپوری	۲۴۶
۲۰۶	یونس خالدی اختر لکھنوی	۲۵۹	۲۹۴	ناگش پرتاب گدھی	۲۴۷
۲۰۷	یوسف طریب پٹی بھیتی (پاکستان)	۲۶۰	۲۹۵	ناصر کرنولی	۲۴۸
۲۰۸	یونس ورد بھوپالی	۲۶۱	۲۹۶	نور تقی نور میرٹھ	۲۴۹
۲۰۹	قائم چاند پوری	۲۶۲	۲۹۷	نظیر ناگ پوری	۲۵۰
۲۱۰	اعظم الدولہ محمد میر خاں ستارہ دہلوی	۲۶۳	۲۹۸	وحید رائے بریلوی	۲۵۱
۲۱۱	خواجہ محمد دزیر لکھنوی	۲۶۴	۲۹۹	دشنو کمار شوق لکھنوی	۲۵۲
۲۱۲	غشی امیر الشریعہ تسلیم	۲۶۵	۳۰۰	دفا صدیقی بھوپالی	۲۵۳



# انتساب

حضرت حسان بن ثابت کے نام

ساجد صدیقی لکھنوی ★ والی اسی لکھنوی



من محمد بن علی رسول الکبیر

## حسرت آغاز

(سجہ بیحد ایڈیشن)

یہ ستمبر ۱۹۶۱ء کی ایک مبارک شام تھی جب ”ادمغان نعت“ مرتب کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ اس کا ذکر برادر مہتمم مسین الدین سے آیا۔ انھوں نے اس نیک کام پر مبارک باد بھی دی اور بہت افزائی بھی فرمائی۔ اسی ماہ کام کا آغاز ہوا اور حبیب نمبر ۱۹۶۱ء میں کام کا جائزہ لیا گیا تو معلوم ہوا کہ باوجود ہمہ قسم کی دشواریوں کے یہ کام ایک کتاب کی شکل اختیار کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ دسمبر ۱۹۶۱ء میں ادمغان نعت زیور طبع سے آراستہ ہو کر ارباب نظر کے سامنے آگئی۔

بزرگوں نے دعائیں دیں، اخبارات و رسائل نے شاندار ریویو کیے آل انڈیا ریڈیو نے بصیرت افروز تبصرہ نشر کیا۔ مشوروں کا باب دا ہوا خامیوں کی طرف توجہ دلائی جانے لگی۔ ہر طرف سے پسندیدگی کا اظہار کیا گیا ہاں کسی کسی گوشے سے یہ آوازیں بھی آئیں کہ اس کام کی کیا ضرورت تھی، یہ آوازیں بھی مفید ثابت ہوئیں اللہ کا شکر ہے کہ پانچ ماہ کے تکلیف عرصے میں پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا لیکن طلب کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ دوسرے ایڈیشن کا سر د سامان کرنا پڑا اسی ۱۹۶۲ء میں دوسرا ایڈیشن منظر عام



پر آگیا لیکن ابھی سات مہینے ہی گزرے تھے کہ دوسرا ایڈیشن بھی ختم ہو گیا  
لیکن طلب ختم نہ ہوئی اور خدا کے فضل سے دسمبر ۱۹۶۲ء میں تیسرے ایڈیشن  
کا اہتمام کرنا پڑا۔ اور اب اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ جون ۱۹۶۳ء میں  
ارمغانِ نعت کا چوتھا ایڈیشن آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت  
حاصل کر رہے ہیں۔

کام کی نوعیت اور اس کی اہمیت اور بابِ فضل و کمال سے پوشیدہ  
نہیں اور یہ بات بھی سب پر عیاں ہے کہ تمام اصنافِ سخن میں نعت ہی ایک ایسی  
صنف ہے جس کا دنیا کی ہر زبان کے ادب میں بہت کافی سرمایہ موجود ہے  
ہر مذہب و ملت کے شاعر نے اس صنفِ سخن کے اضافے میں حصہ لیا ہے اور  
فخر کائنات سید المرسل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور نذرِ عقیدت  
پیش کی ہے، بعض شعرا نے نعت گوئی کو زندگی کا حینِ مشغلہ بنا لیا اور بارگاہِ اقدس میں گلہ سہ  
عقیدت و محبت پیش کرتے کرتے، تصور کی دنیا میں ان کے قدموں کی جا ہی دے دی پھر اسکے صلے میں تار  
کوئین حاصل کر لی۔

ارمغانِ نعت کو عام گلدستوں سے مختلف انداز میں مرتب کرنے کا جذبہ کار فرما رہا  
اور یہ بات سب کے سامنے ہے کہ فنِ نعت پر کام کرنے والوں کے لیے کوئی مستقل کتاب  
نہیں، نعت پر جو کام بھی ہوا ہے وہ تبصرہ اور تقریظ سے کچھ بھی نہ بڑھ سکا ہاں کچھ  
مضامین رسائل میں ضرور نکلے ہیں مگر وہ ان چند مشاہیر شعراء پر ہیں جنہوں نے نعت گوئی  
کو محض زادِ سفر کے طور پر اختیار کیا۔ البتہ یہ بات میرے علم میں لائی گئی کہ اس موضوع  
پر ڈاکٹر رفیع الدین صاحب نے ناگپور یونیورسٹی کے لیے نعت گوئی پر ایک مقالہ لکھا اور



اس پر انھیں پی۔ ایچ ڈی کی ڈگری بھی ملی ہے لیکن اس مقالہ نے اشاعت کا جامہ نہیں پہنا۔ اس لیے لغت کے ارتقا پر ایک تحقیقی مقالہ بھی اس مجموعہ کے ساتھ ضروری تھا اس کام کو میرے رفیق کار و آلی آسی نے بحسن و خوبی انجام دیا اور فن لغت گوئی کا ایک اجمالی جائزہ لیا یہ جائزہ ایک مفید جائزہ ہے۔

ارمغان لغت بابخ ابواب عربی لغت (بہ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) فارسی لغت قدیم اردو لغت، جدید لغت اور دور حاضر کی لغت پر مشتمل ہے پہلے باب میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لغتیہ کلام کا انتخاب ہے جن میں حسب ذیل شعراء ہیں۔ حضرت حسان بن ثابت، حضرت کعب بن زہیر، حضرت عبداللہ بن رواحہ، حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ دوسرے باب میں ایران کے فارسی لغت گو شعرا شیخ سعدی شیرازی، حافظ شیرازی، جامی، عراقی، قدسی، خواجہ نصیری اور حضرت غوث الاعظم کے علاوہ محبوب الہی سلطان المشائخ حضرت نظام الدین نے لیا حضرت امیر خسرو دہلوی اسد اللہ خاں غالب اور سر سید احمد خاں کی لغتیں بھی شامل ہیں۔ تیسرے باب قدیم اردو لغت کا آغاز سید محمد حسینی حضرت سید زہ نواز گیسو دراز کی لغت سے کیا گیا ہے اختتام حضرت امیر سیستانی لکھنوی کی ذات گرامی پر ہے اس باب میں مقدمین شعراء میں اور بعض ایسے شعراء بھی ہیں جو تذکروں کی بدلت زندہ ہیں جن کا کلام ابھی سنہ شہود پر نہیں آیا ہے اس کے علاوہ کچھ شاعرانے بھی ہیں جو شہرت تو رکھتے ہیں مگر ان کے مجموعہ کلام یا تو نایاب ہو چکے ہیں یا ابھی تک شایع نہیں ہوئے ہیں۔ اس باب میں اپنی ترتیب کا خاص طمع پر لحاظ رکھا گیا ہے تاکہ اردو زبان کی طرح اردو لغت کی تدریجی ترقیوں کا اندازہ ہو سکے۔ یہ بات صحیح ہے کہ اس باب میں بیشتر شعراء ایسے ہیں جنہوں نے لغت محض تبرکاً کہی اور اپنے دوادین کا آغاز حمد و لغت ہی سے کیا ہے جیسا کہ اس وقت رواج تھا۔ چوتھا باب "جدید لغت" حضرت محسن کاکوروی سے شروع کیا گیا ہے اور اس باب کے خاتم خواجہ عزیز الحسن مجذوب ہیں۔ اس باب میں زیادہ تر شاعر ایسے ہیں جنہوں نے لغت پر بحیثیت فن کے طبع آزمائی کی ہے اور لغت کو صحیح طور پر کہا



ہے یہ باب "ارمغانِ نعت" کی جان ہے اور اس میں اس دور کے بہترین شعراء کے علاوہ شاہسیر علمدار اور فضل خانقاہ نشینوں کی نعتیں بھی ہیں ان شاہسیر علمدار میں "نیاز بریلوی"، مولانا احمد رضا خان "بریلوی"، مولانا حسن خاں "بریلوی"، مولانا سید سلیمان ندوی، اور مولانا مناظر حسن گیلانی وغیرہ کی شخصیات سے ہم اور آپ بخوبی واقف ہیں۔ حالی کے بہترین قصیدے اور حسن کا کوردی کا مشہور و معروف قصیدہ "دعج المسلمین" اسی دور کی دین ہے اس کے علاوہ اس دور نے ہمیں نعت کے اور بھی شاہکار دیے ہیں جس کی ترجمانی اقبال سہیل کے اس شعر سے ہو جاتی ہے۔

جتنے فضائل جتنے محاسن ممکن میں ممکن  
حق نے کیے سب ان میں فراہم صل اللہ علیہ وسلم

پانچواں اور آخری باب دورِ حاضر ہے۔ یہ باب حدودِ تہجی کے اعتبار سے ترتیب دیا گیا ہے لیکن پھر بھی ہم نے اس میں حفظِ مراتب کا خاص طور پر خیال رکھا ہے اور یہ کوشش بھی کی گئی ہے کہ قارئین کے سامنے نعت کا صحیح مقام آجائے اور ارمغانِ نعت پڑھنے والے اس حقیقت سے پوری طرح واقف ہو جائیں کہ نعت کیا ہے؟ اور اس اس دور کا شاعر نعت کہنے میں کن اصولوں کو پیش نظر رکھتا ہے۔ بہر حال شعروں پر عمل کرتے ہوئے اور خامیوں کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہوئے ارمغانِ نعت کا یہ چوتھا ایڈیشن حاضر خدمت ہے۔ فیصلہ آپ پر ہے کہ اب کیا کمی رہ گئی۔ چوتھے ایڈیشن میں قدما میں قائم چاند پوری، "عظم الدولہ محمد سیر خان ملوہ دہلوی"، شاہزادی گھنی دہلوی، "الحاج امداد اللہ شاہ مہاجر مکی"، سید حمید الدین بخود دہلوی، خواجہ محمد زبیر لکھنوی اور منشی امیر التسلیم کی گرانقدر نعتوں کے علاوہ دورِ حاضر کے جن شاہسیر شعراء کی نعتوں کا اضافہ ہوا ہے ان کے اسماء مبارک حسبِ ذیل ہیں۔ سید ظہور الحسن نقا ٹوٹھی، اختر علی تلہری، لکری سلہا پوری، نیاز فتحپوری، اقبال صفی پوری، آدج گیلانی، کلیم احمد آبادی، نائیمش پرناپ گڑھی، عامر عثمانی، آتی جاسی، رانا بھگوان داس بھگوان، محمد ثانی حسنی، منیر بھوجپوری، کوثر جاسی، عزیز آباد بنگوی، ناصر کرنولی، کیف ٹوٹھی، گوہر دہلوی، زیت بخوری، رئیس رام پوری، رمزی ترمذی، عشق تہجے پوری، شہاب لکھنوی، شنوکار شوق لکھنوی، کرشن بہاری نور لکھنوی، مسعود حسن مسعود بکھیم پوری، جمیل کلیمی احمد آبادی، ابوالمجاہد زاہد،



ہم نامگپوری، یونس در، نظیر ناگپوری، سلطان اختر سہاسی، شاد عارفی، حامد بارہ منکوی سلیمان  
خطیب، سرشار کھنڈی، بڑی چریا کوٹی، اور ظفر مرزا ناگپوری وغیرہ وغیرہ۔

”ارمغانِ لغت“ کے مواد کی فراہمی کے سلسلہ میں جس قسم کی مدد کی ضرورت تھی اس کے لیے  
اگر مولانا امتیاز علی خاں عثی (رام پور)، ڈاکٹر شجاعت علی سندیلوی (لکھنؤ)، مولانا شاہ  
معین الدین ندوی (اعظم گڑھ)، مولانا یونس خالیدی (لکھنؤ)، مولانا حبیب الممالک صابر احسنی  
دنیا بھوجپور، حکیم تبارک کریم کلکتہ ہماری مدد نہ فرماتے تو ہم اپنی منزل مقصود کو نہ پہنچ سکتے  
اس لیے ان حضرات کا شکریہ ادا کرنا ہم اپنا اولین فریضہ سمجھتے ہیں۔ اور اس کے بعد تمام شعراء  
کرام، بزرگوں اور دوستوں کا خاص طور پر اور محترم سیٹھ حسین الدین کا شکریہ ادا کرنا بھی  
ضروری ہے جنہوں نے اس سلسلہ میں دے دے قدرے سنبھلے ہماری امداد فرمائی۔

اب ارمغانِ لغت آپ کے سامنے ہے اور اس کا صلہ آپ کی دعائیں ہیں اور ان  
دعاؤں میں سب سے بڑی دعا یہ ہے کہ بارگاہِ سید کو نین صلا اللہ علیہ وسلم میں حاضری اور  
قبولیت کی منزل ہے۔ کاش آپ اپنی دعاؤں میں میری اس آرزو کو پیش نظر رکھیں۔  
رہی اپنی بات تو یہ

میں نے تو چند اشکِ ندامت کیے ہیں پیش  
یہ تیرا کام ہے کہ انھیں تو تگہ سربنا

محتاجِ دعا  
ساجد صدیقی

لکھنؤ  
جون ۱۹۶۳ء



# نعت کا ارتقا

والی اسی

”نعت“ عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کے معنی تمام لغات میں وصف یا توصیف ہے۔ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں۔ یہ اس لفظ کی خوش قسمتی ہے کہ صرف نبی کریم کے اوصاف بیان کرنے کے معنوں میں ہمیشہ سے استعمال ہوتا آیا ہے ہوتا ہے اور ہوتا رہے گا۔

بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں شعراء نے جو نذر عقیدت پیش کی ہے وہ نعتیہ شاعری کے نام سے موسوم ہوئی اس صنف سخن کا آغاز بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوا اور اس کے ذریعہ اس ذات اقدس کی مدح و ثنا کی جاتی ہے جس کی مثال آج تک دنیا نے نہیں دیکھی جس کا چہرہ انور قدوقامت، خدو خال، وجاہت، شجاعت، سخاوت، ذہانت، صبر و استقامت، راستی و دیانت، فرض شناسی و عالی ظرفی، وقار و انکسار اور فصاحت و بلاغت جیسے اوصاف حمیدہ کا جامع ہے بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ حضور کے جسمانی نقشہ میں ریح نبوت کا پرتو دیکھا جاسکتا ہے اور آپ کی وجاہت خود آپ کے مقدس مرتبے کی دلیل ہے اس موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ ”وان تقوی اللہ یبض المجدد“ خدا کا نوا ہوا ہی چہروں کو روشن رکھتا ہے۔ پھر نبوت تو ایمان و تقویٰ کی معراج ہو۔ نبی کا چہرہ نورانی ہونا ہی چاہیے۔



نعت گوئی بہت ہی نازک فن ہو جس سے عمدہ برا ہونا کوئی آسان کام نہیں نعت گوئی کی فضا جتنی وسیع ہے اتنی ہی اس میں پرداز مشکل ہے۔ ہر پرداز سے پہلے یہ غور کرنا پڑتا ہے کہ آیا فضا سازگار ملے گی یا نہیں۔ اگر بہت پرداز کسی شکل مقام پر ہو چادے تو بھی اٹنے والے کا یہ کمال ہونا چاہیے کہ عافیت و کامیابی کے ساتھ وہاں سے گزر جائے۔ نعت گوئی کی فضا کے محدود شریعت نے مقرر کئے ہیں اور اگر نعت ان حدود سے تجاوز ہو جائے تو نیکی کے پیغام کے بجائے گناہ لازم ہو جاتا ہے۔ نعت خالص فضائل و کمالات نبوت کے متعلق ہے جس میں قیاس آرائی کو قطعاً دخل نہیں یہ وہ بارگاہ قدس ہے جہاں فرشتے بھی لرزہ بر اندام نظر آتے ہیں۔ دراصل نعت محض رسول کریم کی شاعرانہ توصیف کا نام نہیں بلکہ نبوت کے حقیقی کمالات کی ایسی تصویر کشی کا نام ہے جس سے ایمان میں تازگی اور روح میں بالیدگی پیدا ہو سکے اور یہ تازگی و بالیدگی اسی وقت پیدا ہو سکتی ہے جب مداح کا دل حقیقی محبت پر ہو۔ آپ کے محبت جزو ایمان ہے لیکن اس محبت کی حد میں بھی شریعت نے مقرر کی ہیں۔ یہاں محبت و عقیدت بغیر احساس عظمت حرات زندانہ و دیوانگی ہے اور بارگاہ سید کوئی میں ایسی دیوانگی قابل معافی نہیں۔

لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ محبت نبوی اور عشق محمدی کا پاک دلولہ اور مخلصانہ ذوق ملوث زندگی کی سب سے زیادہ قیمتی متاع ہے اور اس متاع کی حفاظت جان زندگی اور اس کے اظہار کے لئے ادب کی شرط حقیقی شرط، کیونکہ آپ کا ادب ہی ایمان و اسلام ہے اور اس سے محمدی کفر۔ اس ادب کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے قرآن پاک پر نظر ڈالنا ضروری ہے۔ قرآن حکیم نے تمام انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر جہاں کہیں کیا ہے وہاں ان سب ان کے ناموں سے پکارا گیا ہے اور ان کے واقعات کا بھی ذکر ان کے ناموں کے ساتھ ہو لیکن



ذات مقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر میں کہیں صرف "عبد" ہے اور کہیں صرف "عبداللہ" اور اسی طرح  
 رب کائنات نے جب آپ کو پکارا تو یا آدمؑ یا ابراہیمؑ یا زکریاؑ یا یحییٰؑ یا موسیٰؑ یا عیسیٰؑ یا الیاسؑ  
 کی طرح یا محمدؐ کہہ کر نہیں پکارا بلکہ بھی صدائے عزت یا ایہا الرسولؐ اور بھی بہ طریق محبت یا ایہا المرسل  
 یا ایہا المدثرؑ سے پکارا اور اپنے بندوں کو نعرزدہ تو قرہ اس کی عزت کرو اس کی توقیر بجالاؤ  
 کا حکم دے کر آپ کی عظمتوں کی انتہا بتلا دی اور یہ معلوم ہوتے ہی عربی شیرازی کی زبان میں  
 کھتا پڑا کہ

ہزار بار یہ شہویم دہن ز مشک گلاب ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبیت  
 عربی وقار سی کی نعت گوئی میں شعرا نے ادب و احترام کے ساتھ جولانی طبع دکھائی  
 ہر ایک ان کے اس کمال کا معترف ہے کہ انھوں نے اپنے عجز و انکسار کا جگہ جگہ اظہار  
 کیا ہے اور قرآن کریم کے اس حکم کی تعمیل کی ہے کہ "تم نبی کو اس طرح نہ پکارو جیسے تم میں سے ایک  
 دوسرے کو پکارتے ہیں" لیکن ہماری اردو نعت گوئی کا دامن ایک حد تک بے ادبی سے آلودہ  
 ہے۔ اکثر شعرا نے تو اس طرح تخاطب کیا ہے جو کسی قیمت پر وہ انہیں اور قابل گردن زدنی ہے۔  
 امیر مینائی کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر عبدالحی مرحوم نے "چند ہجرت میں لکھا ہے کہ نعت کا  
 جو طرز ہمارے شعرا نے اختیار کیا ہے وہ بہت قابل اصلاح ہے۔ ہماری شاعری کی بنیاد  
 غزل پر رکھی گئی ہے جو ایک لحاظ سے کمترین قسم شعر کی ہے اس لئے تغزل کا رنگ کچھ ایسا جھاکہ  
 جاد بجا اسی کی جھلک نظر آتی ہے بھلا نعت میں زلف و کمر خال دھندے کیا تعلق، مانا کہ  
 یہ بھی صحیح مگر یہی غضب کی بات ہے کہ جو مقصد نعت کی جان ہے وہ بالکل غائب۔  
 نعت گوئی کے سلسلے میں کئی ہدایات ہیں مثلاً دوسرے انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تذلیل  
 نہ ہو ایسے استعارات و تشبیہات کا استعمال نہ ہو جو ایک شاہ بازار پر صادق آسکیں،



ہندسے اور نبی کو خدا نہ بنا دیا جائے۔ شاہ معین الدین احمد ندوی نے "ارمغان حرم" کے دیباچہ میں لکھا کہ اس راہ میں سب سے بڑی لغزش الوہیت اور نبوت کے حدود کو سمجھنے میں ہوتی ہے اکثر شرابوں کے ڈانڈے الوہیت سے ملاتے ہیں مثلاً

وہی جو ستویٰ عرش تھا خدا ہو کر اتر پڑا ہے عینے میں مصطفیٰ ہو کر  
نعت کا بڑا مشہور و مقبول شعر سمجھا جاتا ہے حالانکہ یہ شعر نہ صرف توحید کے سرسبز منافی  
ہو بلکہ نبوت کی حقیقت کے خلاف ہے۔ ایک طرف یہ فراط و غلو ہے اور دوسری طرف یہ تقریباً دوسرے  
ادب ہے۔ یہ صرف نبوت ہی پر موقوف نہیں بلکہ دنیا کی ہر شے اپنے اصلی جامہ میں کھلی معلوم  
ہوتی ہے اور اسی جامہ میں اگر اس کا اصل کمال ظاہر ہوتا ہے تو خوبی کی بات ہے ورنہ نہیں  
در اصل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک عبدیت اور نبوت کا ایک ایسا برتخ کبریٰ تو  
جس پر دونوں جہاں کے کمالات ختم ہوتے ہیں اس لئے جو تصور بھی ان کے منافی ہوگا اس کا  
انتساب آپ کی جانب گمراہی اور لغزش ہے اس قسم کی لغزش صحیح اسلامی تصور اور حقیقت  
کا نتیجہ ہوتی ہے۔ رسالت کا کمال اس میں نہیں کہ رسول کو خدا بنا دیا جائے بلکہ کمال اس میں  
ہے کہ رسول جامہ عبدیت میں رہتے ہوئے بھی عبدیت اور نبوت کا ایسا کامل ترین نمونہ ہو کہ  
اس کے آگے کمال کا کوئی مدجہ تصور میں بھی نہ آ سکے۔

صحیح نعت گوئی کے لئے ایک بہت خاص بات کی طرف جنگ بہادریاں تائش نے  
اپنے "نعتیہ مجموعہ" کلام نسیم طیبہ میں توجہ دلائی ہے کہ ضمیر و کمال استعمال قابل غور ہے و ذہان  
میں کلمہ تعظیمی جس کا استعمال میں اس سے صناعہ "تو" اور "تم" واحد صنف کے لئے قابل اعتناء ہو جاتے  
ہیں۔ حالانکہ عربی اور فارسی میں واحد صنف کی ضمیر استعمال ہوتی ہو سکیں اور میں ان ضمیروں کا  
استعمال ذوق صحیح پر جو شریعت کا بھی رہن منت ہو کسی قدر گراں گزرتا ہے اگرچہ میں تو اس جگہ ضمیر



غائب کے الفاظ معنی "وہ اللہ میں ملا سکتے ہیں۔ واحد حاضر کے لئے کم از کم آپ کا لفظ آ سکتا ہے۔  
 غرض کہ نعت کہنے اور صحیح طور پر کہنے میں بہت فرق ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور دنیا کی  
 ساری تمثیلیں اور شبہیں سرنگوں نظر آتی ہیں۔ مجبوراً شاعر کو سپر انڈاختہ ہونا پڑتا ہو اور اس وقت وہ یوں  
 کہتا تھا ہے۔

عرفی حساب اس رہ نعت است نہ صحرات آہستہ کہ رہ بردم تیغ است قدم را  
 "نعت" نثر و نظم دونوں طرح سے کہی جاتی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت سب سے  
 پہلے خالق کا مناسٹے فرمائی اور ثبوت میں قرآن جیسا ابدی اور سرمایہ "گلدستہ نعت" ہماری  
 رہ نہائی کے لئے ہمیں دیا۔ اس میں ہم کو نعت کے تمام اقسام ملیں گے مثلاً کہیں ان کی تعریف و  
 توصیف کہیں ان کے صحبت یافتہ صحابہ کرام کی کبھی ان کی جان کی قسم کھائی جا رہی ہے  
 تو کبھی ان کے پاک شہر کی کہیں ان کی ادائیں یا د کی جا رہی ہیں تو کہیں اندازِ لباس  
 کبھی طرح طرح کے القاب ادا ہو رہے ہیں تو کبھی دشمنوں اور کافروں کے تراشے ہوئے الزامات  
 کا جواب دیا جا رہا ہے۔ غرض کہ کلام الہی میں نعت مبارک کا انداز یہ ہے۔

محمد الرسول اللہ والذین معہ أشداء الایہ۔ لا اقسم بھذا  
 لبلید و انت حیل بھذا البلد لعمرک انھم لفی شکر تھم تعیمہ و ک  
 انتک با عینک و قیلہ یارب یا ایھا المزل۔ یا ایھا المدریطر و یئین  
 خاتم النبیین۔ رحمۃ للعالمین۔ سراجاً منیراً وغیرہ وغیرہ

اس کے بعد خدائے عز و جل نے فرشتوں کے تعریف کرنے کی خبر دی۔ ایمان والوں  
 کو ان کی تعریف اور ان کے واسطے دعا کا حکم فرمایا۔ ان اللہ و ملککے یصلون علی  
 النبی یا ایھا الذین امنوا صلو علیہ وسلموا تسلیماً  
 یعنی بلاشبہ اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی اُن







ائیں گے ان کا نام احمد ہے۔

انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد حضور نے خود اپنی زبان مبارک سے اپنی نعت فرمائی جس کی سیکڑوں مثالیں موجود ہیں۔ ایک مشہور و مسلم و صحیح حدیث یہاں پیش کی جا رہی ہے کہ ایک مرتبہ سید نبویؐ میں صحابہ کرام جمع تھے اور آپؐ میں انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تذکرہ ہو رہا تھا اور ان کی خصوصیات بیان فرما رہے تھے ایک نے فرمایا آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا نوح بنی اللہ کسی نے موسیٰ کلیم اللہ کوئی بولا ابراہیم خلیل اللہ اور کہیں سے آواز آئی عیسیٰ روح اللہ۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جو یہ تمام گفتگو بہ توجہ سن رہے تھے سامنے آئے اور زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ آپس میں کیا تذکرے کر رہے تھے؟ اولاً تو اس سوال پر صحابہ خاموش رہے لیکن جب حضور نے یقین دلایا کہ تم کوئی غلط کام نہیں کر رہے تھے۔ تو جو جس نے کہا تھا اس کا اعادہ فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تصدیق فرمائی کہ بیشک آدم صلی اللہ علیہ وسلم، نوح بنی اللہ، ابراہیم خلیل اللہ، موسیٰ کلیم اللہ اور عیسیٰ روح اللہ ہیں مگر مجھے بھی پہچانتے ہو؟ یہ کہہ کر اپنی نعت پاک کا ایک مجراناہ سلسلہ یوں بیان کرنا شروع کیا جس کا خلاصہ یہاں پیش کیا جا رہا ہے۔

وَاَن سَيِّدُ دَلِيٍّ بَنِيْ اٰدَمَ وَلَا فَخْرُ — اَنَا اَدِلُّ مِنْ يَحْرُكُ خَلْقَ الْجَنَّةِ فَاَدْخَلَهَا  
وَمَعِيَ فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا فَخْرُ — وَ لِيُوَاعِدُ الْمُحْمَدِيْنَ يَوْمَئِذٍ اَبَدِيٍّ وَاَدَمَ  
وَمِنْ دُونِهِ تَحْتَ لَوَائِيْ وَلَا فَخْرُ — اَلْحَدِيثُ رِيعَنِيْ اَوْرِمْ اِدْلَادِ اَدَمَ كَا سَمَرِ دَارِ  
ہوں اور مجھے کوئی فخر نہیں۔ میں پہلا وہ شخص ہوں گا کہ جنت کے دروازوں کو حرکت دے کر  
اس میں داخل ہوں گا اور میرے ساتھ مسلمان فقراء ہوں گے اور مجھے کوئی فخر نہیں اور  
اس دن اللہ کی حمد و ثنا کا پرچم میرے ہاتھ میں ہوگا اور حضرت آدمؑ اور ان کے سوا دوسرے

لوگ میرے چپکے نیچے ہوں گے اور مجھے کوئی فخر نہیں ہے)

متذکرہ بالا سطور میں اس بات کو پیش نظر رکھا گیا ہے کہ اگر ایمان کی روشنی میں نعت گوئی کی تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ نعت گوئی کی بڑی اہمیت ہے اور اس کی تاریخ کا سلسلہ خدائے بزرگ و برتر سے شروع ہو کر قہیوں کی جماعت میں ہوتا ہوا انبیاء کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچتا ہے اور پھر یہاں سے مدوح خود اپنے پاک و مقدس مرتبے کے متعلق فرماتا ہے **وانا حبیب اللہ ولا خیر دینی** میں اللہ کا محبوب خاص ہوں اور یہ بیان واقعہ فخریہ نہیں، اس کے بعد نعت گوئی صحابہ کرام، ائمہ عظام، اولیاء کبار، اور صوفیوں کی خانقاہوں سے ہوتی ہوئی شعراء کی جماعت میں پہنچ کر عام انسانوں کے دکھے دلوں پر مرہم رکھتی اور ان کے اخلاق کو سنوارتی ہے۔ نعت گوئی کے اس سفر کی کہانی بہت طویل مگر بہت دل چسپ ہے۔

ظہور اسلام سے پہلے مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک جہالت و سفالت، ضلالت و گمراہی، بڑا خلاقی و بدکرداری، عداوت و دشمنی، قتل و غارت گری، فسق و فجور، جہ و تشدد، ظلم و بے انصافی، جوری اور راہ زنی کا دور دورہ تھا۔ ساری دنیا میں انسان معبود نہ ہوئے تھے ان کی پوجا ہو رہی تھی، وہ خدائی کر رہے تھے، ان کے سامنے سجدے کئے جاتے تھے۔ ہاتھ جوڑے جاتے تھے۔ جانوروں کی پوجا ہو رہی تھی آگ، پانی اور درختوں کی پوجا ہو رہی تھی، جنوں، بھوتوں کی پوجا ہو رہی تھی، مخلوق پرستی کا وہ دور تھا کہ ہر شے معبود بن گئی تھی اور اس پرستش کی پیاس کی شدت اتنی بڑھ گئی تھی کہ کتنی ہی خیالی ہستیاں معبود بنائی گئی تھیں جن کا کوئی وجود ہی نہ تھا ایسے بے شمار معناسدہ عام تھے جن کا تصور کیا جاسکتا ہے۔ قصہ دسرد مذہب اور دھرم کے لازم میں داخل تھے، دیوتاؤں کے سامنے ناچ



گانے کے جلسے جتے تھے اور فنق و فحور نے غافلانہوں، مندروں اور مٹھوں میں اڈے  
 بولائے تھے۔ خدا کا تصور محض یہ تھا کہ خود ساختہ مورتیوں کو کائنات کا خالق و مالک مانا  
 جاتا اور سمجھا جاتا کہ کارخانہ حیات کو یہی چلا رہی ہیں۔

تاریخ گواہ ہے کہ عرب کبھی وحدت و مرکزیت سے آشنا نہیں ہوئے بلکہ ہمیشہ ان  
 پر نراج اور انار کی کا تسلط رہا۔ ایک خاص قسم کی بددیانہ زندگی گزارتے گزارتے ان کا مزاج  
 نراج پسندی کے لئے اتنا پختہ ہو چکا تھا کہ وہ اس میں کسی قسم کی تبدیلی گوارہ نہیں کرتے تھے  
 اور ان کے اندر وحدت و مرکزیت پیدا کرنا ایک امر محال بن چکا تھا۔ سوسائٹی، کلچر اور سیاست  
 کے اعتبار سے بھی عرب ایک نہایت پست قوم تھی، مشہور مورخ علامہ ابن خلدون نے تو  
 ان کو ان کے مزاج کے اعتبار سے بھی ایک بالکل غیر سیاسی قوم قرار دے دیا تھا ممکن  
 ہے کہ بعضوں کو اس رائے سے اتفاق نہ ہو لیکن خود قرآن کریم نے بھی ان کو قوماً لدا کے  
 لفظ سے تعبیر فرمایا ہے جس کے معنی جھگڑالو قوم کے ہیں اس کے علاوہ ان کی تنظیم کے بارے  
 میں فرمایا ہے کہ لَمَّا نَفَقْتُمْ مِمَّا فِی الْاَرْضِ جَعَلْنَا مَا لَسْتُمْ بِنَبِّیْنَ قُلُوبِجُہُمْ (یعنی اگر تم زمین  
 کے سامنے نکلنے بھی خرچ کر دیتے جب بھی ان کے دلوں کو آپس میں جوڑ نہیں سکتے تھے)  
 دراصل اتحاد، تنظیم، شعور، قومیت اور حکم و اطاعت وغیرہ جیسا کہ پریس جرنیل، تاحی اور  
 سیاسی زندگی کا انحصار ہوتا ہے ان کے اندر یکساں مقصود نہیں۔ زندگی کا نصب العین  
 صرف پیدا ہونا، کھانا، پینا، شادی کرنا، بچے پیدا کرنا، دنیا کے مزے اٹھانا اور مر کر  
 مٹی میں مل جانا رہ گیا تھا۔

ایران، روما اور ہندوستان ہر جگہ سماج مختلف طبقات میں بٹا ہوا تھا، محنت  
 اور دولت کی کشاکش جاری تھی، مجبوروں اور بے بسوں کو سود خواروں نے پامال کر دیا

تھا۔ امراء و سلاطین عام انسانی سطح سے بلند سمجھے جاتے تھے حقوق انسانی کا تعین ذات پات مذہب و ملت، صحت و دولت دیکھ کر کیا جاتا تھا۔ پسماندہ طبقہ پر ظلم روا سمجھا جاتا تھا۔ آقا اپنے ظالموں کو جبر و استبداد کی پکی میں میں رہے تھے۔ معمولی اور چھوٹے چھوٹے جرائم پر ان مجبوروں کو نذر آتش کر دیا جاتا تھا۔ ان کو درندوں کے سامنے ڈال کر ان کی تباہی و بربادی کا نظارہ کرنا لوگوں کا دل چسپ غلہ بن چکا تھا۔

انہی سماجی حالات کی طرح عربی شاعری بھی عصبیت جاہلیہ کا شکار تھی اور تمام بڑے بڑے شعراء اسی عصبیت کے دام میں گرفتار تھے جس سے کچھ ملنے کی امید ہوتی اس کی مدح میں قصیدے لکھ کر پڑھتے اور انعام و اکرام حاصل کرتے۔ جن سے ناراض ہوتے اس کی اتنی ہجو کرتے کہ وہ اپنی زندگی سے بیزار ہو جاتا۔ مشہور ہے کہ مکہ اور طائف کے درمیان ایک بازار لگتا اور یہاں سال میں ایک مرتبہ عرب کا ہر چھوٹا بڑا شاعر جمع ہو کر اپنے اشعار سناتا اور داد لیتا، کوئی کسی تعریف کرتا تو اسے آسمان پر چڑھا دیتا۔ کوئی کسی کی ہجو کرتا تو اسے سر بازار ذلیل و خوار ہونا پڑتا، کوئی حسن و عشق کا مارا محبوب کی عنبریں زلفوں سے طوق و سلاسل تک پہنچ جاتا غرضیکہ ہر ایک اپنی اپنی قابلیت کے جوہر دکھاتا لیکن ان باتوں کے باوجود بھی عرب کے جاہل شعراء "میں حق و صداقت بد چہ اتم موجود تھی۔ عرب کے قصر شاہی کی بنیاد سچائی پر رکھی ہوئی تھی اور حقیقت کی ترجیح اس کا مقصد تھا۔ یہاں کی شاعری میں رزم و بزم کے وہ مناظر پیش کئے گئے ہیں کہ ہرگز زندگی کر دہ بدلتی ہوئی نظر آتی ہے۔

عرب کے شعراء کی حق گوئی کے سلسلے میں حالی نے مقدمہ شعر و شاعری میں صاحب عقد الفرید کے توسط سے عرب کے زمانہ جاہلیت کے ایک مسلم الثبوت شاعر زہیر ابن



ابن سنی کا یہ قول نقل کیا ہے۔

وَأَيُّ أَحْسَنَ بَيْتٍ قَامَ لَهُ بَيْتٌ يَقَالُ إِذَا شَدَّتْهُ صَدَقَاتُ

یعنی سب سے بہتر شعر جو تم کہہ سکتے ہو وہ ہے کہ جب پڑھا جائے تو لوگ کہیں سح کہتا ہے اسی زیر بن ابی سلمہ کے متعلق یہ نامہ فادق فرماتے ہیں کہ إِنَّهُ أَشْعَرُ الشُّعْرَاءِ لَا يَمْدَحُ إِلَّا مُسْتَقْفًا مَعْنَى وَهُوَ أَفْضَلُ تَرْنِيمِ شُعْرَائِهِمْ هُوَ كَيْونَ كَمَدِّهِ أَسَى كِي مَدْحٍ كَرْتَابِهِ جَوْسَقِ مَدْحٍ هُوَ۔  
حالی نے ایک جگہ اہ لکھا ہے کہ ایک بار بنی تمیم نے سلامتہ بن حنبل سے جو ایک عالمی شاعر تھا درخواست کی۔ مَجْدُّنَا بِشُعْرَاكَ (یعنی تو اپنے مدحیہ اشعار سے ہماری عزت بڑھا) اس نے جواب دیا اَفْعَلُوا حَتَّى أَقُولُ (یعنی پہلے تم کچھ کر دکھاؤ تا کہ میں اس کو بیان کروں۔)  
شعرا کے عجب اپنی مدح سے مدح کی خوبیوں کو عالم آشکارا کر کے ان کی شخصیت کو چار چاند لگا دیتے اور بھوسے ذلیل و رسوا کر دیتے۔ اس عزت و رسوائی کا سبب محض ان کے اشعار کی جادو بیانی نہیں تھی بلکہ ان میں سچ کو بھی برابر کا دخل ہوتا۔ اس ضمن میں ایک واقعہ مشہور ہے کہ ایک مرتبہ ایک عورت میمون بن قیس (اعشی) کے پاس گئی اور کہا کہ میری مفلسی اور ناداری کی وجہ سے میری بیٹیوں سے کوئی شادی نہیں کرتا اگر تو ان کی تعریف میں قصیدہ لکھ دے تو یقین ہے کہ ان کی شادی ہو جائے گی۔ اعشی نے قصیدہ لکھ دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے حسن و جمال کی شہرت ہو گئی اور قصیدے نے انرا درد سار کو ان لڑکیوں کے حسن کا دالہ و کشیدہ بنا دیا اور ان کی شادیاں بڑے بڑے امیروں سے ہوئیں اس قصیدے میں کمال شاعری سے زیادہ حق و صداقت کو دخل ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس نے لوگوں کے من موہ لئے میمون بن قیس (اعشی) کو پشت سر حاصل ہے۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں پہلا قصیدہ لکھا اور تاریخی اعتبار سے عربی کی پہلی

"نعت" اس کا قصیدہ ہی قرار پائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حمیدہ اور سخاوت و  
 فیاضی کا حال اُٹھانے والا تو اشتیاق میں آگے بڑھنے چلا اور ایک قصیدہ کہتا ہوا راہ سفر  
 طے کرنے لگا لیکن جب مکہ معظمہ پہنچا تو قریش مکہ نے اس کو کچھ دے دلا کر واپس کر دیا کہ  
 کہیں حضور سے مل کر عشقِ اسلام نہ قبول کر لے اور اس کے شرعین کو اہل مکہ کے دل نہ  
 پھر جائیں اس طرح یہ عظیم شاعر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بغیر طے ہوئے اور قبولِ اسلام  
 سے محروم واپس چلا گیا لیکن اس کے اشعار آج بھی موجود ہیں جو عرب کی "جاہلی شعرا"  
 کی صداقت کے شاہد ہیں چند اشعار ملاحظہ فرمائیے۔

فَالسَّيِّئَاتُ لَا تُغْنِي عَنْهُمْ كَلَالَةَ ۖ وَلَا مَنَ دُحَىٰ حَقٍّ تَلَا فِي مَجْدٍ

اور میں نے قسم کھائی کہ نہ برسوں کی ٹھکنے پر نہ پیر کے پھلنے پر یہاں تک کہ یہ مجھ سے ملے

مَنْ مَاتَ نَتَاخِي عَذَابَ مَنْ بَنِي ۖ تَرَاهِي وَتَلْفِي مِنْ فَوَاسِلِهِ نَدَىٰ

جب یہ قیام کرے گی بن ہاشم کے نہ واہ پر آرام حاصل کرے گی اور پائے گی ان کی فیاضیت کی

نَبِيٌّ يَرْوِي عَالَا يَدْرُونَ وَتَكْرَهُ ۖ اَغَارُ هَمْرِي فِي الْبِلَادِ وَانْجِرَادِ

ایسا نبی جو کہتا ہے اس کو جس کو نہیں دیکھتے لوگ اُطمان کا نہ کرہ چھا گیا ملکوں کے پست و بالا

لَهُ صَدَقَاتُ مَا تَقْبِ وَنَائِلِ ۖ وَنَيْسَ عَطَاءِ الْيَوْمِ مِصْعَرُ غَلَا

پر میری عمر کی قسم اٹھائیے جیسے میں جو نازہ نہیں کرتے در انعام اور نہ آج کا انعام کل کے انعام کو روکتا ہے

یہ بھی حقیقت ہے کہ کفار مکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل نہ کرنے

کے باوجود بھی کبھی آپ کو امین و صادق نہ ماننے سے انکار نہ کر سکے اور آپ کی سخاوت

غم گساری کے ہمیشہ معترف رہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اور بھی "جاہلی شعرا" آپ

کی مدح و ثنا میں رطب اللسان رہے۔



جب اسلام آیا تو اس نے فکر و معاش سے زیادہ فکر معاد کا تصور عطا کیا ہے اہل انسانی قدروں کی دلوں میں تو قیام پیدا ہوئی، انسانیت صرف اخلاقی معراج پر ہی نہیں ہو چکی بلکہ عقلی اور ذہنی بلندیوں کی طرف بھی گامزن ہوئی دنیا۔ اسلام کی بدولت نئے علوم سے آگاہ ہوئی۔ علم کے پوشیدہ دہنیے دریافت ہوئے۔ کتنے ہی چھپے ہوئے علم و ادب کے آفتاب و ماہتاب طلوع ہوئے اور ایک نئی صبح و شام کا آغاز ہوا۔

بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ الوداع وہ منشور ہے جس کو سننے کے لئے اولاد آدم کے کان صدیوں سے ترس رہے تھے یہ ایسی پرورد اور پر خلوص و پرسوز آواز تھی جس نے لوگوں کو خبردار کر دیا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں، سلطنت الہی کے واسطے ہے اور حمد بھی اسی کے واسطے ہے۔ دہی زندگی اور موت ویتلے ہے اور ہر شے پر قادر ہے۔ ایک کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی نے اپنا وعدہ پورا کیا اپنے بندے کی مدد فرمائی اور اسی ایک نے تمام گرد ہوں کو ہریت دی۔ لوگو! خبردار کہ تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ (آدم) بھی ایک ہی ہے۔ خبردار! نہ عربی کو عجمی پر فضیلت ہے نہ عجمی کو عربی پر۔ نہ سرخ کو سیاہ پر اور نہ سیاہ کو سرخ پر ہاں اگر وجہ امتیاز و فضیلت ہے تو پرہیزگاری و تقویٰ کی بنا پر تمہارے غلام۔ تمہارے غلام (دیکھو ہمیشہ ان کا خیال رکھنا جو خود کھانا دہی ان کو کھلانا جو خود پینا دہی ان کو پینا نا۔ عورتوں کے معاملہ میں خدا سے ڈرنا۔ جاہلیت (قبل از محمد رسالت) کے تمام خون (کے قصے) باطل قرار دیے گئے اور سب کے اپنے اپنے خاندان و بیع بن حارث) کے بیٹے کا خون باطل قرار دیتا ہوں۔ جاہلیت کے تمام سود باطل کر دیئے گئے اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان کے سود عباس بن عبدالمطلب کا سود باطل کرتا ہوں۔ خبردار! — مجرم

اپنے جرم کا خود ذمہ دار ہے۔ خبردار باپ کے جرم کا بیٹا ذمہ دار نہیں اور نہ بیٹے کے جرم کا باپ ذمہ دار ہے۔ حلال و حرام کی نسبت میری طرف نہ کی جائے۔ میں نے وہی چیز حرام کی ہے جو خدا نے حرام کی ہے۔

ان اشارات سے یہ بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ آپ نے جو پیغام ہم تک پہنچایا وہ مدت کا اتنا طویل خلیج حائل ہونے کے باوجود آج بھی زندہ و پائندہ ہے اور آئندہ بھی رہے گا۔

ظہور اسلام سے زندگی کا کوئی بھی تاریک گوشہ ایسا نہ بچ سکا جو جگمگانہ اٹھا ہو جس طرح اسلام نے زلف پریشان کائنات کو سنوارا اور زندگی کے حسن کو نکھارا۔ اسی طرح شعراء کے لئے بھی ایک نئی راہ پیدا کر دی اور وہ شاعری جو عصبیت جاہلیہ کا شکار تھی ٹھٹھ کر رہ گئی۔ اور رفتہ رفتہ بلند سماجی مقاصد سے قریب تر ہوتی چلی گئی۔ سلاطین اور شہنشاہوں کے دربار سے نکل کر اب یہی شاعری جمال ربخ محمد کی الہ و خدا ہو گئی۔ بعض حد نفرت و کینہ اور مجازی عشق و محبت کی داستانیں نغمہ ہائے نعت میں تبدیل ہو گئیں۔ بعض نے صورت نبی کریم علی اللہ علیہ وسلم کے خد و خال ہی کو نہیں اجاگر کیا بلکہ اس سے ذبیحہ آپ کا پیغام عوام تک پہنچایا، زمانے کے ستارے ہوئے اور گرے پڑے لوگوں کو ترقی دینے کا پیغام دیا۔ بگڑے اخلاق کو سدھارا۔ امیر و غریب کے امتیاز کو مٹایا۔ عداوت اور نفرت کو مٹانے والا۔ کو محبت کرنا سکھایا۔ ساری دنیا کو ایک انسانی برادری کا سند یہ پہنچایا، مایا کے موہ میں ڈوبے ہوئے، نیا پرستوں کو نیکی اور سچائی کی راہ دکھائی۔ شرانے فن کو زندگی کی تعمیر و اصلاح کے لئے وقف کر دیا۔ ان شاہر شعراء میں حضرت حمزہ بن عبد المطلب، حضرت علی مرتضیٰ، حضرت حسان بن ثابت، حضرت عبد اللہ بن رواحہ، حضرت کعب بن مالک اور حضرت



ضرارین خطاب وغیرہ ہیں۔

غزوات کی ابتداء پر عرب کے جاہلی شعرا کی تیغ زبان بھی اسلام کے مقابلہ کے لئے بے نیام ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابہ کو جنہیں فن شعر میں کمال حاصل تھا ان جاہلی شعراء کی نظموں کے جوابات دینے پر مامور فرمایا۔ مختلف موقعوں پر مختلف شعراء نے اپنی فصاحت و بلاغت کے جوہر آبدار سے اسلام کی مدافعت کی کبھی کبھی ایسا بھی ہوا کہ بعض عرب قبائل اپنے قبیلے کے خطیب شاعر کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ادب و بابت طلبی کی۔ آپ نے فرمایا "میں شعر کے ساتھ معبوت نہیں ہوا ہوں۔" یہ اس ہمہ ان کی مبارزت کے جواب میں کسی صحابی شاعر کو جواب دینے کا حکم عطا فرمایا اور صحابی شاعر کو جواب دینے کا حکم عطا فرمایا اور صحابی شاعر کا کلام سن کر حق کی تائید سے غیر مومن قبیلے کے آنے والے شاعر نے اپنے عجز کا اعتراف کیا اور قبیلے کا قبیلہ مسلمان ہو گیا سیرت نگاروں نے ایسے شعراء کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے۔ **وَأَمَّا شُعْرَاءُ وَعَلِيهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ الَّذِينَ يَذْلُونَ وَيُدْفَعُونَ** (عن الاملاہ و یحسونہ) **الذین مل ہوں من رحالہ مصابہ و صناہم** یعنی اور آپ کے شعراء جو اسلام کی مدافعت کرتے تھے اور اس کی حمایت کرتے تھے نہ کہ وہ جنہوں نے صحابہ و صحابیات میں سے آپ کی راج میں شاعر کئے تھے۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تانے میں جس طرح مشرکین کہنے کوئی کسر اٹھانہ کھلی اسی طرح ان کے شعراء نے بھی اس کام میں بڑا حصہ لیا اور آپ کو اپنے اشعار سے تکلیف پہنچائی اس سلسلہ میں آپ کے ایک قریبی عزیز ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب نے بڑی

تلخ کامی سے کام لیا۔ اس پردہ شاعر جو اسلام قبول کر چکے تھے آپ کی توہین برداشت نہ کر سکے اور ان میں سے حضرت حسان بن ثابت نے جواب دینے کی اجازت آپ سے چاہی تو آپ نے فرمایا "حسان! آخر تم ابوسفیان کی ہجو کیونکر کرو گے؟ میں بھی تو اسی خاندان کا ایک فرد ہوں: حضرت حسانؓ نے عرض کیا "یا رسول اللہ! میں آپ کو اسی طرح بچاؤں گا جیسے گندھے ہوئے آٹے سے بال نکال لیا جاتا ہے" اور پھر ابوسفیان کو یوں جواب دیا۔

هَجَوْتُ مُحَمَّدًا فَلَجَّتْ عَقَّةُ وَعَبَدَ اللَّهُ فِي ذَلِكَ الْجَزَاءُ

تم نے محمدؐ کی ہجو کی جس کا میں نے جواب دیا اور میرے لئے خدا کے یہاں بڑا اجر ہے

اَفْجَوْرُهُ وَلَسْتُ لَكَ بِكَفُوٍ شَرُّكُمْ اَدْلُ خَيْرٍ كَمَا فَلَاحُ

تم ابوسفیان کی ہجو کرتے ہو حالانکہ تم ان کے ہم عصر نہیں تم سرابا شر ہو اور وہ سرابا خیر اس لئے تم جیو کو نہیں جیتا

هَجَوْتُ مَبَادِئًا بِرَاحِنِيفًا اَمِنَ اللَّهُ شَمِيحًا حَيَّاءُ

کر دیا جائے تو یہ اسی تم نے اسفا کے گامی کی ہجو کی جو بابر کے شہ نیک شہت ہو استباز اور خدا کی آئین اور جس کا شاعر سر جیو

مندرجہ بالا اشعار سامنے رکھ کر اگر غور کیا جائے تو یہ چلتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمالبیاتی پہلو اگر ایک طرف ہے تو دوسری طرف ان کی تعلیمات ان کا اپنا کردار و اخلاق شاعر جو کا جواب بھی دیا ہے اور پیغام بھی دیا ہے۔ "تم سرابا شر ہو اور وہ سرابا خیر" اس طرح یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ لغت نے آج سے پہلے بھی بگڑے ہوئے عادات و اطوار کو سنوارا تھا اور آج کا شاعر بھی "لغت" کے ذریعہ دنیا کو پیغام دیتا ہوا چلتا ہے۔



جو ٹھکرا رہے ہوئے تھے دہر کے وہ تیری نخل میں مکھم بنتے جلتے ہیں معظم ہوتے جاتے ہیں  
آگے چل کر "نعت" نے سماج کے رگ و پے میں سما کر دنیا کے سامنے انسانی

بھائی چارہ امن و سلامتی، میل جول اتحاد باہمی، رزم و پیکار، سیرت و سوانح روشنا  
و تزکیہ باطن کے اعلیٰ مسائل، معاشرت کی تصویریں، ملکی و سیاسی زندگی کے نقشے  
بڑے تنوع سے پیش کئے جس کے لئے جریر و فزوق اور دوسرے بالغ نظر شعراء نے  
زمین ہموار کی تھی۔

جیسے جیسے اسلام ترقی کرتا گیا ویسے ویسے نعت گوئی کے قدم بھی میدان ادب  
میں جمتے گئے یہاں تک کہ اسلام ایران پہنچ گیا۔ مسلمان ایران میں سلطنتوں کو  
پامال کرتے، اپنی سیاسی طاقت، تہذیب اور دین کی فتح کے پرچم لہراتے ہوئے داخل  
ہوئے اور یہاں کے بنے والوں کی زندگی، تمدن اور مذہب پر بڑا گہرا فاسقانہ اثر ڈالا۔  
عربوں کی فتح ایران، اور عربی کے ہمہ گیر اثر نے فارسی کو ایک نیا روپ اور ادبی آرائش  
کے نئے زیور دیے اور اب فارسی شاعری ایک نئے رنگ و آہنگ کے ساتھ جلوہ گر ہوئی  
عربی کے اتنے گہرے اثر سے یہاں دوسرے اصناف کی طرح نعت میں بھی طبع آزمائی  
ہوئی اور آگے چل کر نعت نے یہاں ایک نئے قسم کا معیاری و اخلاقی ادب تخلیق کیا  
جو نگار خانہ حیات کی حُسن و آرائش میں بہت مددگار ثابت ہوا۔

فارسی شاعری پر چونکہ عرصہ دراز تک تصوف کا رنگ غالب رہا اس لئے فارسی  
میں نعتیہ شاعری کو بڑا عروج حاصل ہوا جس کی صحیح اور سچی تصدیق ہمیں سعدی، حافظ  
جامی، نظامی، قاسمی، شافعی اور غریبی کے کلام میں ملتی ہے۔ یہاں نعت گوئی عقیدت  
اور ادب و احترام کے شانہ بہ شانہ نکر و فن کی راہوں پر گامزن ہوئی اور ردیف و قوافی کی

کی شگفتگی جو کہ کی رنگینی و نرم آفرینی، انداز بیان کے والہانہ پن اور فنی پختگی کے علاوہ جاہلیت و فتریت اور خلوص نیت کی آئینہ دار بنی۔ کہیں ایک عاشق مجبور کا نالہ فراق بن کر نکلی اور کہیں مجبوری و مجبوری میں بھی مست سرشار نظر آئی۔

فارسی کی نعتیہ شاعری کو یوں بھی بڑی اہمیت حاصل ہے کہ فارسی ہی نے نعت گوئی کو بحیثیت ایک صنف سخن کے میدان شعر و ادب میں صفت آرا کیا جہاں نعت اپنے عزم و عمل کا لوازمات کر رہی۔

یہ ایک امر مسلمہ ہے کہ ہندوستان میں جو مسلمان سلاطین آئے وہ اور ان کے ہمراہی فارسی بولتے ہوئے آئے، ان کی آمد نے تاریخ ہند میں ایک نئے باب کا آغاز کیا۔ حکومت کے طور طریق نے کر دٹ بدلی۔ ایک نیا تمدن ظہور میں آیا۔ تہذیب کے خاکوں میں نئے رنگ ابھرے، رہن سہن، رسم و رواج اور بول چال میں بڑی بڑی تبدیلیاں ہوئیں۔ اس طرح ایک زبردست تہذیبی انقلاب بدلتا ہوا جس کے اثرات تاریخ نے محفوظ کئے۔

انسان معاشرے میں زبان اور بول چال بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ معاشرے میں جو بھی تبدیلیاں ہوتی ہیں وہ زبان و ادب میں خاص طریقے سے ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت قائم ہونے کے بعد ہندو مسلم میل جول اور اتحاد باہمی کا جو سلسلہ شروع ہوا اُس نے زبان کی ایک نئی تاریخ پیدا کر دی اور مسلمانوں کی زبان فارسی نے یہاں بولی جانے والی زبانوں میں گھل مل کر ایک نئی زبان بننے کے تمام عناصر گہرا کر دیے۔ اس نئی زبان کو منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے سیکڑوں برس کی طویل مسافت طے کرنا پڑی اس کے چل کر یہ نئی زبان مختلف خطوں میں مختلف ناموں سے پکاری گئی اور آخر میں ملک کے طول و عرض میں اردو کہلائی۔



آغاز میں حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ (اجمیری) حضرت خواجہ نظام الدین  
 اولیاءؒ (دہلی) حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ (پنجاب) بوعلی شاہ قلندرؒ (پانی پت  
 کرنال) سید شاہ محمد غوثؒ (گوالیار) حضرت مخدوم مہائیؒ (میںٹی) حضرت شرف الدین  
 یحییٰ منیریؒ (ہبار) حضرت بندہ نواز گیسو درازؒ (دکن) مخدوم جہانگیر اشرف سمنانیؒ (پنجاب)  
 داد دھ، خدا اور رسولؐ کا عشق اور سچی روحانیت کا پیغام ملے کر دین و مذہب کے پرچار  
 کے لئے اُٹھے، ان کی زبان فارسی تھی جس سے یہاں کے عوام ناواقف تھے۔ اس لئے  
 الشردالوں کے اس گروہ نے یہاں بولی جانے والی زبانیں سیکھیں اور اپنا پیغام اسی  
 زبان کے ذریعے ملک کے گوشے گوشے میں پھیلا دیا جس نے علم تصوف اور رسولؐ خدا کی  
 محبت عام کرنے میں بڑی مدد دی۔ اردو نعت گوئی کو ترقی دینے میں ان صوفیاء کرام اور  
 اولیاء کبار کا بڑا ہاتھ ہے جس کو کبھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا یہ انھیں کا کرم ہے کہ آج  
 بھی ملک کے گوشے گوشے میں نعت کے نغمہ ہائے دلکش گونج رہے ہیں۔

ہندوستان میں نعت گوئی کی ابتدا بہ زبان فارسی اسی وقت ہو چکی تھی جب اردو  
 زبان کا خاکہ بن رہا تھا اور یہ اپنی پوری آب و تاب اور چمک مک کے ساتھ جلوہ گر نہیں  
 ہو پائی تھی۔ اس عہد کے فارسی شعرا حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ، حضرت نظام الدین  
 اولیاءؒ، حضرت امیر خسروؒ کا کلام شاہد ہے کہ نعت اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ  
 اس دور میں نظر آتی ہے جو آپ انتخاب میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

تذکرہ اردو اور ہندی میں ہمیں نعت کا جسے جسے کلام مثلاً کبیر اس کا یہ دو ہائے  
 عدد نکالو ہر چیز سے چوکن لودائے دو ملا کے بگین کر لو میں کا بھاگ لگائے  
 باقی بچے کے بگین کر لو دو کہیں دو ملائے کہت کبیر سو بھئی سادھو نام محمد آئے

تو ملتا ہے لیکن اس کو ہم نعت گوئی کا آغاز نہیں کہہ سکتے۔ البتہ مذاق نعت گوئی عام کرنے میں اس کلام کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ سترہویں صدی میں دکن سے سید محمد حسینی بندہ نواز خواجہ گیسو دراز خدا پرستی اور دین علم تصوف اور حدیث تبلیغ و ہدایت اور فقہ و سلوک کا درس دینے آئے اور باقاعدہ طور پر نعت لکھی مگر اس کو بھی نعت گوئی کی کی ابتدا کہنا صحیح نہیں ہے اس بہمنی دور میں جتنی بھی مثنویاں لکھی گئیں سب میں نعت کا جو ضرور ہے جو ایک لحاظ سے مثنوی کے لئے ضروری تصور کیا جاتا ہے۔

بہمنی سلطنت کے زوال کے بعد قطب شاہی دور کا آغاز ہوا۔ اس دور میں اردو کافی منجم گئی اور ایک نمایاں فرق کے ساتھ جلوہ گر ہوئی۔ اس دور میں ہم کو نعتیہ کلام کافی ملتا ہے باقاعدہ اردو نعت گوئی کا آغاز اسی دور میں ہوا۔ اس دور کی متعدد نعتیہ مثنویاں ملتی ہیں مثلاً محمد قلی قطب شاہ، محمد قطب شاہ اور عبداللہ قطب شاہ کے علاوہ اس دور میں سید بلاتی نام کے ایک شاعر کی مثنوی ملتی ہے جو ”معراج نامہ“ سے موسوم ہے۔ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعہ معراج کو نظم کیا ہے۔ اس میں تقریباً پندرہ سے زائد شعر ہیں اور اس کی تصنیف سنہ ۱۰۸۰ھ میں ہوئی اس کے کئی نسخے کتب خانہ سالار جنگ و کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن میں موجود ہیں یہ

عادل شاہی دور کے ایک شاعر مختار کی بھی ایک مثنوی ”معراج نامہ“ ہے جو ۱۰۹۳ھ میں تصنیف ہوئی اور اس میں بھی معراج کے واقعات بہت تفصیل سے لکھے ہیں یہ مثنوی تقریباً ۲۳ ہزار اشعار پر مشتمل ہے یہ



شعر الہند میں مولانا عبد السلام ندوی نے تذکرہ قدرت اللہ شوق و تذکرہ غلام  
محی الدین عشق کی صراحت سے لکھا ہے کہ محمد عادل شاہ کے عہد میں مولانا نصرتی نے  
ایک معراج نامہ لکھا جو ایک سو اکتیس شعروں پر مشتمل ہے۔

عہد مغلیہ میں عبدالمحمد تری نے ایک مثنوی "شما کل النبی" کے نام سے لکھی جس کا  
سن تصنیف ۱۱۵۹ھ ہے اور اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپا، اخلاق و عادات  
کو نہایت خوبی سے قلمبند کیا ہے اس کا ایک قلمی نسخہ ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد دکن  
میں محفوظ ہے۔

اس کے بعد اسی دور میں میر فیاض دلی ویلوری نے ایک نعتیہ مثنوی لکھی جس کا  
نام "روضۃ الانوار" ہے۔ یہ ۱۱۵۹ھ میں تصنیف ہوئی اور اب نایاب ہے۔ اس میں  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا بیان نہایت تفصیل کے ساتھ درج ہے اس  
کے علاوہ انھوں نے کئی اور مثنویاں لکھیں جن کے نعتیہ شعرا قابل داد و تحسین ہیں۔ اسی دور  
کے ایک اور شاعر سید محمد فراتی نے نعت گوئی کو اپنا شعار بنالیا۔ یہ ایک مذہبی آدمی تھے  
تادم آخر نعت و منقبت و مرثیہ لکھتے رہے۔ ان کی نعتیہ غزل بہت مست ہوئی ہے جو انتساب  
میں درج ہے۔ ان کی غزل سے اندازہ ہوتا ہے کہ اب نعت غزل کے (Fog) پر کسی  
جانے لگی تھی اور کافی ترقی کر چکی تھی۔

شمالی ہند میں یوں تو سودا اور میر کے علاوہ متعدد نعتیہ قصائد لکھے گئے جیسا کہ  
اس زمانے کا دستہ تھا کہ شعراء اپنے ردا وین کا آغاز حمد و نعت ہی سے کیا کرتے تھے۔ قدما  
کے اس دور میں نظیر اکبر آبادی، جرات، انشا، تاسخ، مصحفی، میر حسن، میر محمدی، بیدار

اور رنگین وغیرہ بھی نے نعتیں لکھیں اور اپنی اپنی طبیعتوں کی اُپج سے بڑی شکل زمینوں میں طبع آزمائی کی۔ اور نعت کو صحیح طور پر کہا ان میں سے بعض بہک بھی گئے تاہم قدام کے پہلے دور میں نعت گوئی کو شعراء کسی نے نہیں بنایا اور نہ ان مشاہیر شعراء کی طبع آزمائی کے باوجود نعت گوئی مستقل صنف سخن قرار پائی۔ اس کی ایک خاص وجہ یہ بھی ہے کہ اس وقت شعراء بادشاہوں اور امراء کے درباروں سے منسلک تھے اور بہت دن بادشاہوں اور امراء کی مدح کے مختلف پہلوؤں پر غور کیا کرتے تھے۔ اس لئے ان کو مبالغہ آرائی اور جھوٹی مدح سے ہٹ کر غور و فکر کا موقع ہی نہیں ملتا تھا اس مبالغہ آرائی کی وجہ سے ان شعراء کی (Creative Faculty) صلاحیت تخلیق رفتہ رفتہ مردہ ہوتی جا رہی تھی۔ قدام کے دور میں نعت گوئی کے لئے قصیدہ مخصوص تھا۔ مومن اور مخالف نے بھی اپنی کی تقلید کی لیکن اسی دور میں مولوی غلام امام شہید نے اس میدان کو اور وسعت دی۔ اور قصیدے کے علاوہ غزل، مثنوی اور ترجیع بند وغیرہ میں نعتیں لکھیں جس سے نعت گوئی کا مستقبل کچھ تابناک نظر آنے لگا۔

اگرچہ اس سے قبل بھی شعراء نے نعتیہ مثنویاں اور حبیبہ حبیبہ غزلیں بھی لکھیں تھیں تاہم ان میں شاعری بہت کم تھی۔ محض عقیدت اور محبت کو سیدھے سادھے الفاظ میں نظم کر دیا تھا لیکن مولوی غلام امام شہید نے ان میں شاعرانہ رنگ کی آمیزش کی تشبیہات و استعارات بکثرت کی رنگینی اور ترنم آفرینی سے نعت کو بڑی وسعت دی۔ انھوں نے ایک مخصوص رنگ اپنایا۔ جس نے آنے والی نسلوں کے لئے شعل راہ کا کام کیا۔ اسی دور میں لطف علی خاں لطف بریلوی نے بھی نعت گوئی کو اپنا شعار بنالیا اور کافی شہرت حاصل کی لیکن یہ غلام امام شہید کی سی روحانی شکفتگی اپنے کلام میں پیدا نہ کر سکے پھر



بھی انھوں نے زندہ گی بھر نعت ہی کہی اور اپنا نعتیہ دیوان یادگار میں چھوڑا کرامت علی قسری  
 بھی اسی دور کے شاعر ہیں انھوں نے بھی تادم آخر نعت ہی کہی اور حب فریضہ حج کے بعد  
 مدینہ منورہ جہاں سے تھے تو راستے میں بیمار پڑے اور تمام منزل میں طے کرنے کے بعد حب  
 "بیر علی" پر پہنچے جہاں سے گنبد خضریٰ صاف دکھائی دیتا ہے تو ایک حسرت ناک نظر  
 دھندلے نظر پر ڈالی اور اس دار فانی سے کوچ کر گئے اور اس طرح شہیدی کی کید زد پورٹی گئی  
 تمنا ہے درختوں پر ترے رخصتے کے جا بیٹھے قفس حب دقت ٹوٹے طاثر روح نقید کا  
 مستخرین کے دور میں یوں تو تقریباً سبھی شاعروں نے نعت کہی لیکن وہ پہلا سا  
 دلولہ اور خوش ختم ہو گیا۔ پھر بھی اسی دور نے ہم کو امیر مینائی جیسا با کمال نعت گو شاعر  
 دیا۔ انھوں نے آخر عمر میں ایک نعتیہ دیوان محامد خاتم النبیین ترتیب دیا۔ ان کا کلام بھی  
 عیوب سے پاک نہیں جیسا کہ انھوں نے خود تحریر کیا تھا۔ یہ قول بابائے اردو مولوی عبدالحق  
 (مرحوم) انھوں نے بہت اعتدال سے کام لیا ہے منشی صاحب کا نعتیہ کلام بہت غنیمت ہے  
 منشی امیر مینائی اگر ایک دور کے خاتم ہیں تو محسن کا کوردی دوسرے دور کے بانی محسن  
 نے دبستان لکھنؤ میں آنکھ کھولی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب شاعر راہ بھٹک کر رنجی، ہرزہ گوئی اور  
 ضلع جگت کے کوچوں میں جا بکلتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود محسن نے متانت اور عقیدگی کی  
 راہ اختیار کی اور اپنا موضوع "نعت" انتخاب کیا۔ محسن کے کلام کے مطالعہ کے بعد ہم  
 اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ موضوع کے اعتبار سے حدیث، اسلامی تصوف اور ہندی روحانیت  
 کا امتزاج اور حدیث و اعتقاد کو ملحوظ رکھتے ہوئے مذاق شاعرانہ کے ساتھ نکتہ آفرینی خلوص  
 محبت کے اظہار میں تہذیب و متانت کا پاس ان کے کلام کی خوبیاں ہیں۔

جدید اردو شاعری کے بانی مہبانی خواجہ الطاف حسین حالی نے بھی اس میدان کو کافی وسیع کیا اور مدس کے علاوہ بہت اچھے نعتیہ تصانید لکھے۔ حالی کی پر خلوص آواز ہمیں صدیوں بعد متاثر کر سکی۔ اور اب نعت گوئی نے باقاعدہ ادبی طور پر دلوں میں گھر کر لیا۔ اگر اس دور کو نعت گوئی کا سنہری دور کہا جائے تو یہ بجا ہے۔

اسی دور نے ہم کو اکبر الہ آبادی، علامہ اقبال، ظفر علی خاں، محمد علی جوہر، احمد رضا خاں بریلوی، حسن بریلوی، اکبر وارثی میرٹھی، بیان دیزدانی میرٹھی، حافظ پبلی بھتی، ہمارا حبہ کشن پرشاد شاہ، اقبال سیل، دلورام کوٹری، شیو پرشاد دہی اور بیدم شاہ وارثی جیسے باکمال شعراء دیے جن کے مفصل حالات کے لئے صفحات کی تنگی دامانی سدا رہے۔ ان کا کلام خود ان کا تعارف ہے۔ پھر بھی اجمالی طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اردو کی نعتیہ شاعری اس دور کی ممنون احسان ہے اور اس نے اس دور میں ترقی کی بڑی کھٹن بنزلیں طے کیں۔ اس کے بعد یہ ترقی یا نہ نعت گوئی ہمیں دور حاضر تک پہنچاتی ہے۔

دور حاضر نے حفیظ جالندھری، مولانا ابوالوفاء عارف شاہ جہاں پوری، زائر حرم حمید صدیقی، ہزاد لکھنوی، ماسٹر القادری، آلم مظفر نگری، انور صابری، ضیاء القادری، جنگ بہادر خاں تالیش، عمر انصاری، بالملکند عرش ملیانی، شفیق جونپوری، اثر دبیری اور ساجد صدیقی لکھنوی جیسے باکمال شعراء کو جنم دیا جو آج بھی "نعت" کے ذریعہ ایک نئے قسم کا اخلاق ادب تخلیق کر رہے ہیں اور ساری دنیا کو انسانی بھائی چارہ میل محبت اور امن و سلامتی کا پیغام دے رہے ہیں۔



# عربی نعت

إِنَّكَ سَوَّلَ لِنُورٍ كَيْتَضَاءٍ بِهِ  
مَهْنَدَةً مِنْ سَيِّدٍ فِي اللَّهِ مَسْلُوكِ

حضرت کعب بن زہیر

حضرت  
حسانؓ  
بین ثابت

المترى ات الله ارسل عبده  
کیا تم نے نہیں دیکھا کہ بیشک اللہ نے بھیجا اپنے بند کو رسول بنا کر  
بایاتہ والہ اعلى وامجد  
اپنی نشانوں کے ساتھ، اللہ کی قسم وہ اعلیٰ اور افضل ہے  
اغث علیہ للنبوة خاتم  
شریف سردار ہیں وہ، ان پر مہر نبوت ہے  
من الله مشهود یلوح ویشہد  
اللہ کی طرف سے ظاہر ہوتی ہے شہادت اور شہادت دی گئی ہے  
وضم الہ اسم النبی مع اسم  
اور ملا دیا اللہ نے اپنے نبی کے نام کو اپنے نام کے ساتھ  
اذا قال فی الخمس لموذن اشہد  
جس وقت کہا موذن نے پانچوں وقت کی اذان میں اشہدان محمد رسول اللہ  
و شق لہ امن اسم لیجملہ  
اور نکالا ان کا نام اپنے نام سے تاکہ روشن ہو جائے ان کا نام  
قد والعرش محمود و هذا محمود  
پس عرش والا محمود ہے اور یہ محمد  
نبی اتانا بعدک یا پس وقتیہ  
ایسے نبی جو ہمارے پاس آئے نا امید کی اور رسولوں کے انقطاع کے بعد  
من المرسل الاوثان فی الارض تعبد  
جب کہ روسے زمین پر بتوں کی پرستش کی جا رہی تھی



فامسی سراجاً مستنیراً وھادیاً

پس آپ چراغ منور تھے اور ہادی تھے

یلوح کما لاحت الصیقل المہند

چمکتے تھے جیسا کہ چمکتا ہے صیقل شدہ ہندی تلوار

وانذرنا ناراً ولبشر جنتاً

اور ڈرایا انھوں نے ہم کو دوزخ کی آگ سے اور خوش خبری دی جنت کی

وَعَلِمْنَا إِلَّا سَلَامًا ۖ فَاللَّهُ نَحْمَدُ

اور سکھایا ہم کو اسلام، پس اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں

تَعَالَيْتَ رَبُّ النَّاسِ عَنِ قَوْلٍ مِّن دَعَا

تو عظمت والا ہے، اے لوگوں کے پروردگار

هُوَ أَكْبَرُ ۚ إِنَّتَ أَعْلَىٰ وَامْجِدْ

ان تمام اقوال سے جو کہ لوگ پکارتے ہیں

لَكَ الْخَلْقُ وَالنَّعْمَاتُ ۚ وَالْأَمْرُ كُلُّهُ

تمام مخلوق اور تمام نعمتیں اور تمام امر تیرا ہی ہے

فَإِيَّاكَ نَسْتَعِذُّكَ وَإِيَّاكَ نَعْبُدُ

پس خاص تجھ ہی سے ہدایت طلب کرتے ہیں ہم اور

تیری ہی عبادت کرتے ہیں ہم



## حضرت عبداللہ بن رواحہ

مَآوِجِ الْغَدَاةِ لَمِنْ اخْلَانِ شَهَدَاتِ

میری روح اس مہتی پر فدا ہے جس کے اخلاق و اطوار اس بات پر شاہد ہیں

يَا نَبِيَّ خَيْرٍ مَوْلُودٍ مِنَ الْبَشَرِ

کہ نبی نوع انسان میں وہ سب سے افضل ہو

عَمَّتْ فُضَائِلُ كُلِّ الْعِبَادِ كَمَا

اس کے فضائل و کمالات کا چمکنا فیض تمام بندوں کو بلا امتیاز

عَمَّ الْبَرَقَاتُ ضَوْءُ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ

اس طرح سیراب کر رہا ہے جس طرح آفتاب و مہتاب کی ضیا باریا

لَوْ كَمْ يَكُنْ فِيهَا آيَاتٌ مُبَيِّنَاتٌ

اگر اس کی صداقت پر ہر نصیحت ثابت کرنے والی واضح نشانیاں نہ بھی ہوتیں

كَأَنَّتْ بَدِيْهِتٍ تَغْنِي عَنْ النَّجْوَى

تو خود اس کی ذات اس کے پیغام کی صداقت کے لیے کافی ہوتی



## حضرت کعب بن زہریؓ

وَقَالَ كُلَّ خَلِيلٍ كُنْتُ أَمَلُهُ  
 اور کہا کہ ہر دوست کہ میں اُمید کرتا ہوں  
 لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْغَنَى عَنْكَ مُشْغُولٌ  
 کہ وہ بھولوں گا میں تم کو میں تمہارے ساتھ مشغول ہوں  
 فَقُلْتُ خَلَوْا سَبِيلِي لَا أَبَالِكُمْ  
 پس میں نے کہا چھوڑ دو میرا راستہ نہیں پروا کروں گا میں تمہاری  
 فَكُلْ مَا قَدَّرَ الرَّحْمَنُ مَفْعُولٌ  
 پس ہر چیز جو مقدر ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ ہو کر رہے گی  
 أَنُبِتَ أَنْتَ رَسُولَ اللَّهِ أَوْ عَدَنِي  
 خبردار کیا گیا ہوں میں بلاشبہ اللہ کے رسول نے وعدہ کیا ہو مجھ سے  
 وَالْعَفْوُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ مَا مَوْلٍ  
 اور معافی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک مید کی ہوئی ہو  
 مَهْلًا هَذَاكَ اللَّهُ الَّذِي أَعْطَاكَ  
 چھوڑ دے تو ہدایت دے تم کو اللہ تعالیٰ وہ ہے کہ جس نے دیا تم کو نعام  
 نَافِلَتِ الْقُرْآنَ فِيهَا مَوَاعِظٌ وَتَفْصِيلٌ  
 قرآن کہ اس میں وعظ اور تفصیلی احکام ہیں

لَا تَأْخُذْ فِي بُأْسِ تَوَالِي الْوَشَاةِ وَلَمْ  
 مِت بواخذہ کر تو مجھ کو عیب جوئی کرنے والوں کے اتوال کے  
 أَذْنِبُ وَإِنْ كَثُرَتْ فِي الْأَقَادِيلِ  
 اور نہیں ہوں میں گنہ گار اگرچہ زیادہ ہو جا میرے بار میں کلام  
 لَقَدْ أَتَوْهُمْ مَقَامًا يُوقِوْمُ بِهِ  
 تحقیق کہ کھڑا ہوا میں ایسے مقام پر کہ اگر کھڑا ہوا اس مقام پر کوئی  
 أَرَى وَأَسْمَعُ مَا لَوْ لَسِمْتُ الْفِيلَ  
 اور دیکھتا ہوں و سنتا ہوں میں ایسی چیز گو کہ اگر سنے یا کہی  
 لَظَلَّ يُوْعِدُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ لِي  
 تو البتہ چھینے لگے گا مگر یہ ہے اس کے لیے اللہ کا حکم  
 مِنَ النَّبِيِّ بِإِذْنِ اللَّهِ تَنْوِيلُ  
 نبی کا عطیہ

إِنَّ الرَّسُولَ لَنُورٌ يَسْتَضَاءُ بِهِ  
 بے شک اللہ کے رسول نور ہیں ، روشنی چل کی جاتی ہے  
 مَهْدٌ مِنْ سَيُوفِ اللَّهِ مَسْلُوكِ  
 ان کی ذات سے اور اللہ کی تلواروں میں سے کھینچی  
 ہوئی تلوار ہیں



حضرت  
عزیز  
کرم اللہ وجہہ

إِنَّ عَبْدًا أَطَاعَ رَبًّا جَلِيلًا  
بلاشبہ بندے اطاعت کی رب جلیل کی  
وقفا الذی اُسمی النبی الرسول

اور پیروی کی بلائے والے کی جو نبی و رسول ہیں  
فصلوہ الا لہ تنری علیہ  
پس رحمت کاملہ نازل ہو خداوند تعالیٰ کی ان پر  
فی دُحی اللیل بکرۃً وَاَصِيْلًا  
رات کی تاریکیوں میں صبح اور شام  
إِنَّ ضَرْبَ الْعِدَاةِ بِالْحَيْفِ بِرَضِي  
بے شک دشمنوں کا مارنا تلوار سے خوش کرتا ہے  
مبتدأً وَاَدْمًا وَيَشْقَى عَلِيْلًا  
سردار کو جو قادر ہے اور شفا دیتا ہے مریض کو  
لَيْسَ مَنْ كَانَ قَاصِدًا مُسْتَقِيمًا  
نہیں ہے کوئی شخص جو اختیار کرے نیکو اور سید راستہ  
مَثَلُ مَنْ كَانَ هَادِيًا وَذَلِيْلًا  
مثل اس شخص کے جو گرا ہوا ذلیل  
حَسْبِيَ اللَّهُ وَعِصْمَةٌ لِّأُمُورِي  
کافی ہے میرا اللہ میرے کاموں کی حفاظت کے لیے  
وَجَبِيْنِي مُحَمَّدًا لِي خَلِيْلًا  
اور میرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے سچے دوست ہیں



## حضرت فاطمہ زہرا

مَاذَا عَلَيَّ مَنْ شَمَّ تُرِبَتِ أَحْمَدًا  
 کیا چاہیے اس کو احمد صل اللہ علیہ وسلم کی تربت سونگے  
 اَنْ لَا يَشُمَّ مَدَّ الزَّمَانِ غَوَّالِيَا  
 اس کو چاہیے کہ عمر بھر کوئی خوش بو نہ سونگے  
 صَبَّتْ عَلَى مَصَائِبِ اَوْدَانِهَا  
 جھ پر وہ مصیبتیں پڑیں کہ جو دونوں  
 صَبَّتْ عَلَى الْاَيَّامِ صِرْنَ لِيَا لِيَا  
 پر پڑیں تو دونوں کی راتیں ہو جائیں



# فاری نعت



ہزار بار بہ شویم دہن ز مشک و گلاب  
ہنوز نام تو گفتن کمال ہے ادبیت

عرفی شیرازی



شیخ سعدی شیرازی

زبان تا بود در دهاں جائگر

شنائے محمدؐ بود دل پذیر

حبیب خدا اشرف انبیاء

که عیش بحیدش بود متکا

سوارِ جهانگیر سیرِ بکراں براق

که بگذشت از قصرِ نلی رواق





## حافظ شہیازی

دوش از جناب آصف پیکِ بشارت آمد  
 کز حضرت سلیمان عشرت اشارت آمد  
 خاکِ وجود مارا از آبِ بادہ گل کن  
 ویراں سراے دل را کاہِ عمارت آمد  
 ایں شرح بے نہایت کز جن یار گفتند  
 حرفیست کز ہزاراں اندر عبارت آمد  
 بر تختِ جسم کہ تاجش معراجِ آفتابست  
 ہمتِ نگر کہ موری با ایں جہارت آمد  
 عیسم بہ پوشِ زہار لے خرّہ می الود  
 کاں پاک دامن اینجا بہر زیارت آمد  
 امروز جائے ہر کس پیدا شود ز خواباں  
 کاں ماہِ مجلس افروز اندر صدارت آمد  
 الودہ تو حافظ فیضی ز شاہ در خواہ  
 کاں عنبرِ سماعت بہر طہارت آمد

## عبدالرحمن جامی

بِی حَبِیبِ عَمَّایِ مَدَنی فَرَشی  
که بود درد و غمش مایه شادی و خوشی

مصلحت نیست مرا سیری ازاں آب حیات  
صَاغَفَرَ اللّٰهُ بِہِ کُلَّ نَمَای عَطِیشی  
ذره دارم به هوا داری او رقص کنان  
تا شد او شهره آفاق به خورشید و شبی

گرچه صد مرحله دور است ز پیشِ نظم  
وَجْہُہُ فِی نَظَرِی کُلَّ عَدَاةٍ وَ عَیْشِی  
جامی از بابِ وفا جز ره عشق نبردند  
سر مبادت که ازین راه قدم باز کشی





## خاتانی

بر آستان کعبہ مُصنفا کُفتم ضمیر  
 دیباچہ سراجہ گلِ خواجہ رُسل  
 سلطانِ شرع، خادمِ ادلالای ہلال  
 در بارگاہِ صاحبِ معراج ہر زمان  
 گر مدحتش بخاکِ سرانذیب ادا کُفتم  
 کے باشند آن زمان کہ رسمِ بارِ حضرت  
 زانِ غصّہا کہ دارم از او دکانِ عصر  
 دارا و داور ہست جہاں را من از جہاں  
 صوابِ خویش چوں سبکِ کُفتم اندراں حرم  
 اکامے طبعِ من بیکاجِ شنایِ دوست  
 امروز کہ شناس مرا ہست کوثرے

ز و نعتِ مصطفایِ مزکا بر آورم  
 کوثرِ مدحتش مرادِ مہتا بر آورم  
 من سرِ پیایِ بوسی لا لا بر آورم  
 معراجِ دل بہ جنتِ ماوا بر آورم  
 کوثرِ ز خاکِ آدم و حوا بر آورم  
 آوازِ یا مُغیثِ غمِ شنا بر آورم  
 غفلِ دراں خطیرۂ علیا بر آورم  
 فریادِ پیشِ داور و دارا بر آورم  
 آہِ از شکستگیِ ز سرِ پیا بر آورم  
 زانِ خالِ سعدِ اخترِ اسما بر آورم  
 رختِ از کوثری بہ ثریا بر آورم

فردا من از شفاعتِ دوکارِ آلِ سرای  
 در حضرتِ خدایِ تعالیٰ بر آورم

## غوث الاعظم

غلام حلقہ بگوشیں رسولؐ ساداتم  
 زبے نجات نمودن حبیب و آیاتم  
 کفایت است از روح رسولؐ اولادش  
 ہمیشہ ورد زبان جملہ مہساماتم  
 ز غیر آل نبیؐ حاجتے اگر طلبم  
 روا مدار یکے از ہزار حاجتاتم  
 دلم ز عشق محمدؐ پرست و آل محمد  
 گواہ حال من است این ہمہ حکایاتم  
 چو ذرہ ذرہ شود این تنم بہ خاک بحد  
 تو بشنوے صلوات از جمیع ذراتم  
 کمینہ خادم خدام خاندان توام  
 ز خادمی تو دالم بود مسبب اتم  
 سلام گویم و صلوات بر تو ہر نفسے  
 قبول کن بہ کرم این سلام و صلواتم



## عربی شیعری

پس از مشاهده حج سرور دیدم  
 جمال صدر نشینان ز نور چهره او  
 فرو شدم به تحیر که یارب این که بود  
 هنوز در دلم این معنی خجسته اثر  
 که گفت شاهد تنها نشین مسند حسن  
 کدام کل که نگرفت از هدایت ما  
 اجازت قدم او به یار تا بد هم  
 و گر صبور تا بگویم این آن ست  
 به صورت آئینه حسن ما به معنی ما  
 ز آئین نه رسیدی بحیث دست وجود  
 طراز صورت و معنی محمد عربی  
 بعهد حکم تو امر قضا چنان منسوخ  
 اگر ز روئے ضمیرت نقاب بر خیزد  
 شہا توئی کہ ز کاتب بضاعت کرم  
 منم کہ کردہ ام از ننگ شرکت فاعی

کہ بود بر صفت صحاب قرب عہد صدر  
 چو نجسم از اثر شاہ اختران مستور  
 کہ ہست صورت اوزیب معنی جمہور  
 ق ز شاہ را تحیر نہ کردہ بود عبور  
 ز روئے ہر کہ لے از رہ بصیرت دور  
 بنور دیدہ نیست ہست عین تصور  
 کہ ہست منت ازین تو تیا بریدہ حور  
 کہ ما برو ز ازل ناظریم و او منظور  
 روان صورت و معنی بذات و سرور  
 اگر نہ گوہر ادا داشتی ہوا لے ظہور  
 کہ نطق ما بادی نام او کند مذکور  
 کہ از نزد دل کلام مجید حکم ز پور  
 بزنگ سایہ شود آفتاب طعمہ نور  
 دو کون را ز گراں مانگی کند معمور  
 نصیب فرقہ انساں ہزار گو نہ تصور

بشوئے روسے سیاہم ز آب احسانت  
 کہ تیرگی برد از چہرہ شب دیحور

## قدسی امیرانی

مرحبا، سید مکی، مدنی اعترفی!  
 من بے دل بہ جمال تو عجب حیرانم  
 نسبت نیست بذات تو بنی آدم را  
 شب معراج عروج تو از افلاک گزشت  
 نخلستان مدینہ ز تو سرسبز دام  
 فات پاک تو دریں ملک عرب کردہ ظهور  
 نسبت خود بہ سگت کردم و پس منفعل  
 برو فیض تو ہستادہ بصد عجز و نیاز  
 عاصیا نیم زماں نیکی اعمال مخواه  
 چشم حمت بکشا سوے من انما از نظر  
 دل لہاں با وفادارت چہ عجب خوش بقی  
 اللہ! خدا! چہ جمال است بدیں بوجہی  
 برتر از آدم و عالم تو چہ عالی نسبی  
 بمقام کہ رسیدی نہ رسد هیچ نبی  
 ناں شدہ شہرہ آفاق بہ شیریں رطبی  
 ناں سبب آمدہ قرآن بہ زبان عربی  
 زلزل کہ نسبت بہ سگت گئے تو شد بے ادبی  
 رومی و طوسی و ہندی، یمنی و حلبی  
 دبیہ ماروئے شفاعت کن از بے بسی  
 اے قرشی لقی، ہاشمی و مطہری

سیدی آنت حبیبی و طیب قلبی  
 آمدہ تو سوے قدسی پے درماں طلبی





## خواجہ نظیری

صفا از عقدہ ولہاست آن زلف معشہ را  
 جسد اللہ کہ ربطے ہست باطلق مقید را  
 کہ دادے روح را با جسم الفت گر نہ گردیدے  
 محمّد کاروان سالار ارواح مجسّد را  
 بہ یک حسن و شہاں طرح عشق افگندہ شد ورنہ  
 نہی دادند نقش ہستی این لوح زیر جسد را  
 بہ مکتب خانہ ستر مصحف از برداشت آن رونے  
 کہ عقل کل نہی کرد از الف بے فرق ابجد را  
 حدیث دل فروزش بس کہ شد مجموعہ حکمت  
 حکیمان جلد می سازند اوراق مجلد را  
 بہ مسکن بستر از پہلوے گرمش سرد ناگشتہ  
 کند طے بر براق معرفت اتصاے مقصد را  
 وجود مرکز پیکار عالم کے شدے ثابت  
 احد خود قاب قوسین از نبودے میم احمد را  
 گرامی میہانے در کہ امشب میسزباں سواد  
 ملائک صف بہ صف بر لبست و عرش آراست مند را  
 نظیری نثار ذوقے ز جام ہوش منداں کن  
 مے و مطرب پریشاں می کند مستان سرد را

## مَحَبُّوبِ الْإِلَهِیِّ حَضْرَتِ زَکَّیَّ الدِّیْنِ اَلْمَلِیْکَیْ

صبا بہ سوئے مدینہ روکن ، ازیں دعا گو سلام برخواں  
بگردد شاہِ رُسل بگرداں ، بہ صد تضرعِ پیام برخواں

بشوز من صورتِ مثالی ، نماز بگزار اندراں جاں  
بہ لُحْنِ خوش سورهٔ محمدؐ ، تمام اندر قیام برخواں

بہ بابِ رحمت گئے گزر کن ، بہ بابِ جبریل گہہ جس سا  
سلام ربّی علی نبی گئے بہ بابِ السلام برخواں

بہ لُحْنِ داؤد ہم نوا شو ، بہ عنقہٗ درد آشنا شو  
بہ بزمِ پیغمبرِ ایں غزل را ز عبد عاجز نظام برخواں





# اَمَّا يَوْمَ تَخْرُوْنَ عَنْ اَهْلَؤِكُمْ

نمی دانم چه منبرل بود شب جائے که من بودم  
بهر سورقص بسمل بود شب جائے که من بودم

پری پیکر، نگارے سرو قدے، لاله رخسارے  
سراپا آفت دل بود شب جائے که من بودم

قیپهاں گوش بر آواز او در ناز من ترهاں  
شخن گفتسم چه شکل بود شب جائے که من بودم

خدا خود میر مجلس بود اندر لامکاں خسرو  
محمد شمع محفل بود شب جائے که من بودم



# اللہ بخان غالب دہلوی

حق جلوه گر ز طرز بیان محمد است  
 آدے کلام حق بزبان محمد است  
 آئینہ دار پر توہر است ماہتاب  
 شان حق آشکار نشان محمد است  
 تیر قضا ہر آئینہ در ترکش حق است  
 اما کشاد آں زمان محمد است  
 دانی اگر بہ معنی لولاکی داری  
 خود ہر چہ از حق است ازان محمد است  
 ہر کس قسم بداں چہ عزیز است می خورد  
 سو گندہ کردگار بہ جان محمد است  
 غالب شناسے خواجہ بہ یزداں گزاشتم  
 کاں ذات پاک مرجہ دین محمد است





## سید احمد خاں

فلاطون طفلکے باشد یہ یونانے کہ من دارم  
 میسحار شک می آرد ز در مانے کہ من دارم  
 ز کفر من چہ می خواہی، ز ایمانم چہ می پرسی  
 ہماں یک جرعه عشق ہست ایمانے کہ من دارم  
 خدا دارم دل بریاں ز عشق مصطفیٰ دارم  
 نہ دارم هیچ کافر ساز و سامانے کہ من دارم  
 ز جبریلؑ ایں دستراں بہ پیغامے نمی خواہم  
 ہمہ گفتار معشوق است قرآنے کہ من دارم  
 ز برہاں تا بہ ایماں سنگ ہا وارد رہ واعظ  
 نہ دارم هیچ واعظ ہم چو برہاں نے کہ من دارم



# قدم اُردو نعت

اے مجنوں ہوا بدنام توں لیلیٰ کو دل دے کر  
اگر میسے کر بھیج کو دل دیا ہوتا تو کیا ہوتا

خزاقی بیجا پوری

## سید محمد حسینی بتک خوار گدیوار

اے محمد! ہجلو جم جم جلوہ تیرا  
ذات تجلی ہوے گی سیں سپور نہ سیہرا

واحد اپنی آپ تھا، اپیں آپ بھابھا  
پرکشہ جلوہ کار نے الف میم ہو آیا  
عشقوں جلوہ دینے کر کاف نون بسایا

لولاک لما خلفت الافلاک خالق پالائے  
جہنل نشنل جتنے مرل ساجد سجود ہو آئے  
امت حمت بخشش، ہدایت شرفیہا

معنی ماؤں معشوق کد ظاہر شہبار کلائے  
عشق کے جیتی چند رہند اپنی آپ دکھائے  
الان کماکان پھر آپیرک پسمائے





## مسند قلی قطب شاہ

ایم جرم تھے اسے جگت میں سو خاقانی نے مجھے  
بندہ نبی کا جم رہے، سہتی ہے سلطانی نے مجھے

شاہاں غزوری ٹھاؤں، کرتے ہیں اپنی دھاؤں تھے  
مستی مری بج ناؤں تھے، کیستی ہے دیوانی نے مجھے

سب جگ بھلے ہیں گیان میں، میں نابھلوں لاہان میں  
لکھے ازل بھومان میں، ہے راز پنہانی نے مجھے

اس ناؤں کی بڑپن جھلک، مج سر بلندی تا فلک  
آکھیں سدا سارے ملک، تو یوسف ثانی نے مجھے

کیا ڈرنے فرعون کا، ہو سامری افسون کا

موسے عصا زیتون کا، ہے تیغ ربانی نے مجھے

بارا جو ہے شیطان میں، سچے نہ قطباکان میں

امید کے گل دان میں بارا ہے رحمانی نے مجھے

شاہاں سنے بھومان تھے، کرتا بڑائی جان تھے

اُن پر یا علی کے دان تھے تشریف شاہانی نے مجھے

## عَبْدُ اللَّهِ قُطَيْبٌ شَاہُ

لکھ فیض سوں پھر آیا دن دین محسّہ کا  
 آفاق صفا پایا . دن دین محسّہ کا  
 یوں عید ہمن سا ہے نصرت کے بھیں باج  
 ہے جگ کے نبی راج، دن دین محسّہ کا  
 گلشن میں شریعت کے پھل کھیلے طریقت کے  
 پرل سوں حقیقت کے، دن دین محسّہ کا  
 روشن ہوئے اسماناں، جھمکائے تن کھاناں  
 خطا لیوائے مسلماناں، دن دین محسّہ کا  
 جو بارہ اماں ہیں، لاکھ ان پہ سلاماں ہیں  
 ہم ان کے غلاماں ہیں، دن دین محسّہ کا  
 صدقے نبی عبد اللہ، شہ کون ہے مدد اللہ  
 پنجتن گوا بالہ، دن دین محسّہ کا

## قاصدنی محمود بحری

محمّد گدگد ہوگا ہمارا  
سکل دکھ درد درد ہوگا ہمارا

اگر صحرا رہو مل دامن ہو دو  
ادسارا دامن درد ہوگا ہمارا

اگر عالم سکل آگاہ عدد ہو  
اد الشرا لستند ہوگا ہمارا

کرم اس کا دس آگاہ کم ہو ہر گاہ  
اگر کولا استند ہوگا ہمارا

موتحد کا معشاکھول محمود  
ادر احمد گدگد ہوگا ہمارا



## شید محمد فراقی بیجاپوری

مدینہ میں اگر پیدا ہوا ہوتا تو کھیا ہوتا  
 محمدؐ کی گلی بہتر بنتا ہوتا تو کھیا ہوتا  
 عبت خواباں کی گلیوں میں نہ کرتوں عمر ضلّے دل  
 مدینہ کی زیارت کو گیا ہوتا تو کھیا ہوتا  
 ارے مجنوں! ہوا بدنام توں لیلیٰ کو دل دے کر  
 اگر مسیہؑ بنی کو دل دیا ہوتا تو کھیا ہوتا  
 اذل کی دین میں یارب اگر مفلس بھکاری ہوں  
 بنی کے استنانے کا گدا ہوتا تو کھیا ہوتا  
 نظرے علم منطق ہوو معانی میں فراقی کو  
 اگر علم حدیث مصطفیٰؐ ہوتا تو کھیا ہوتا

## ستراج اورنگ آبادی

نام تیرا مطلع ہست ہے دیوان کا  
 ہے زبان کا درد خاصا اور وظیفہ جان کا  
 جی سے یبقی وحبہ رتبات کی سدا سمن کو پھیر  
 دور کرن سے خیال من علیہا فانت کا  
 یا محمد! تجھ کرم ہیں ہوں سدا اسید دار  
 جلوہ ایمان دے اور بھید کہ انسان کا  
 کمر اسر شوق میں بے ہوش مجھ کو یا حبیب  
 دے مجھے بھر کر پیالہ نشہ عرفان کا  
 تو اُحدے نام تیرا اسد بے سیم ہے  
 زیب پایا تجھ صفت سے ہر ورق قرآن کا  
 اے ستراج اپنی خودی کو بے خودی میں محو کر  
 شغل جاری رکھ ہر اک دم میں ہوا کرتی کا

دلی  
ہجراتی (دکنی)

عشق میں لازم ہے اول ذات کوں فانی کرے  
 ہو مننا اللہ، دائم یادینہ دانی کرے  
 مرتبہ خلقت پناہی کا وہ پائے گا جو کئی  
 مثل اسماعیل، اول جی کوں قربانی کرے  
 جو اپس تن کو گلائے عشق میں ہر صبح و شام  
 وجہ کامل ہو سدا جوں ماو تا بانی کرے  
 سرخ رو ہو، آبرو دو جگ میں پادے اے عزیز  
 دل کو لو ہو کر اول لو ہو سوں جو پانی کرے  
 حشر میں شیریں ہو وہ، حق سوں سے شیریں بچن  
 شوق میں دل کوں جو فریاد کو کہستانی کرے  
 یا محمد! دو جہاں کی عید ہے تجھ ذات سوں  
 خلق کو لازم ہے جی کوں تجھ پہ قربانی کرے  
 جس مکاں میں ہے تمھاری فکر و نش حلود مگر  
 عقل اول آکے داں افسرار نادانی کرے  
 کیا ملک، کیا انس و جن، یہ جگ میں کس کو سکت  
 خط بنا تجھ کھکے جو تفسیر فسرانی کرے  
 دیکھ طوفی قد ترا جنش میں آئے شوق سوں  
 جب گلستان ارم کی تو خرامانی کرے  
 عافیاں بولیں گے جان دل سے لکھوں آریں  
 جب دلی تیری مدح میں گوہر افشانی کرے



## شاہ حاتم

محمّد صاحبِ اِیّاد و اِیّماں  
 کہ جس کی شان میں آیا ہے قرآن  
 سر و سر دار جاگ کے سرودوں کا  
 جماعت دار سب پیغمبروں کا

گئے سب انبیاء اس آرزو میں  
 روا اس رنگ کی کسلی کسو میں  
 اتر سدرہ ستیں ہر پیر حبیبِ طریل  
 کیا علم حقیقت خوب تحصیل  
 سرور و سرورِ بابا سلیمان  
 چلا جتن دہری پر اس کا فرماں

دہری تھا نور تیرا ساتھ اسکے  
 انگوٹھی نام کو کھنی ہاتھ اسکے  
 بنیام کی آل پر سے دار جاتا  
 اسی بارہ پٹے سے پار جاتا

## مرزا محمد رفیع سودا

دلا دریاے رحمت قطرہ ہے آبِ محمد کا  
 جو چاہے پاک ہو پیر ہو اصحابِ محمد کا  
 محمد علم کا گھر اور علی اس کا ہے دروازہ  
 غلام اس کا ہو تو جو کلب ہو بابِ محمد کا  
 قدر عنا جب اپنا تم کیا ہر نماز ان نے  
 ہوا اس وقت ساجد کعبہ مخرابِ محمد کا  
 زمین و آسمان ہوں کیوں نہ روشن نور سے اسکے  
 کہ ہے اک پر تو خورشیدِ مہتابِ محمد کا  
 کہا پیرِ خود نے موجبِ ختمِ پشتِ گردوں کو  
 یہ بستی بادکش رہتا ہے اسبابِ محمد کا  
 ادا کس کی زباں نے ہو سکے شکر اس کی نعمت کا  
 دو عالم ریزہ چینِ حق کیا قابِ محمد کا  
 ہوا ہے کیا کچھ اہل بیت پر ستودنا نہ دم مارا  
 خدا بن کون ہے آگاہِ آدابِ محمد کا

## میر تقی میر

جرم کی کھوشم گینی یا رسول! اور خاطر کی حوینی یا رسول!  
 کھینچو ہوں نقصان دہی یا رسول! تیری رحمت ہے یقینی یا رسول!  
 رحمۃ للعالمینی یا رسول! ہم شفیع المذنبی یا رسول!  
 ہو رہے ہیں ہم جو دوزخ کے حطب سر پہ یہ اعمال لائے ہیں غضب  
 رکھتے ہیں چشم عنایت تجھ سے سب تجھ سوا کس سے کہیں احوال اب  
 رحمۃ للعالمینی یا رسول! ہم شفیع المذنبی یا رسول!  
 روؤں ہوں شرم گشتے زار دار بے عنایت کچھ نہیں اسلوب کار  
 دل کو جب ہوتا ہے آکر اضطراب ذریعہ کہتا ہوں یہ میں بار بار  
 رحمۃ للعالمینی یا رسول! ہم شفیع المذنبی یا رسول!  
 سبز برپا ہوگا جب تیرا نشان آفتاب حشر میں ہر بار  
 ہووے گی انوارِ خلقت جمع واں کیوں نہ ہوئے میں اس کے رد جہاں  
 رحمۃ للعالمینی یا رسول! ہم شفیع المذنبی یا رسول!  
 جب ملک تاثیر کا تھا کچھ گساں گہ قرآن خواں میر تھے گہ سجدہ خواں  
 وقت یکساں تو نہیں لے دوستان اب یہی ہے ہر زمان در دناں  
 رحمۃ للعالمینی یا رسول! ہم شفیع المذنبی یا رسول!



## میر حسن دہلوی

بنی کون عیسیٰ رسولِ ماکریم  
 ہوا گو کہ ظاہر میں امی لقب  
 بغیر از لکھے اور کتبے رقم  
 کیا حق نے نبیوں کا سردار اسے  
 نبوت جو کی حق نے اس پر تمام  
 بنا یا کسبھ بدھم کر خوب اسے  
 کہوں اس کے نبے کا کیا میں سیا  
 مٹھ کے نہ ما نند جگ میں نہیں  
 یہ تھا رمز اس کے جو سایا نہ تھا  
 نہ ہونے کا سایے کے تھا یہ سب  
 نہ ڈالی کسی شخص پر اپنی جھانڈ  
 وہ ہوتا ز میں گیر کیا فرش پر  
 جہاں تک کے تھے یاں کے اہل نظر  
 سمجھوں نے لیا بتلیوں سے اٹھا  
 سیاہی کی بتلی کلے یہ سب

نبوت کے دریا کا ڈبر سیم  
 یہ علم کہ فی کھلا دل پس  
 چلے حکم پر اس کے لوح و قلم  
 بنا یا نبوت کا حق دار اسے  
 لکھا اشرف الناس غیر الانام  
 خدا نے کیا اپنا محبوب اسے  
 کھڑے ہوں جہاں باندھ صفت مرسل  
 ہو اسے نہ ایسا نہ ہو گا کہیں  
 کہ رنگ دئی داں تک آیا نہ تھا  
 ہوا صرف کعبہ کی پوشش میں سب  
 کسی کا نہ سمجھ دیکھا دیکھ اس پاؤ  
 قدم اس کے سایے کا تھا عرش پر  
 سمجھ مایہ نور کھل البصر  
 زمیں پر نہ سائے کو گرنے دیا  
 وہی سایہ پھرتا ہے آنکھوں میں اب

وگرنہ یہ نئی چشم اپنی کہاں  
 دیکھتے نور و روشن ہے سارا جہاں

## نظیر اکبر آبادی

تم شہ دنیا دین ہو یا محمد مصطفیٰ      سرگردو مرسلین ہو یا محمد مصطفیٰ  
حاکم دین مسین ہو یا محمد مصطفیٰ      قبلہ اہل تقیبین ہو یا محمد مصطفیٰ

رحمتہ للعالمین ہو یا محمد مصطفیٰ

آسماں تم نے شب معراج کو روش کیا      عرش و کرسی کو قدم سے اپنے دی روضیا  
رنگ بوگلشن کی جسکے بڑھا دی بر ملا      جس جگہ دہم ملا ملک کو نہیں ملتی ہے جا  
داں کے تم منہ نشیں ہو یا محمد مصطفیٰ

ہے تمھاری پشت پر ہر نبوت کا نشا      ادھ تمھارا دھرتی کے طہ و تیس میں عیاں  
معجزے جو ہیں تمھارے ہر دگر لک کا بیان      کشور احمی از وہ ہے اس کی تم ہو عز و شاں  
صاحب تاج و تاجیں ہو یا محمد مصطفیٰ

تم ظہورِ اولیں ہو یا محمد مصطفیٰ      ہمدم جاں آفریں ہو یا محمد مصطفیٰ  
وجہ قرآن مبین ہو یا محمد مصطفیٰ      نزہتِ بہتان دین ہو یا محمد مصطفیٰ  
زینتِ فلد بیں ہو یا محمد مصطفیٰ

## میر محمدی بیدار دھلکی

ہے نام ترا یا عیث ایجا در قم کا  
 تجھ گنج محبت کا طلب گار بھڑوں ہوں  
 پہنچا یثوداں سے کمر تیں حشر میں یا رب  
 شاہِ دہ جہاں، نیرزاں، سرورِ پاکاں  
 ہر ذرہ ہے خورشید شفاعت کا طلب گار  
 شریف شہرِ صدق نے صدق سے پایا  
 لے ہاتھ میں تیرے عدالت کی عمر نئے  
 عثمان کی ثنا اس کی ہے تقویٰ سے افزوں  
 سلطانِ ولایت اس کا اللہ کہ جس کی  
 ظالم کشی و عدل سے اس سرورِ دین کی  
 ہو جلوہ گر آئینہ تشبیہ میں تنزیہ  
 محتاج نہیں وصف ترا لوح و قلم کا  
 نے طالبِ دینار نہ مشاقِ درم کا  
 سایہ ہو جہاں احمد مرسل کے علم کا  
 ہے کل بصر ذرہ خاک اس کے قدم کا  
 اس سے کہ وہ بخشہ ہے عصیانِ ائمہ کا  
 مشہور جہاں اس سے ہوا نامِ کرم کا  
 قیصر میں کیا ملک عرب ادبِ جسم کا  
 تحریر کرے کیا، نہیں مفق در قلم کا  
 ہیبت سے جگر آئے شیر ان جسم کا  
 حک صغیر عالم سے ہوا نامِ سستم کا  
 مگر تفرقہ اٹھ جائے وجود اور عدم کا  
 اس تہی ہو ہو م غفلت میں گھو عمر  
 بیدار ہو آگاہ بھروسہ نہیں دم کا



## مولانا محمد اسماعیل شہید دہلوی

اسی سے ہے مقصود اصلی خطاب  
 خصوصاً کہ جو اکمل انسان ہے  
 وہ انسان اکمل ہو سکتے ہو! کون؟  
 بنی البرایا، رسول کریم  
 حبیب خدا، سید المرسلین  
 محمد ہے نام ان کا، احمد لقب  
 دل ان کا جو ہے مخزن سر غیب  
 زباں ان کی ہے ترجمان قدم  
 بہ ظاہر جو ہے مقطع انبیا  
 ہے ادل ہی پیدا ہوا ان کا نور  
 جو اس میں تامل ذرا کیجئے  
 کہ جب سے اکمل وہ انسان ہوا  
 ہے دستور یہ ناظموں کا نام  
 سو تھا انبیا کا نصیب عجیب  
 خلص کا موقع تھا یا رد جہاں

دہی ہے گا مضمون اُم الکتاب  
 وہ سارے صحیفوں کا عنوان ہے  
 ہوئے مفتخر جس سے یہ دونو کون  
 نبوت کے دریا کا درِّ مستقیم  
 شفع الورا، ہادی راہ دین  
 بیاں ہو سکے منقبت ان کی کب  
 سبزا خطا سے ہے بے شک دریب  
 ہوا باغ دین جس سے رشک ارم  
 حقیقت میں ہے مطلع اصفیاء  
 بہ ظاہر کیا گو کہ آخر ظہور  
 ابھی نکتہ بار یکت پایے  
 تو بے شک وہ تصویر رحماں ہوا  
 کہ آخر کو ہوتا ہے ناظم کا نام  
 ہوا خستم اس کا بہ پنج غریب  
 سو تصویر ناظم ہوئی داں حیاں

اللہی! ہزاروں درود اور سلام  
 تو بھیج ان پہ اور ان کی امت یہ عالم

غلام ہمدانی مصحفی  
 حنا سے ہے یہ تری سرخ لے نگار انگشت  
 کہ ہو نہ پیچہ مرجاں کی زینہ ساز انگشت  
 ہلال و بدر ہوں یک جاعرق فشانہ کو  
 دکھے جہیں پہ جو تو کر کے تاب دار انگشت  
 بیاں ضرور ہے اب دست تیغ کا اسکے  
 بکھل گئی سپر نہ سے جس کی بار انگشت  
 تخت عری معجزوں کا جس کے کبھی  
 نہ کر سکے فلک پیر کا شمار انگشت  
 چین میں اس کی رسالت کا جب کچھ آئے ذکر  
 علم کہے ہے شہادت کی شاخدار انگشت  
 وظیفہ جس کا پٹھے ہے یہ دائرہ شبنم  
 دعا میں جس کی ہے کھولے ہوئے چنار انگشت  
 اگر ہو ہر گھوارہ رنگ فرش اس کا  
 نہ چوے اپنی کبھی طفل شیر خوار انگشت  
 اٹھادے گر کف انوسس ملنے کی وہ رسم  
 نہ ہو دے پھر کبھی انگشت سے دو چار انگشت  
 کہے جو وصف وہ اس تاج انبیا کی رقم  
 قلم کی جوں نے زکس ہو تا حدار انگشت

## انشاء اللہ خاں انشا

آپ خدا نے جو کہا اصل علی محمدؐ      کیوں نہ کہیں پھر انبیاء صل علی محمدؐ  
 عرش سے آتی ہے صدا اصل علی محمدؐ      نورِ جمال کسبہ یا صل علی محمدؐ  
 صل علی نبینا صل علی محمدؐ  
 عرش کے کچھ نہیں فقط قائمہ جلیل پر      لوحِ حبیب ہر پر چشمہ سلسیل پر  
 ثبت یہی نقوش ہیں کی ہر فضیل پر      ہے خط نسخ سے لکھا شہ پر جبریل پر  
 صل علی نبینا صل علی محمدؐ  
 لمعہ ذات کبریا باعث خلق جزو کل      فخر جمع مسرسلین رہبر دہادی سبل  
 نور سے جس کے ہو گئی آتش کفر کچھ کھل      بعد نماز تھا ہی وہ دوطیفہ رسل  
 صل علی نبینا صل علی محمدؐ  
 بھیجتے ہیں از درد و وحش و غم و اندوہ جن      مخور و سجادوں کس کو ملے ہیں سکے بن  
 واہ عجیب چیز ہے قلب ہو جس کے مطمئن      انشا اگر نجات تو چاہے تو پڑھ یہ ات دن  
 صل علی نبینا صل علی محمدؐ



# شیخ قلمند بخش جرات

محسوس ہے بنی ممدوح ذات کبریائی کا  
 کہ بندہ گرا اس کی مدح و عوی ہے خدائی کا  
 سر معرفت حقاً وہ ہے ہر الوہیت  
 کہ جس کا دین روشن آئینہ حق نالی کا  
 منور کیوں نہ اس کے نور سے ہو خائے طاعت  
 کہ روشن کرنے والا ہے وہ شمع پارسائی کا  
 گردہ انجلیا میں وہ ہی حق کا برگزیدہ ہے  
 سوا اس کے لقب کس کو ملا ہے مصطفائی کا  
 رکھے منزلت یہ آستان سرور عالم  
 کہ فخر سلطنت ہے مرتبہ داں کی گدائی کا  
 اسی کے عشق میں پابند الفت وہ دلا ہر دم  
 کہ ہو دے گا یہی روز جزا موجب رہائی کا  
 سراپا نور حق نام خدا کیے نہ کیوں کس کو  
 کہ جس کا نقش یا ہو جہہ ساری خدائی کا  
 بلند اس کا وہ ابوان مرا ہے کہ واں کسے  
 خیال ساکنان عرش کو یار رسائی کا  
 دلیل اس کی ہے بختائی کی یہ لاریطی جرات  
 کہ تھا سایہ نہ اس محبوب ذات کبریائی کا

## سعادۃت یا رنخاں رنگین چھلوی

لکھوں لعنت میں کی میں کس طرح ساری  
 بڑا ہے عرش سے بھی ان کا پایا  
 یہ ظاہر گرچہ وہ امی تھے لمبیکن  
 وہ باتیں ان کے تھیں نزدیک آساں  
 بیاں تم سے کریں کیا ان کے اوقات  
 جناب کبریا میں کر کے ذاری  
 اگر حامی نہ ہوتے ایسے کامل  
 بنی کھتنے گئے اس غنیمت میں روتے  
 تلف یوں ہی ہوئی سب ان کی رقت  
 براق ادنیٰ تھا جس کی اک سواری  
 کہ سب کچھ جن کی خاطر ہے بنا یا  
 بھرا تھا علم سے کل ان کا باطن  
 کہ جن کو کر کے مطلق نہ انساں  
 یہ لعنت ان کو تھی ہم سے کہ دن رات  
 طلب کرتے تھے آمرزش ہمارے  
 تو بے شک ہم کو بڑی سخت مشکل  
 کہ اے کاش ان کی ہم امت میں ہوتے  
 بر آدے گی مگر عیسیٰ کی حسرت

سسر ہیں اپنی ہم قسمت کو رنگین  
 کہ امت میں ہوئے ہم ان کے بے کیں

نواب محبت خاں محبت بریلوی

محمد مصطفیٰ رنگ گل عشق  
 دوزخ فاس کی بہارِ سنبل عشق  
 کیا معشوق ہو کر اس نے خطِ عشق  
 اُسی کو عشق ہے اور عشق ہے عشق  
 وہی تصدیقِ صادق اور وہی عشق  
 وہی معشوق عاشق اور وہی عشق  
 وہی ہے آفتابِ الٰہی عشق  
 اُسی سے ہے درخشاں اخترِ عشق





## شیخ امام بخش ناسخ

دکھا اس کو جہاں میں غل ہو جس کی آمد آمد کا  
 گھسے مثلِ قلم پائے طلب لیکن نہ ہاتھ آیا  
 عبور اللہ نے اس کو دیا ہے علم باطن پر  
 کرے گا جبکہ وہ اتمام آکر حجت حق کو  
 بیٹھا بہر حجت آئے گا چرخ چارم سے  
 جو نزدیک اس سلیمانِ زمان کا دور آئے گا  
 خدا تیرا معرفت، ملک تیرے موصف ہیں  
 نہ سوئے جاہ دنیا منہ کیا اے شاہ دیں قوت  
 جو کندے ترا شیدہ ہیں ان کو فیض صحبت کیا  
 بنا اے قہر باں قہر یا قوت لے لے جلوے سے  
 الٹی ہوں بہت مشتاق دیدارِ محترم کا  
 نشانِ سایہ احمد، نشانِ تصویر احمد کا  
 لیا ہر چہ ظاہر میں نہ دیکھ سکے حجتِ مجدد کا  
 زمانے میں رہے گا نامِ محمد کا نہ مرتد کا  
 نہیں مع سنی سے کم رتبہ تھے جلوے کے پیو د کا  
 بیابانوں میں ہو گا ایک مسکن دام اور دود کا  
 نہیں حد بشکرت تھے ادھارتِ بید کا  
 سر پر سلطنت تھیکے گویا تیری منذر کا  
 سوا اس کے کہ پایا مرتبہ ہے چوبِ منذر کا  
 یہ خانہ نظر آتا ہے یہ گنبد زبرجد کا  
 معانی قل ہو اللہ احد کے ہیں یہاں ناسخ  
 بملے قافیہ رکھا ہے میں نے میم احمد کا

## شاہ حسین حقیقت

ہتر و بہتر بنی آدم	احمد مجتبیٰ شیعہ ام
جس کی خاطر بنے یہ جزو کل	سرور انبیاء و ختم رسل
وہ سب خلق خواجہ دوسرا	شافع المذنبین بر دور جزا
ہے جہاں کیا غبار جو داس کا	اصل کہیے کہ ہے جو جو داس کا
چند اوراق دفتر لولاک	بخدا ہے صحیفہ افلاک
کون ہے جز محمد عربی	علم کوین از براور اُمّی
ہو گیا ناسخ جمیع طریق	بے کھے خط نسخ اور تعلیق
جس کا تو سین ادنیٰ اک پاپہ	سایہ کردگار بے سایہ
روشنی بخش شرب و بطحا	اشکرا نبیا جلیل خدا

مصطفیٰ مجتبیٰ رسولِ انام  
ہے محمد علیہ الف سلام

## کرامت علی شہیدی

رقم پیدا کیا، کیا طرفہ بلام شد کی مد کا  
 طلوع روشنی جیسے نشاں ہوشہ کی آمد کا  
 عجم میں زلزلہ نوشیرواں کے قصر میں آیا  
 شب معراج چڑھ کر عرش پر دم میں اتر آیا  
 رواں تسنیم و کوثر ایک قطرہ آب سے جس کے  
 کبھی نزدیک جا کر آستانے پر ملوں آنکھیں  
 لب گوہر نشاں اہوں کے جبے ضعیف کو  
 رہا کبہ میں تیسرے روضہ کے در پر نہ جا پایا  
 ہوا تجھ سائہ ہو سکتا ہو میرا ہے یہی ایماں  
 منہ لے درختوں پر تھے روضے کے جانیٹھے

سردیواں لکھا ہے میں نے مطلع نعت احمد کا  
 ظہور حق کی حجت ہے جہاں میں نور احمد کا  
 عرب میں شورا اٹھا جو وقت اس کی آمد کا  
 بیاں اس قلم زم معنی کے ہو کیا جزر اور مد کا  
 کروں کیا وصف اس در یتیم بحر سرمد کا  
 کبھی میں دور ٹپچوں اور کرڑوں نظارہ گنبد کا  
 تماشا گاہ محشر میں نکلیں گے نیک منہ بد کا  
 اسی اندوہ سے ہے رنگ تیرہ رنگا سود کا  
 نہ ماؤں سلاہر گز کسی زندیق و مرتد کا  
 نفس جس وقت ٹوٹے طاہر روح مقید کا

خدا منہ چوم لیتا ہے شہیدی کس محبت سے  
 زباں پر میری جن منام آتا ہے عرش کا



## غلام امام شہید

مداح ہوں جنابِ سالت پناہ کا  
 محفل میں میری نغمہ سرائی سے ٹوٹے  
 زیبا ہے فخر و ناد مجھے جس قدر کروں  
 دریائے فیض وجود ہے وہ جس کے سامنے  
 بے اس کے حکم کے نہ چلے لوح پر قلم  
 پیغمبروں کو خسر ہوا اس کی ذات پر  
 تنہا خضر ہی تشنہ شوقِ لعل نہیں  
 کالک تو میرے منہ کی چھٹے اب کسی طرح  
 درپیش ہے عدم کا سفر سب کو دوستو

پیغمبروں کا شاہِ عادل ہے وہ شہید

کیا مرتبہ ہے نامِ خدا اس گواہ کا

عرش بریں پہ گوشہ ہے میری کلاہ کا  
 ہرمت آہ آہ کا اور واہ واہ کا  
 دیکھو تو مدح خواں ہوں میں کس بادشاہ کا  
 تنکے سے کم ہو گوہ بھی ہو گر گناہ کا  
 مالک ہے وہ تمام سپید و سیاہ کا  
 سردار ہی سے بڑھتا ہے رتبہ سپاہ کا  
 یوسف بھی ہے پیاسا سلام اس کی چاہ کا  
 ہود سے گزر مدینہ میں مجھ رو سیاہ کا  
 جو نعت کا کلام ہے گوشہ ہے راہ کا

## شاہ غمگین دھلوی

ظاہر و باطن ہے حمد و نعت ہر انسان کا  
 معنی و صورت یہ مطلع ہے مرے دیوان کا  
 ہے مرا ظاہر محمدؐ اور باطن ہے خدا  
 قال یہ بے حال کھونا اپنے ہے ایمان کا  
 رو برو ہے پر اسے دیکھا نہیں جاتا ہے آہ  
 کیا کہوں میں حال اپنے حسرت و ارمان کا  
 بے سرو سامانی اکٹ سا ماں ہے لے دل یار کھ  
 کاروانِ عشق میں ہر بے سرو سامان کا  
 معرفت پر اس کے حق کی معرفت موقوف ہے  
 مرتبہ ایسا ہے عالی حضرت انسان کا

## ابو الحسن حسن کا مدحی

بہترین اولین و آخرین  
 مختار جملہ انبیاء و مرسلین  
 گونہ پیدا ہوتی اس کی ذات پاک  
 تو نہ بنے باد و آب نہ دھواک  
 باعث ایجاد عالم ہے وہی  
 علت غائی آدم ہے وہی  
 امی و استاد جبریل امین  
 ناسخ احکام شریع بالیقین  
 نام اس کا ہے دوائے ہر بلا  
 احمد مرسل محمد مصطفیٰ

دم بدم اس پر درود و صد سلام  
 پہونچے اس عاجز کا تحفہ بالذام



## مولانا عزیز الشہ عزیز صفی پوری

مصحف پاک ہے کونین میں حجت تیری  
 کنت کنز اسے ہویدا ہے حقیقت تیری  
 جس نے دیکھا تجھے اللہ کو پہچان لیا  
 انبیاء سب تے میثاق پہ مبعوث ہوئے  
 مغفرت کیوں نہ کرے مل کے ملاوا اس سے  
 چشم بنیا ہو تو انساں کو نظر آئے کہ ہے  
 آشکارا ہوئی آدم کی حقیقت تجھ سے  
 ہر گدے میں سمائی ہے تجلی بن کر  
 کر لیا اپنی طرف محو کیا دونوں کو  
 جسم و جاں کو تیری ہستی نے عطا کی ہستی

نور حق کیوں نہ سما جائے ترے دلیں عزیز  
 کیسے محبوب پہ آئی ہے طبیعت تیری

## کفایت علی کافی مراد آبادی

عرش بریں ایوان محمد صل اللہ علیہ وسلم  
 خلد سراپتان محمد صل اللہ علیہ وسلم  
 آپ کفیلِ کار امت آپ شفیع روز قیامت  
 میں بے حد احسان محمد صل اللہ علیہ وسلم  
 منظرِ رحمت مصدرافت مخزنِ شفقت عینِ عنایت  
 ذات محمد جان محمد صل اللہ علیہ وسلم  
 رحمتِ عالم اس کا لقب ہے خلقتِ عالم کا وہ سبب  
 ہے کیا عالی شان محمد صل اللہ علیہ وسلم  
 بہر شفاۓ درد و مصیبت اور برائے رنج و فلاکت  
 کافی ہے در مان محمد صل اللہ علیہ وسلم

## معین الدین حسینی خاموش حیدر آبادی

دلبر ہے بر میں اکھدا اللہ  
 سب کچھ ہے گھر میں اکھدا اللہ  
 دو جگ کا والی آکر با ہے  
 دل کی نگر میں اکھدا اللہ  
 گو وہ نہیں ہیں پر عکس ان کا  
 ان چشم تر میں اکھدا اللہ  
 شکل بنی کا شکل بنی کا  
 سودا ہے سر میں اکھدا اللہ  
 تاثیر عشق خیر البشر ہے  
 دل میں جسک میں اکھدا اللہ  
 جوں مرد مک وہ رہنے لگا ہے  
 اپنی نظر میں اکھدا اللہ  
 نور محسوس جلوہ نما ہے  
 شمس و قمر میں اکھدا اللہ



## لطف بریلوی

ساقی کوثر پلا دے مجھ کو وہ پیما نہ آج  
 گیسوئے احمد کا شیدائی ہو ہر فرزانہ آج  
 طائرانِ قدس جل جلالیٰ عجب کیا رشک سے  
 گر دلایا چاہتے ہو مجھ کو تم اسے دیکھو  
 ہے شرابِ عشق احمد سے مجھے خود رفتگی  
 عشقِ حضرت نے کیا ایسا تعلق سے رہا  
 ساقیا پھوڑیں مے سرد ہلیر میخانہ سے مست  
 دل میں ہے کیفیتِ چشم جناب مصطفیٰ  
 نشے میں جس کے لکھواں شعار کچھ متا نہ آج  
 عقلِ کل کو کہتا ہے دیوانہ ہر دیوانہ آج  
 شعلہ رخسارِ حضرت پر ہوں میں پروا نہ آج  
 بر سرِ منبر کہو کچھ آپ کا افسانہ آج  
 طاق سے اترے نہ ساقی شیشہ پیما نہ آج  
 کل بھاپنے تھے سمجھتا ہوں انھیں بیگانہ آج  
 آنکھ سے ادبھل ہوا دم بھر کو گر پیما نہ آج  
 کیا شرابِ عشق سے بریز ہے میخانہ آج

لطف کو رفتِ بنی ہیں تم نہ لکھتے یہ غزل  
 شاعرِ دل کو خوش نہ آنا آپ کا افسانہ آج

## میر انیس لکھنوی

منظور تھا کہ اور روایت کروں رقم یاد آگئی مگر یہ حدیث عنہم دالم  
 مسجد میں جلوہ گر تھے رسولِ فلک شرم ملتے تھے ذکرِ حق میں لبِ پاک دم بدم  
 روشن تھے بامِ دورِ رخ روشن کے نور سے  
 آئینہ بن گئی کھٹی زمیں تن کے نور سے  
 اصحابِ خاص گرد تھے انجم کی طرح سب تاباں تھایں میں وہ میرہ ہاشمی لقب  
 سر پر ملکِ صفات بگھن اں تھے وہ عبیر جبریلؑ کے ہوئے تھے زانے ادب  
 خادمِ ہلالِ قنبر گردوں اساس تھا  
 نعلین اس کے پاس عاص اس کے پاس تھا  
 گیسو تھے وہ مفسرِ وایل اذاسجا رخ سے حیاں تھے معنی دشمسِ انصحا  
 وہ ریشِ پاک اور رخِ سردارِ انبیا گویا دھڑا تھا رمل پہ تشر اں کھلا ہوا  
 اوڑھے سیاہ عبا جو وہ عالمِ پناہ تھا  
 کنبہ کا صاف حاجیوں کو اشتباہ تھا

## مرزا دبیر لکھنوی

۱

کیا قامت احمدؑ نے ضیا پائی ہو  
چہرے میں عجب نے رکی زیبائی ہو  
مصحف کو نہ کیوں فخر ہوا اس صہرت پر  
قرآن سے پہلے یہ کتاب آئی ہے

۲

کیوں خامہ سے مشق خط پمیر کرتے  
بے کلک رقم لاکھ وہ دستہ کرتے  
فرمایا سفید رو سے کاروں کو  
کاغذ کو سیاہ رودہ کیوں کرتے

۳

آدمؑ نے شتر خیر بشر سے پایا  
رشتہ اپمان کا اس گہر سے پایا  
دویم محمدؑ سے جہاں روشن ہے  
مغموں یہ دل شمس و قمر سے پایا

۴

تسلیم بنیؑ کو ہر سیلماں خم ہے  
خاتم لقتب زیر نیکیں عالم ہے  
سائے کی سیاہی نہ ہے کیونکر دور  
خاتم ہے مگر نور کی یہ خاتم ہے

۵

معراج بنیؑ میں جائے تشکیک نہیں  
ہے نور کا ترط کاشب تاریک نہیں  
توسین کے قریب یہ صادق ہے دیر  
اتنا کوئی اللہ کے نزدیک نہیں

۶

یلین کو سن کر جو قضا کرتے ہیں  
حق الفت احمدؑ کا ادا کرتے ہیں  
یلین ہے بنیؑ کا نام سوزن زع کے وقت  
اس نام پہ جاں اپنی فدا کرتے ہیں



## مومن خاں مومن دہلوی

نیکو نیکو مطلع دیواں ہو مطلع ہر وحدت کا  
 غصہ سے تیرے ڈرتا ہوں ضاکی تیری آتش ہے  
 گلے خامہ میں سرمہ ملا دودھ دل ہے  
 نہ پوچھو گرمی شوق شہا کی آتش افروزی  
 فروغ جلوہ توحید کو وہ برقی جولاں کہ  
 مرا جوہر ہو سرتا پا صفائے مہر خیمہ  
 مجھے وہ تیغ جوہر کہ میرے نام سے خوں ہو  
 خدا یا شکر اسلام تک ہو چکا کہ آپہنچا  
 نہ رکھ بیگانہ مہر امام اقتدار سنت  
 امیر شکر اسلام کا حکوم ہوں یعنی

کہ ہاتھ آیا ہے مصرعہ مجھ کو انگشت شہادت کا  
 نہ میں نہ یار و دوست سے نہ میں مشتاق جنت کا  
 مگر لکھنا ہے وصفِ خانہ جلد رسالت کا  
 بنا جاتا ہے دستِ عجز شعلہ شمع فکر کا  
 کہ خرمن پھونک یسے ہستی اہل ضلالت کا  
 مرا حیرت زدہ دل آئینہ خانہ ہوسنت کا  
 دل صد پارہ اصحاب نفاق و اہل عتہ کا  
 لبوں پر دم بلا ہے جوشِ خوں شوق شہادت کا  
 کہ انکار آتشائے کفر ہو اس کی امامت کا  
 ارادہ ہے مرا فوج ملائک پر حکومت کا

زمانہ ہندی موعود کا پایا اگر مومن  
 تو سب پہلے تو کہیو سلام پاکِ حضرت کا

## شیخ محمد ابراہیم ذوق دہلوی

ہوا حمد خدا میں دل جو مصروفِ رقم میرا  
 الف اکھد رب العالمین کا ہے قلم میرا  
 رہے نام محمد لب پہ یاربِ اول و آخر  
 الٹ جائے بوقتِ نزع جب سینے میں دم میرا  
 محبتِ اہل بیت مصطفیٰ کی نورِ برحق ہے  
 کہ روشن ہو گیا دل مثلِ قندیلِ حرم ہے  
 دکھائی مجھ کو راہِ شرعِ اصحابِ پیغمبر نے  
 چراغِ راہ ہے اکرامِ اصحابِ کرم میرا  
 کہیں شاہِ نجف کے عشق میں دل میرا ڈوبا کھٹا  
 کہ ہے درِ نجف ہو کر چمکتا دریم میرا  
 رہے گا دانہ افشاںِ دروغِ امیدِ بخشش میں  
 غمِ آلِ نبی سے دانہ ہر اشکِ غم میرا  
 شہِ بغداد کا خطِ غلامی ذوق رکھتا ہوں  
 نہ کیوں دل اس خطِ بغداد سے ہو جامِ بزم میرا

## بہادر شاہ ظفر

اے سردرد و کون شہنشاہِ ذوالکرم  
 رنگِ ظہور سے ترے گلشنِ ربخِ حدیث  
 سرخیلِ مرسلین و شفاعتِ گرامم  
 نورِ جود سے ترے روشنِ دلِ قدم  
 تو تھا سریرِ اوجِ رسالت پہ جلوہ گر  
 صدقہِ زمیں کے ہوتا نہ پھر پھر کے آسمان  
 محرومِ تیرے دستِ مبارک سے رہ گیا  
 واللیل تیرے گیسوئے مشکیں کی ہوشنا  
 تیری جنابِ پاک میں یہ ہو ظفر کی عرض  
 صیقل سے اپنے لطفِ عنایت کے دور کر  
 پہونچانہ آستانِ مقدس کو تیرے میں  
 سرخیلِ مرسلین و شفاعتِ گرامم  
 نورِ جود سے ترے روشنِ دلِ قدم  
 آدمِ جہاں ہنوز پس پردہ عدم  
 رکھنا سرزمین نہ اگر اپنا تو قدم  
 کیونکر نہ اپنا چاک گریباں کرے قلم  
 وائش ہے ترے ربخ پر نور کی قسم  
 صدقے سے اپنی آل کے اے شاہِ منتقم  
 آئینہ شمیر سے میرے غمبارِ غم  
 اس غم سے مثلِ چشمہ ہوئی میری چشمِ غم

پر خاکِ آستان کو تری اپنے چشم میں

کرتا ہوں سرمہ میلِ تصور سے دم بدم



## شیفۃ دہلوی

کیا تھا نور جب اللہ نے پیدا محمدؐ کا  
 نہ ہو ذکر مبارک آنکھوں کا در و زباں کیونکر  
 نریشے قبری ہیں پوچھیں گے کہ مجھ سے کہہ دوں  
 خدا یا جب کی اس قاتلِ خدا کی سے جاں بیکلے  
 خیال نہرو منہ دل سے تو فوراً بھول سکا  
 بشر کی تابِ طاقت کیا جو کچھ نعت کو  
 خدا نے ذاتِ احمدؐ کو وہ اعلیٰ مرتبہ بخشا  
 ملائکہ نے کیا تھا اس سب سے سیدہ آدمؑ  
 خدا بھی حشر میں پوچھے گا اگر عاشق تو کس کا ہو  
 اسی دن سے ہوا ہے عاشق شیدا محمدؐ کا  
 میں بچوں روز ازل سے عاشق شیدا محمدؐ کا  
 کہ ہوں بندہ خدا کا اور ہوں شیدا محمدؐ کا  
 زباں پر اس گھڑی جاری ہے کلمہ محمدؐ کا  
 نظر آجائے گا جس دم تجھے روضہ محمدؐ کا  
 خدا ہی جانتا ہے خوب بس رتبہ محمدؐ کا  
 کہ دم بھرتے ہیں ہر دم حضرت عیسیٰؑ محمدؐ کا  
 کہ پیشانی سے ان کی نور تھا پیدا محمدؐ کا  
 تو کہہ دوں گا محمدؐ کا ، محمدؐ کا ، محمدؐ کا  
 تمنا ہے کہ فوراً جاں بحق تسلیم ہو جاؤں  
 نظر آئے جو مجھ کو شیفۃ روضہ محمدؐ کا

## (شاہزادی) کیفی دہلوی

کس کا منہ ہے جو کہے نوح تری مسیہ نبی  
 بغتِ اطمین میں ہوجب شخصِ ذکی محض غبی  
 حبِ نذا ذات تری مایہ حاجتِ طلبی  
 "مرحبا سید مکی کدنی العسری  
 دل دہاں بادِ فدایت چہ عجب خوش لقی  
 حق تعالیٰ نے کیا آپ کو ابر اکرام  
 تجھ سے خنداں ہے لبِ غنچہ امیدِ انام  
 ہیں شجر اور حجر عرقِ سحابِ انعام  
 "نخلِ بستانِ مدینہ ز تو سرسبز مدام  
 ذرا سسندہ شہرہ آفاق بہ شیریں طبعی



## میری وزیر علی صبا لکھنوی

ہمارے بنی کے وہ ہیں مرتے  
حواس اٹتے ہیں طاؤس کے

یہ رتبہ حبیب خدا کا ہوا  
کہ سرتاج سب اثبیا کا ہوا

سحابِ کرم رحمتِ ذوالنمن  
رسولِ ذوالقدر شاہِ ذمن

حقیقت میں کیا رتبہ آپِ خاک

محسوس ہوا نورِ یزدانِ پاک

در آبروئے یمِ عز و شہاں

گلِ رونقِ بوستانِ جہاں

شفیعِ مطاعِ بنیِ کریم  
قیمِ حمیمِ تسیمِ ویم



## ہادی علی بن خود لکھنوی

زبانِ قلم پر ہے مسئلِ علیؑ  
 کہ لکھتا ہوں نعتِ حبیبِ خدا  
 خدا بھی حسینوں کو رکھتا ہو دوست  
 محمدؐ سا محبوب اسکا ہے دوست  
 غرضِ حسن میں ہے عجب مرتبہ  
 کہ ہے چشمِ صانع میں بھی خوش ناز  
 بنیٰ پر ہوا حسن کا اختتام  
 کہ معشوقِ خالق تھے خیر الانام  
 بلا شک یہ ہیں شکِ یوسف صریح  
 کہ وہ ہے یوسف اور یہ ہیں یوسف

## عبد الغفور نساخ کلکتوی

اب رقم کرتا ہوں نعتِ مصطفیٰ  
 شہد کونین ، ختم المرسلین  
 کی ہے طے معراج میں ، راہ سما  
 ہے وہ بے شک حمتہ اللعالمین  
 رحمت خلاق خورشید و قمر  
 جس کی انگلی سے ہوا شق القمر  
 ایک تو اس کا رفیق غار تھا  
 تھے مصاحب اس کے عثمانؓ و علیؓ  
 ایک جو کان حیا و حلم تھا  
 وہ رسول حق کہ خبر الناس اکتھا  
 جس سے عالم کو ہوئی حاصل صفا  
 دور آخر میں ہے فخر اولیں  
 کیوں نہ ہوں محتاج اسکے انبیاء  
 اس کی مسجد ہے یہ سب سے زمیں  
 ہو دنا زل اس کی آلؓ پاکہ پر  
 بار تھے اس کے ابو بکرؓ و عمرؓ  
 دوسرا شکر کش ابرار تھا  
 جو کہ ہیں مشہور عالم میں ولی  
 دوسرا تو باب شہر علم تھا  
 حمزہؓ و عباسؓ تھے اسکے چچا

بھیجتا ہوں سو درد اور سو سلام  
 آلؓ و اصحابؓ نبیؐ پر صبح و شام

## نواب مرزا خاں داغ دہلوی

تو جو اللہ کا محبوب ہوا، خوب ہوا  
 یا بنی! خوب ہوا، خوب ہوا، خوب ہوا  
 شعیب راج یہ کہتے تھے فرشتے باہم  
 سخن طالب و مطلوب ہوا، خوب ہوا  
 اے شہنشاہِ رسل، فخرِ رسل، ختمِ رسل  
 خوب کے خوب خوش اسلوب ہوا، خوب ہوا  
 حشر میں اُمتِ عاصی کا ٹھکانا ہی نہ بھتا  
 بخشوانا تجھے مرغوب ہوا، خوب ہوا  
 حسنِ یوسف میں ترا نور بھتا، اے نورِ خدا  
 چارہ دیدہ یعقوب ہوا، خوب ہوا  
 تھے سبھی پیشِ نظرِ معرکہ، کرب و بلا  
 صبر میں ثانیِ ایوب ہوا، خوب ہوا  
 فخرِ آدم کو نہ ہوتا جو فرشتہ ہوتا  
 بنی آدم سے جو منسوب ہوا خوب ہوا  
 داغ سے روزِ قیامت مری شرم اس کے کاٹھ  
 میں گستاخوں سے جو محبوب ہوا خوب ہوا



## منشی عبدالرحیم خلوی

الہی قلم ہو مرا در نشان  
 لکھوں پہلے نعت شہ انبیا  
 اٹھایا سر لوح پر جب قلم  
 نہیں جس کا بنانی کوئی دوسرا  
 وہ ہے کون عیسیٰ محمد رسول  
 بیاں کیا ہو شانِ رسولِ کریم  
 شہِ مسلاں شاہِ ہر دوسرا  
 خداوند برتر کا محبوب ہے  
 درخشندہ خورشیدِ دینِ منین  
 بنی سب ہیں اختر تو وہ ماہتاب  
 شریعت کی کشور کا تابندہ ماہ  
 دو عالم میں جو کچھ ہو پیدا ہوا  
 زمین و زمان یا کہ کون مہکاں  
 فلک پر تار ہوں یا کہ مکشاں  
 نہ ہوتا اگر وہ نہ ہوتا جہاں  
 لکھوں اس کی تعریف و توصیف کیا  
 کہ ہو نعت میں مثل دریا رواں  
 شفیق دو عالم حبیبِ خدا  
 کیا پہلے نام محمد قلم  
 خدا کی خدائی میں پیدا ہوا  
 ملکِ گلستانِ وحشت کا پھول  
 فضیلت کے دریا کا درِ یتیم  
 محمد گل گلشنِ اصطفیٰ  
 وہ خوبی میں یوسف کے بھی نبوک  
 پہرِ کرامت کا ماہِ مہیں  
 یہ ہیں شعاع اور وہ آفتاب  
 طریقت کی اقلیم کا بادشاہ  
 اسی کے سب سے پہلے پیدا ہوا  
 یہ ارض و سما یا کہ سار جہاں  
 مہ و مہر اور فراغِ زمان  
 نہ ہوتا خدائی کا نام و نشان  
 کہ ہے مدح خواں حیرتِ ربیٰ علما

## اتیر سینائی لکھنوی

خلق کے سرور، شافع محشر، صل اللہ علیہ وسلم  
 مرسل دادر خاص ہمیر، صل اللہ علیہ وسلم  
 نور مجسم، نیر اعظم، سرور عالم، ملکوتیں آدم  
 نوح کے ہمدرد، خضر کے رہبر، صل اللہ علیہ وسلم  
 فخر جہاں ہیں عرش مکاں پیش ہشاں ہیں سیف ثماں ہیں  
 سب پہ عیاں ہیں آج کے جوہر صل اللہ علیہ وسلم  
 قبلہ عالم، کعبہ اعظم سے، مقدم راز کے محرم  
 جان مجسم، روح مصور، صل اللہ علیہ وسلم  
 دولت دنیا خاک برابر، ہاتھ کے خالی دل کے توگر  
 مالک کشور، تخت نہ افسر، صل اللہ علیہ وسلم  
 رہبر موسیٰ، ہادی عیسیٰ، تارک دنیا، مالک عقبی  
 ہاتھ کا تکیہ، خاک کا بستر، صل اللہ علیہ وسلم  
 سرور خدایاں، چہرہ گلستاں، جبہ تاباں، نیر درخشاں  
 سنبل بیجاں، زلف معنیر، صل اللہ علیہ وسلم  
 چشمہ باری، خاصۂ باری، گرد سواری، باد بہاری  
 آئینہ داری، فخر سکندر، صل اللہ علیہ وسلم  
 ہرے ملو ریشہ ریشہ، نفث اتیر ہے اپنا پیشہ  
 درد ہمیشہ دہتا ہے لب پر صل اللہ علیہ وسلم

# جدید نعت

جہاں کے سائے کمالات ایک تجھ میں ہیں  
 ترے کمال کسی میں نہیں ، مگر دو چار  
 لگانا ہاتھ نہ ملے کو بوالبشر کے خدا  
 اگر وجود نہ ہوتا ، تھا ادا آخر کار !

مولانا محمد قاسم نانوتویؒ



## محسن کا عکسوری

سمتِ کاشمی سے چلا جانبِ مہرا بادل  
گھر میں شان کریں سرودِ قدان گوگل  
خبر لگی ہوئی آئی ہے ہا بن میں بھی  
نہ کھلا آٹھ پہر میں کبھی دو چار گھڑی  
دیکھئے ہو گا سری کرشن لا کینو کر دشن  
راکھاں لے کے سلوون کی برہمن نکلیں  
جو گیا تھیس کئے چرخ لگائے ہو بھوت  
پھر چلا خامہ قصیدے کی طوط بعد غزل  
یعنی اس نور کے میدان میں پہنچا کہ جلا  
تار بارانِ سلسل ہے ملائک کا درود  
گل خوش رنگ رسولِ مدنی و عسری  
ہفت اقلیم میں اس دیں کا بجا یا ڈکا  
آستانے کا نمے دہر میں وہ رتے  
آزاد ہے کہ ہے 'عیان ترا نام مرگ'  
تام احمد بہ زباں 'سیر بلا سم صدر  
صفِ عشر میں ہے ساتھ ہو تیرا علاج

برق کے کاغذ سے لپٹی ہے ہر گنگا جل  
جاکے جہنا پہ ہنا نا کھی ہو اک طول اہل  
کس چلے گئے ہیں تیرے کو ہوا پر بادل  
پندرہ روز ہوئے پانی کو مکمل منزل  
سینہ تنگ میں مل گویوں کا ہے بے کل  
نار بارش کا تو ٹٹے کوئی رسا کوئی ہیں  
یا کہ بیراگی ہے پرست پہ بچھائے کھل  
کہ ہے چکر میں سخن گو کا دماغ غنشل  
خزمن برق تجلی کا لقب ہے بادل  
پے بسج خداوند جہاں عز و جہل  
ذیب دامانِ ابد طرۃ دستارِ ازل  
تھا تری عام رسالت کا گر جتا بادل  
کہ جو نکلا تو جھکائے ہوئے کاغذ ہا بادل  
شکل تیری نظر آئے مجھے جب آئے اہل  
لب پہ ہو وصل علی دل میں مے مویں  
ہاتھ میں ہو ہی مستانہ قصیدہ یہ غزل

کہیں جیوں اشارے سے کہ ہاں بسم اللہ  
سمتِ کاشمی سے چلا جانبِ مہرا بادل

## خواجہ الطواف حسین حالی

یا ملحقی الصفات بالبشری القوی  
 تجھ سے ہوئی زندہ خلق جیسے کہ بارانِ خاک  
 دعویٰ روشن تھا، ثابت ہے بستینہ  
 اٹھا ہدایت کو تو عین ضرورت کے وقت  
 شان رسالت کی تھی تیری جہیں سے حیا  
 گلہ بنی سعد کا جب کہ چراتا تھا تو  
 خاک تھی جس ملک کی مزرع شرد فساد  
 قہر کیا مہر حق عارت دعائی پہ فاش  
 دیر ہوئے بے چراغ، اور صلوات یہود  
 بجھ گئے آتش کدے، بیٹھ گئے بت کعبے  
 رہ گیا نامِ سیاح کذب میں ضرب المثل  
 مسئلہ انہیں کیا ختم نہ ہوتا اگر  
 کہتے ہی چشمہ دیا توئے کنوئیں نکال  
 بس نہ رہا اشتباہ اب حق و باطل میں بھلا

تنبہ دلیل علی انک تخیرو الوری  
 خلقت خصب النہاں بعشک فی الوری  
 صورت و سیرت تری صدق پہ تیرے گواہ  
 جیسے کہ ہنگام قحط قبلہ سے اٹھے گھٹا  
 گود سے دایہ ابھی کر نہ چسکی تھی ہڈیا  
 گلہ آدم بجھے سو پ چسکی تھی قضا  
 تو نے اسی کو دیا ارض مقدس بنا  
 ایک کو سجھا دیا ایک کو دکھلا دیا  
 شرک ہوا مضمحل اور کہا "انت ربنا"  
 ہو گئی تثلیث مات اور تثویت فنا  
 اسود ابن کثیر خوار ہوئے بر ملا  
 حق کی حقیقت سے تو پردہ نہ دیتا اٹھا  
 جس کو چلے آتے تھے کھڑے سب بے عیا  
 بھیج چکا تیرے ہاتھ ملت بیٹھا خدا

تجھ پہ صلوٰۃ و سلام رب سہا و اسک  
 روز و شب و صبح و شام قدر مالِ حسی

## اسماعیل مہرٹھی

خلیل حق کی مکی جواشارت  
 ظہور جسے مہرٹھی عبارت  
 کہ اب گری کفر کی عمارت  
 مٹے گی رومہ کی اب شرارت  
 خزانہ ہر قل کا ہو گا غارت  
 ہے بارخ اسلام کو نصارت  
 صلوٰۃ اس پر ، سلام اس پر  
 اور اسکے اصحاب با وفا پر  
 وہ فخر آدم ، امان عالم  
 محیط اعظم زغیب طہسم  
 عسیر کے اندر دہی معظم  
 لگا کے آدم سے تالیہ اس دم  
 وجود اسکا مگر مفتدم  
 کیا مدینے کو سیر و خرم  
 صلوٰۃ اس پر سلام اس پر  
 اور اسکے اصحاب با وفا پر  
 اور ابن مریم کی جوبشارت  
 سمجھ گئے صاحب بصارت  
 گھٹے کی فارس کی اب خمارت  
 لٹے کی اب مصر کی امارت  
 بٹھے گا تقویٰ بھی اور طہارت  
 نیا ہے سلطان نئی وزارت  
 اور اس کی سب آل با صفا پر  
 اور اسکے احباب اتقیا پر  
 امین حکم ، رسول اکرم  
 یہ وحی محرم ، شہ مسلم  
 عجب کے اندر دہی مکرم  
 ظہور اسکا ہے بعد آدم  
 وہ نور حق تھا دے مجسم  
 ورد محمود نیج پیسم  
 اور اس کی سب آل با صفا پر  
 اور اسکے احباب اتقیا پر



## مولانا شبلی نعمانی

جب کہ آمادہٴ نون ہو گئے کفار و فریض  
کوئی نوکر تھا نہ خادم نہ برادر نہ عزیز  
اک نقطہ حضرت بو بڑھے تھے ہمراہ رکاب  
چونکہ سوادِ نطوں کا انعام تھا فاقہ کیلئے  
انہیں لوگوں میں سراقہ خلعتِ جشم تھے  
تین دن رات پہے تور کے غاروں میں ہزار  
بیم جاں، خوب عدد ترکِ غذا، سختی را  
یاں مدیے میں ہوا غل کہ رسول آتے ہیں  
لڑکیاں گالے لگیں شوق میں اکبر اشعار  
ماں کی آغوش میں بچے بھی محل جانے لگے  
دفعاً کو کتبہ سناہِ رسل آ پہنچا  
جلوہ طلعتِ اقدس جو ہوا جلوہٴ منگن  
ہور پر حضرت موسیٰؑ کی صدا آتی تھی  
سب کو یہ سنکر کہ بھیں پیوت کس کو ملے  
بے سنے کہتے تھے کہ خلوت گہ دل حاضر ہے  
ہاں مبارک کہے لے خاکِ حرمِ نبویؐ

لا جرم سرورِ عالم نے کیا عظیم سفر  
گھر سے نکلے بھی تو ہر شان سے نکلے سرور  
کہ کہیں دیکھ نہ پائے کوئی آمادہٴ شر  
آپ کے قتل کو نکلے تھے بہت طالبِ زر  
جن کو فاردق نے کسٹل کے پٹا تھے گھر  
تھا جہاں عقر بنائے ان کی حکومت کا اثر  
ان مصائب میں ہوئی اب شبہٴ شجر کی کر  
راہ میں آکھ بچھانے لگے از بابِ نظر  
نغمہ ہائے طلع الہیڈ سے گونج رہے گھر  
نازنیناں حرم بھی نکل آئیں باہر  
صل ہوا صل علیٰ خیر اناس و بشر  
دنیا تارِ شاعی تھا ہر اک تار پھر  
آج اک اور جھلک سی مجھے آتی ہے نظر  
یہاں ہوتے ہیں اوجِ نشیں کے سرور  
آنکھیں کھلتی تھیں کہ داد بھی تیا رہیں گھر  
آج سے تو بھی ہوئی خاکِ حرم کی ہم سر

صل یا رب علیٰ خیر نبی و رسول  
صل یا رب علیٰ افضل جنج بشر

## اکبر الہ آبادی

یہ جلوہ حسن سبحان اللہ      یہ نقد ہدایت کیا کہنا  
 جبریلؑ بھی شیدا ہیں ان کے      یہ شان نبوت کیا کہنا  
 وہ کفر کی ظلمت دور ہوئی      اور محفل دل پر نقد ہوئی  
 یہ ہر پدی سبحان اللہ      یہ صبح سعادت کیا کہنا  
 جس دل میں یکتا ہو کر عرش      اس دل کی بلندی وصل علیؑ  
 جس سینے میں نزارا ترا ہو      اس سینے کی عظمت کیا کہنا  
 تسبیح سے دنیا گونج اٹھی      تجسیر کا غل تا عرش گینا  
 تا شیر ہدایت وصل علیؑ      یہ جوش عبادت کیا کہنا  
 نغمہ سے ترا دل کش اکبر      مضمون ہے ترا پاکیزہ تر  
 بلبل کے ترانے وصل علیؑ      پھولوں کی لطافت کیا کہنا

## حمید الدین سلیم

اے ہمد شیریں سخن ہے نور حق پر تو لگن ہر نخل گل کی پھین طور مجالِ ذوالہن  
 بن سخنِ عرسانِ چین شیریں انسرین رنگیں تبا گل سپرین ہیں گس طرحِ غلامین  
 چھپنا اولے ہو کے خم چپ رہا ہے یہ ستم کدالہ خوں میں لکھم بلالہ باور اور الم  
 پر ہے نیکی دم پیم اس کے لبوں کی قلم نعتِ رسولِ محترم درج شہنشاہِ زمین  
 ہے نور وحدت جلوہ گر روشن کرد اپنی نظر اہل زمیں کو دُخبر ہوشِ دماں تا ہر بشر  
 پھر وحدت میں شامِ دگر جن بشرِ شاخ و شجر حور و ملک شمس و قمر ہوں اس طرحِ غفلت  
 نورِ قدم پیدا ہوا شاہِ اہم پیدا ہوا عرشِ قدم پیدا ہوا دالِ احشم پیدا ہوا  
 فرخِ شیم پیدا ہوا بحرِ کرم پیدا ہوا کوہِ اہم پیدا ہوا پیدا ہوا قدسی سخن  
 بامیں لقب پیدا ہوا مقبولِ رب پیدا ہوا ہر عرب پیدا ہوا لاشم نسب پیدا ہوا  
 فخرِ عرب پیدا ہوا کفیزِ طرب پیدا ہوا غفراں طلب پیدا ہوا پیدا ہوا شیریں سخن  
 وہ مالکِ قلد بریں وہ شمعِ بزمِ کربلیں وہ باغبانِ باغِ دیں وہ مبطِ روحِ الامین  
 وہ کھنہ اللعالمین وہ مظهرِ نورِ مبیں وہ حامیِ دینِ مستیں وہ ماحیِ اہلِ دشمن  
 وہ زمینتِ یغیری وہ زیشانِ دلیری وہ تاجِ فرقِ سردی ہے گرم جلوہ گسری  
 حیراں پہرِ خادری یوسفِ اس کا مشتری جن دلشہرِ حورِ پری ہیں اس کے در پر نعرہ زن  
 خستوں پہ سرگرم ثنا ہو اس کے کا اک گدا لا تلبے لے یہ دعا ہاں شافعِ روزِ جزا  
 مطلوبِ محبوبِ خدا د بخشوا اس کی خطا گہے سزا دار سزا ہے خودکِ شورشِ فلک



## تیاض خیرا بیا کے

نام کے نقش سے روشن یہ نگینہ ہو جائے  
 کعبہ دل مرے اللہ مدینہ ہو جائے  
 وہ چمک درد کی ہو دل میں کہ بجلی چمکے  
 دامن طور ذرا آج یہ سینہ ہو جائے  
 تو جو چاہے اے او مجھ کو بچانے والے  
 موج طوفان بلا اٹھ کے سفینہ ہو جائے  
 ظلمت کفر سے بڑھ کر ہے سیاہی دل کی  
 دور کیونکر دل اغیار سے کینہ ہو جائے  
 آنکھ میں برق سر طور ہو گمشدہ کا کلس  
 شرف انداز زیادت یہ کمی نہ ہو جائے  
 دل بے ہاتھ میں تیرے مرے پہلو کے عوض  
 چاہتا ہوں مری خاتم کا نگینہ ہو جائے  
 اس کی تقدیر جو پامال ہو تیسرے در پر  
 اس کی تقدیر کہ جو خاک مدینہ ہو جائے  
 دفن ہوں ساتھ تیرے گھر بکے سخن  
 خاک میں مل کے نایاں یہ دینہ ہو جائے  
 جان کی طرح تست ہے ہی دل میں تیاض  
 مردن کبے میں تو منہ سوئے مدینہ ہو جائے

## شاد عظیم آبادی

دیا چہ سخن ہے شہ انبیا کی طرح      محبوبے دلوں کو حبیب خدا کی طرح  
طغرائے لوح عرش ہے خیر الوری کی طرح      اسلام کی نشانی ہے اس پیشوا کی طرح

نعتِ رسولِ حق ہے ہماری سرشت میں

امت پہ اس کا راز کھلے گا بہشت میں

اے اولِ ربیع اس آمد پہ میں نثار      اس کبریٰ کی دولت سرمد پہ میں نثار

الطافِ فیض و رحمت بحد پہ میں نثار      دی نعمتِ بہشت محض شد پہ میں نثار

دورخ کا استخوت نہ ڈھڑکے عذا کے

توحید خود بتائے گی سستے ثواب کے

لکھتا ہوں صفِ نعتِ شہنشاہِ کائنات      خامہ جو مشک کا ہو تو نائفے کی ہود دات

حقاکہ اس کے آگے شب قدر بھی ہو مات      شاید کہ پھیل کر ہی معراج کی تھی رات

قدرت عیاں ہر اک گم رہے بدل سے ہو

رشتہ اسی کے سائے کو شامِ ازل سے ہو

سرِ جناب بھی ہے اسی قاسم کے منفعل      نری جو ہو خم بوشِ تو شمشادِ پابہ گل

قاسم سے ساقِ عرش بریں کیونچ نخل      اسلا تو اس قدر ہے جود نکھو تو معتدل

اس قدر کے جاں نثار عبادت پسند ہیں

قد قامت الصلوٰۃ کے نغمے سر بلند ہیں

## اسی غازی پوری

دہاں پہنچ کے یہ کہنا صبا سلام کے بعد  
 شبِ وصال بیانِ غمِ فراقِ عبث  
 دہاں بھی وعدہ دیدار اس طرح مالا  
 گناہ گار کی سُن لو تو صا صا صا ہو یہ  
 طلبِ تمام ہو مطلوب کی اگر حد ہو  
 وہ خط، وہ چہرہ، وہ زلفِ سیاہ تو دیکھو  
 تجھے کھر کوئی کیوں کر نہ غیرتِ عیسیٰ  
 پیامِ بر کو ردانہ کیا تو رشکِ آیا  
 تمام ہوں بھی جھگڑے یہ لمنِ ترانی کے  
 ابھی تو دیکھتے ہیں ظنِ بادہ خواروں کا  
 تھا بے نام کی رٹ ہر خدا کے نام کے بعد  
 فضول ہے گلہ زخمِ استیام کے بعد  
 کہ لوگ خاص طلب ہیں گے بارِ عام کے بعد  
 کہ لطفِ محم و کرم کیا پھر انتقام کے بعد  
 لگا ہوا ہی ہیاں کوچ ہر مقام کے بعد  
 کہ شامِ صبح کے بعد آنی صبحِ شام کے بعد  
 رہا نہ ہوش کسی کو ترے کلام کے بعد  
 نہ ہم کلام ہو اس سے مے کلام کے بعد  
 دکھا دو جلوہ خدارا اگر کلام کے بعد  
 سودِ خرم کی بھی ٹھہرے گی دردِ جام کے بعد

الہی اسی بے تاب کس سے چھوٹا ہے  
 کہ خط میں روزِ قیامت لکھا ہو نام کے بعد



## شاہ نیا زبریلوی

گر کون و مکان مظہر نیرنگ نہ ہوتا  
 ہر آن میں اس کا یہ نیا ڈھنگ نہ ہوتا  
 ہوتا نہ اگر اس کے تماشے میں تحسیر  
 حیرت میں آئیستہ منظر دنگ نہ ہوتا  
 گر شان ہمیشہ کی ابو حسیل پہ کھلتی  
 اسلام کے لانے میں اسے ننگ نہ ہوتا  
 ارکان سے باہر تری کہنہ کا پایا  
 ورنہ دل لگا ہوا مرا تنگ نہ ہوتا  
 گر پردہ غفلت کو تو ہم سے نہ اٹھاتا  
 اسے عشق نیا آگے ترا ننگ نہ ہوتا

## مولانا احمد رضا خان بریلوی

اٹھا دو پردہ دکھا دو جلوہ کہ نور باری حجاب میں ہے  
 زمانہ تاریک ہو رہا ہے کہ ہر کجے نقاب میں ہے  
 انھیں کی بومایہ سمن ہے انھیں کا جلوہ چمن چمن ہے  
 انھیں سے گلشن ہما کی ہے انھیں کی زنگت گلاب میں ہے  
 وہ گل ہیں لبھائے نازک ان کے ہزاروں جھڑتے ہیں بھول آنے  
 گلاب گلشن میں دیکھے بلبل یہ دیکھ گلشن گلاب میں ہے  
 کھڑے ہیں منکر نکیر سر پر نہ کوئی حسامی نہ کوئی یاد  
 بتا دو آکر مرے پیسے کہ سخت شکل جواب میں ہے  
 خدا کے قہار سے غضب پر کھلے ہیں بدکاریوں کے دفتر  
 بچا لو آکر شفیع محشر تمہارا بندہ عذاب میں ہے  
 گنہ کی تاریکیاں ہیں چھائیں اُمنڈ کے کالی گٹائیں آئیں  
 خدا کے خورشید مہر فرما کہ ذرہ بس اضطراب میں ہے  
 کریم اپنے کرم کا صدقہ لیسٹم بے قدر کو نہ شرما  
 تو اور رضا سے حساب مانگے، رضا بھی کوئی حساب میں ہے

## حسن بریلوی

نگاہِ لطف کے اُمیدوار ہم بھی ہیں  
 لئے ہوئے یہ دلِ بے قرار ہم بھی ہیں  
 ہمارے دستِ تمنا کی لاج بھی رکھنا  
 تمہے فقیروں میں لے شہرِ بارہم بھی ہیں  
 ادھر بھی تو سن اقدس کے دو قدم جلوے  
 تمہاری راہ میں مشیتِ غبارِ ہم بھی ہیں  
 کھلا دو غنچہٴ دل صدقہٴ بادِ امن کا  
 اس دوارِ نسیم بہارِ ہم بھی ہیں  
 تمہاری ایک نگاہِ سکرم میں سب کچھ ہو  
 بڑے ہوئے تو سرِ وہ گزارِ ہم بھی ہیں  
 جو سر پر رکھنے گولِ جلے نعلِ پاکِ حضورؐ  
 تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدارِ ہم بھی ہیں  
 یہ کس شہنشاہِ عالی کا صدقہٴ ثنائی ہے  
 کہ خسرووں میں پڑی ہو پکارِ ہم بھی ہیں  
 ہماری بگمائی بنی ان کے اختیار میں ہے  
 سیر و انھیں کے سب کا دوبارِ ہم بھی ہیں  
 حسن ہے جس کی سخاوت کی دھومِ عالم میں  
 انھیں کے تم بھی ہو اک رینہٴ خولدِ ہم بھی ہیں



## ہو کانا عبد الرحمن بن اسحاق جہلی

تصور ابر رحمت ہے نئی کی کالی کسلی کا  
 پڑھا کرتا ہوں میں راتوں کو دایلیں اذا بغشی  
 کلام الشربے شک ہے کلام طاہر و ہادی  
 ہوئے طاہر عمر و ہادی ہوئی جب سورۃ طہ  
 شب معراج کا منکر ہے، منکر صبح محشر کا  
 بہ رب مسجد اقصیٰ و سبحان الذی اسرے  
 خدا واقف ہے اس سے، یا ہو محبوب خدا واقف  
 بروں سے خدا در اک بشر سے، سر ما ادھی  
 ملا ہے جس قدر اعلیٰ تقرب ذات حضرت کو  
 اسی اعلیٰ تقرب پر ہے ثناء لفظ ادا دتی  
 مغل ہو، شیخ ہو، شید ہو، خاں ہو، نیک بندہ ہو  
 نہیں کچھ ذات کی پریش، مکرم سے ہے اتقی  
 خدا کے رو برو جانے سے جو ذرا ہے اسخ  
 اسی کے حق میں نازل ہو کہ النجۃ ہی الماد

## حافظ پیلی جیتی

ہے قابل دیکھنے کے ان کے جانا زدن کی محفل بھی  
 کہ نالوں کا ترانہ بھی ہو اس میں رقص سبیل بھی  
 حضوری کا شرف دربار میں مجھ کو بھی مل جاتا  
 جہاں ہیں جمع صاحب دل وہاں ہو ایک بے دل بھی  
 انھیں مطلب ترپنے سے حضوری ہو کہ دوری ہو  
 عجب آفت کا پر کالہ بنے ہیں حضرت دل بھی  
 ہم ایسے مانگنے والے کہ مانگیں جائیں لے لے کر  
 تم ایسے دینے والے ہو کہ غش ہو جائیں سائل بھی  
 نصیب ایسے کہاں جو شاہ مقصود مل جائے  
 غنیمت ہے اگر ہم کو نظر آجائے محفل بھی  
 گزر جانا خودی سے اور آقا تک پہنچ جانا  
 یہی وہ کام ہے جو ہل بھی ہے اور مشکل بھی  
 تمھارے مرنے والے مرتے ہیں طیبہ کے مرنے پر  
 کریں کیلے کے جنت جو نہیں مرنے کے قابل بھی  
 تمھارے نام کے بندے پہلے ہیں صدقے پہنچنے پر  
 نہ دی جب زندگی تمھارے تو پھر جینے سے حاصل بھی  
 بڑے رہتے کفن میں منہ چھپائے حشر میں حانظ  
 سیہ رو ہو ، نہیں یہ منہ تو دکھلانے کے قابل بھی

## بیانِ ویردانی میٹھی

خواب میں زلف کو پکڑے سے لگالے آجا  
 بے نقاب آج تو اسے کیسوؤں والے آجا  
 بے کسی پر مری خوں روتے ہیں پھالے آجا  
 راہ میں چھوڑ گئے قافلے والے آجا  
 کون ہے ماہِ عیسٰی، کون ہے محبوبِ خدا  
 اسے دو عالم کے حسینوں سے نرالے آجا  
 دم تری دید کو آنکھوں میں لگا رکھا ہے  
 لے رہے ہیں ترے بیمار سنبھالے آجا  
 ہوں سیہ کارِ مے عیب کھلے جاتے ہیں  
 کملی والے! مجھے کملی میں چھپالے آجا  
 پہنچا محبوبِ نوح شاطہ قدرت نے کہا  
 خلوتِ ناز میں اسے ناز کے پالے آجا  
 رنگِ وحدت ہے ہمارا غنچہ خلوتیے ہیاں  
 اسے گلِ گلشنِ لولاک لٹالے آجا  
 صورتِ لالہ ہے پُر درغ بیاں کا سینہ  
 پڑا ہے میں ترے بیمار کے لالے آجا



## کیفی جبریا کوئی

گو یوم بدر معرکہ کا رزار تھا  
 کہتے ہیں ایک شخص سیران بے  
 وہ کون ؟ زوج زینب بنت رسول کا  
 تھا حکم عام جو زندیہ کے واسطے  
 لکے میں یہ خبر جو گئی گو بخشی ہوئی  
 داما دتا ہدار مدینہ اسیر عم  
 زینب کو دی خبر یہ جناب رسول نے  
 جس دم سنا یہ حضرت زینب نے ماجرا  
 لایا کیا وہ ہار حضور رسول میں  
 وہ ہار کیا تھا بارغ محبت کا داغ تھا  
 وہ ہار تھا کہ ہار کی صورت میں جلوہ گر  
 بھڑکائی اس نے آتش فرت دلی ہوئی  
 وہ عقد یعنی شان محبت کا زندہ دار  
 اس شکل میں وہ آیت پروردگار تھا  
 رشتے میں خویش سید والا تبار تھا  
 بوالعاشق وہ جو صاحب دوقار تھا  
 داخل ہر ایک اس میں صفاء کبار تھا  
 چھوٹا ادائے فدیہ سے جو مالدار تھا  
 اپنے ادائے فدیہ سے بے اختیار تھا  
 فدیے کا حکم خاص مگر بار بار تھا  
 فدیہ دیا وہ لینے گلے کا جو ہار تھا  
 دیکھا جو اس کو آپ کا دل بے قرار تھا  
 یا آتش فراق کا تازہ شرار تھا  
 داغ غم خدیجہ الفت شعار تھا  
 یعنی غم فراق کی وہ یادگار تھا  
 آزادی اسیر کا بھی چارہ کار تھا  
 کیفی بھی وہ جرات خلاص خاص تھی  
 جس سے کہ قصردین میں استوار تھا

## مولانا ظفر علی خاں

وہ شمع اُجالا جس نے کیا جا بس برکت غاروں میں  
 اک روز چمکنے والی کھتی دنیا کے سب درباروں میں  
 مگر ارض و سما کی محفل میں لولاک لسا کا شور نہ ہو  
 یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں  
 جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا اور نکتہ رسوں سے حل نہ ہوا  
 وہ راز اک کملی دلے نے بتلا دیا چند اشاروں میں  
 وہ حبس نہیں ایمان جسے لے آئیں دکانِ فلسفہ سے  
 ڈھونڈے ملے گی عاقل کو یہ قرآن کے سیپاروں سے  
 ہیں کریم، ایک ہی شعل کی، بوجہِ عمر، عثمان و علیؓ  
 ہم مرتبہ ہیں، یارانِ نبیؐ، کچھ فرق نہیں ان چاروں میں



## مولانا محمد علی جوہر

تنہائی کے سب دن ہیں، تنہائی کی سب راتیں  
 اب ہونے لگیں ان سے خلوت میں ملاقاتیں  
 ہر لحظہ تشفی ہے، ہر آن تسلی ہے  
 ہر وقت ہے دل جوئی، ہر دم ہیں مدارائیں  
 کوثر کے تقاضے ہیں، تسنیم کے وعدے ہیں  
 ہر روز یہی چہرے ہر روز یہی باتیں  
 معراج کی سی حاصل سجدوں میں سے کیفیت  
 اک فاسق و فاجر میں اور اسی گرامائیں  
 بے مایہ ہی لیکن شاید وہ بلا بھتیجیں  
 بھٹی ہیں دردوں کی کچھ ہم نے بھی سوچائیں

---



# معرکہ اقبال

نگاہ عاشق کی دیکھ لیتی ہے پردہ میم کو اٹھا کر  
 وہ بزم شرب میں آ کے بیٹھیں ہزار سنہ کو چھپا چھپا کر  
 جو تیرے کہے کے ساکنوں کا فضا کے جنت میں لان بھلا  
 قسلیاں دے رہی ہیں حوریں شام دس کا منا منا کر  
 شہید عشق نبیؐ کے مرنے میں بانگین بھی ہیں سڑ طرح کے  
 اہل بھی کہتی ہے زندہ باشی ہمارے مرنے پہ زہر کھا کر  
 ترے ثنا گو غرور حسن سے چھڑ کرتے ہیں روزِ عشر  
 کہ اس کو پیچھے لگا لیا ہے گناہ اپنے دکھا دکھا کر  
 بتائے دیتے ہیں اے صبا ہم یہ گلستانِ عرب کی بوہی  
 مگر نہ اب ہاتھ لا ادھر کو وہیں سے لائی ہے تو اڑا کر  
 شہید عشق نبیؐ ہوں میری سحر پہ شمع قمر جلے گی  
 اٹھا کے لائیں گے خود فرشتے چراغِ خورشید سے جلا کر  
 جسے محبت کا درد کہتے ہیں، مائے زندگی ہے مجھ کو  
 یہ درد وہ ہے کہ میں نے رکھا ہے اس کو دل میں چھپا چھپا کر  
 اڑا کے لائی ہے اے صبا تو جو بوسے زلفِ معنبر سے  
 ہمیں سے اچھی نہیں یہ باتیں خدا کی رہ میں بھی کچھ دیا کر  
 خیالِ راہِ عدم سے اقبال تیرے در پر ہوا ہے حاضر  
 بغل میں زادِ عمل نہیں ہے صلا مری نعت کا عطا کر

## دِلورام کوثری

عظیم الشان ہے شانِ محمدؐ  
کتبِ خاترے کے، منسوخ ساکے  
بنیٰ کے واسطے سب کچھ بنا ہے  
شرعیات اور طریقت اور حقیقت  
فرشتے بھی یہ کہتے ہیں کہ ہم ہیں  
بنیٰ کا نطق ہے نطقِ الہی  
خدا کا نور ہے نورِ پیغمبرؐ  
یوحنا و عیسیٰ، عثمان و حمیدؐ  
علیؑ ان میں وصیؑ مصطفیٰؐ ہے  
علیؑ و فاطمہؑ و بشیرؑ و شہرؑ  
خدا ہے مرتبہ دینِ محمدؐ  
کتابِ حق ہے قرآنِ محمدؐ  
بڑی ہے قیمتی جہانِ محمدؐ  
یہ تینوں ہیں کمترینِ محمدؐ  
علاءِ مآلینِ عثمانِ محمدؐ  
کلامِ حق ہے فسرانِ محمدؐ  
خدا کی شان ہے شانِ محمدؐ  
یہی ہیں چار یارِ ابنِ محمدؐ  
علیؑ ہے رنگِ بستانِ محمدؐ  
بسا ان سے گلستانِ محمدؐ  
بتاؤں کوثری کیا شغل اپنا  
میں ہوں ہر دم ثنا خوانِ محمدؐ

حسن  
مارہروی

ہر اک ذرہ چمک اٹھا ہے مہتاب ضیا بن کر  
نضا کو جگایا آئے شمس الضحیٰ بن کر  
مرے سر کاڑھے دردِ مصیباں کی دوا بن کر  
سکونِ قلبِ مضطربِ غم زدوں کا آسرا بن کر  
بنیٰ ہیں اور جتنے اختہر برج رسالت ہیں  
مرے سر کاڑھے ہیں مگر شمس الضحیٰ بن کر  
خدا شاید بڑی شکل میں تھے اللہ کے بندے  
کہ وہ تشریف لائے دفعتاً مشکل کشا بن کر  
پریشان حوادثِ دیکھ کر بحسبِ حوادث میں  
پے تسکیں انھیں کی یاد آئی نا خدا بن کر  
خلیل اللہ ہے کوئی، کلیم اللہ ہے کوئی  
مگر آقا مرے آئے ہیں محبوبِ خدا بن کر  
تھیں نے زندگی نو عطا فرمائی ہے آقا  
کہ آئے مردہ دل کے واسطے آپ بقا بن کر  
تھیں پر منحصر کیا ہے شہنشاہِ زمانہ بھی  
انھیں کے آشاں پر تڑپے ہیں بے نوا بن کر  
سمجھ سے مادماہستی کو حسنِ کوئی کیا سمجھے  
کہ دنیا میں مرے سر کاڑھے، جہانے کیا بن کر



شیو پرشاد وہی بے خبر ہوں دونوں عالم سے سوائے مصطفیٰ  
لکھنوی یا الہی ! دل ہوا یا استلائے مصطفیٰ

دل ہے میرا بسۂ زلفِ دو تائے مصطفیٰ  
جان ہے پر دانہ شمعِ لقا کے مصطفیٰ

بوریا کے فقر، تختِ سلطنت سے سے سوا  
بادشاہِ ہفت کشور ہے گدا کے مصطفیٰ  
شافعِ محشر ملا ہے کس پیمبر کو خطاب  
کون محبوبِ الہی ہے سوائے مصطفیٰ

جو ہوا سائل، رہی اس کو نہ پھر کچھ محتاج  
ایسا کر دیتی ہے مستغنی عطا کے مصطفیٰ  
آدمی کیا، مدح کر سکتے نہیں، حق و ملک  
حق تعالیٰ آپ کرتا ہے ثناء کے مصطفیٰ

آسماں پر لوگ کہتے ہیں جہنمیں شمس و قمر  
زیبے گیمے کہ ہیں یہ نقشِ پائے مصطفیٰ  
ڈرتے اس در کے ہیں کیا پتارے کیا شمس و قمر  
جلوہ آراکش بہت میں ہے، ضیائے مصطفیٰ

ہوتی ہے حسرت ہی، کیوں دل نہ میرا یہ ہوا  
دیکھتا ہوں جب میں وہی نقشِ پائے مصطفیٰ

## سائل دہلوی

کب تک رہے سینے میں تمنا کے مدینہ  
 کب تک دل بے تاب کھے ہائے مدینہ  
 مرجاؤں مدینے میں مدینے میں کھد ہو  
 لے جاؤں کھد میں، میں تمنا کے مدینہ  
 آ بیٹھو مرے دل میں کہ دل عرش بریں ہے  
 تم چاہو تو سینہ مرا بن جاؤ مدینہ  
 یارب مرے دل میں رہے شرب کی تمنا  
 یارب مرے سر میں رہے سودا کے مدینہ  
 اسے چشم تصور تجھے اتنا ہی بہت ہے  
 گھر بیٹھے نظر آئیں مرے آ جاؤ مدینہ  
 سائل کی تمنا ہے شب و روز الہی  
 ہر دم مئے دل میں رہے سوائے مدینہ

## سید وحید الدین بیخود مہلوی

روشن ہمارا دل ہے محکمے تہ نور سے  
 موسیٰ گناس کو طور پہ بکھاتا تھا دور سے  
 خلوت ہو ایسی جس میں فرشتے نہیں سکیں  
 اسکے کمرہ نے کھینچ لیا جالیوں کی پاس  
 جب تک نبی کی یاد نہ دل میں سگامگی  
 دیدار ہو خدا کا زیارت رسولؐ کی  
 میری نظر خطا نہ کرے گی یقین ہے  
 عشق نبیؐ سے نشہ عرفاں میں چور ہوں  
 آئیں گے آپؐ دل میں یہ وعدہ تو کیجئے  
 روح القدسؑ روح نے پایا ہو میری فیض  
 تڑپوں گا میں فراق نبیؐ میں تمام عمر  
 رتبہ کو مصطفیٰ کے ملائکے پوچھیے

لائے ہیں اس چراغ کو ہم کوہ طور سے  
 روشن ہوئی ہے شمع حرم جس کے نور سے  
 اک دل کی بات عرض کروں گا حضورؐ سے  
 ڈرتا تھا میں سلام پڑھا میں نے دے دے  
 خالی نہ ہو گا دل مرا کبر و غرور سے  
 فردوس سے غرض ہے نہ مطلب ہے تویں سے  
 پہچان لوں گا حشر میں جھنڈا کو دوہ سے  
 دھوپ ہے میں نے دل کو شرابِ طہور سے  
 میں کعبہ مانگ لوں گا خدا کے غفور سے  
 سیکھی ہے نعت گوئی بڑے فی شعور سے  
 یہ وعدہ لے لیا ہے دلِ ناصبور سے  
 سجدے کا حکم پہلے ملا ہے ظہور سے

بیخود کو جامِ بادۂ کوثر ہو وہ عطا  
 جنت میں جھومتا ہے جس کے سرور سے



## حاجی امداد اللہ شاہ مہاجر مکی

کہے ہے شوق نبیؐ یہ آکر چلو مدینے چلو مدینے  
 میں دل سے ہوں گاتھارا رہبر چلو مدینے چلو مدینے  
 صبا بھی لانے لگی ہے اب تو نسیم طیبہ نسیم طیبہ  
 کہے ہے شوق اب ہوا میں اڑ کر چلو مدینے چلو مدینے  
 خدا کے گھر میں تورا چلے ہم اب عمر اپنی ہوئی ہے آخر  
 مریں گے اب تو نبیؐ کے در پر چلو مدینے چلو مدینے  
 تورا بدر کیوں پھرے ہو ماہاجر دونوں عالم کی چاہ ہے دولت  
 تو سر قدم بھوکے درد یہ کر چلو مدینے چلو مدینے  
 یہ جذبِ عشق محمدیؐ ہے دلوں کو اس کے کھینچتا ہے  
 کہے ہے ہر دل جو ہو کے مضطر چلو مدینے چلو مدینے  
 جو کفر و ظلم و فساد و عصیاں ہر اک جگہ سے بھرنا پڑا  
 تو دینِ اسلام اٹھے یہ کہہ کر چلو مدینے چلو مدینے  
 ہلاکتِ امداد اب تو آئی جو فوجِ عصیانے کی چڑھائی  
 نجات چاہو تو اسے براور چلو مدینے چلو مدینے

## اکبر وارفی میرٹھی

جب عیسٰی کے چمن میں وہ نورِ خدا ہر طرف اپنا جلوہ دکھانے لگا  
 کفرِ غارت ہوا بت کرے ٹوٹ کر سنہ ہاڑوں میں شیطان اٹھانے لگا  
 بلبیل دگل میں پیدا ہوئی یہ خوشی باغِ عالم میں کھلنے لگی ہر کلی  
 سٹ گئی ظلمتِ کفر کی تیرگی، نورِ حق ہر طرف جگمگانے لگا  
 کیا بشر کیا ملک کیا ز میں کیا فلک، عرش سے فزق کس شرق سے غرب تک  
 دیکھ کر نورِ حق ہر کوئی یکساں بیک آمد کا مزدہ منانے لگا  
 بدلیاں رحمتوں کی گرجنے لگیں، نوبتیں دیاؤں کی بچنے لگیں  
 دین کی فوجیں ہر سمت بچنے لگیں، پرچمِ سلام کا اہلہانے لگا  
 کنگے تھکے کسریٰ کے گھرنے لگے، ڈوبتے کلمہ پڑھ کر تیرنے لگے  
 آگِ آتشِ کدوں کی بجھانے لگا اور سہادی میں پانی بہانے لگا  
 سونگھ کر بھینی بھینی وہ خوشبوئے تن دیکھ کر رنگِ حمت چمن در چمن  
 کہہ کے آنت بنی پڑھ کر صلی علیٰ بلبیل خوش نوا چھانے لگا  
 اُختستہ جاں کی ہرچا ارتجا، ان میں کوئی تو پوری ہو بر خدا  
 یا تو جلوہ دکھا، یا مینے بلا، ورنہ نسکیں دے، دل ٹھکانے لگا

## سرکشن پر شاد و شاد

بلوایں مجھے شاد و جو سلطانِ مدینہ  
 وہ گھسے غم خدا کا تو یہ محبوبِ خدا ہیں  
 رد کیں گے نہ دربار میں جانے کے لئے شاد  
 ہے قربِ نبیؐ ہی سے تو یہ عزت و جلال  
 لے جاؤں گا میں ساتھ فقط عشقِ محمّدؐ  
 دیکھے جو تحیر میں مرے عشقِ نبیؐ کو  
 کھولے درجست کو یہی کہتا ہے رنواں  
 نشہ ہے وہ ان کو جو اترتا ہی نہیں ہی  
 خاکِ رویشرب کو بناؤں گا میں سرمہ  
 اللہ دکھا دے تو مجھے روضۂ اقدس  
 کیوں میری شفاعت میں عہدِ دیر لگے گی  
 کافر ہوں مومن ہوں خدا جلنے میں کیا ہوں  
 کیا مجھ سے ثنا ہو سکے اک مورہوں ادنیٰ  
 مومن جو نہیں ہوں تو میں کافر بھی نہیں شاد  
 اس زمرے سے آگاہ ہیں سلطانِ مدینہ

جاتے ہی میں ہو جاؤں گا قربانِ مدینہ  
 کعبے سے بھی اعلیٰ نہ ہو کیوں شادِ مدینہ  
 پہچانتے ہیں سب مجھے دربانِ مدینہ  
 قال ہے مدینہ تو وہ ہے جانِ مدینہ  
 تحفے مرے پاس یہ شایانِ مدینہ  
 سکتے ہیں رہے نرگس بتانِ مدینہ  
 بے خوف چلے جائیں غلامانِ مدینہ  
 توحید کی لے پیٹتے ہیں مستانِ مدینہ  
 دیکھو گا ان آنکھوں کو مسیدانِ مدینہ  
 باقی کہیں رہ جائے نہ ارمانِ مدینہ  
 کیا مجھ کو نہیں جانتے سلطانِ مدینہ  
 پر بندہ ہوں ان کا جو ہیں سلطانِ مدینہ  
 اعلیٰ ہیں ہی جو ہیں سلیمانِ مدینہ



## صفتی لکھنوی

پیغمبر و سرورِ حججِ ازی  
پسلا اللہ کا نشانی

حق کی توحید کا مبلغ  
محو طاعت پہ قلبِ فارغ

سرکش عربوں کا سر جھکایا  
حیوانوں کو آدمی بنایا

قائم کیا رشتہ موافقات  
برتاؤ میں شیوہ مسادات

مصلح، سرمایہ داریوں کا  
حامی، محنت شعار یوں کا

وہ اہِ تمام چاہِ خشب  
جس کا غارِ حرا تھا مکتب

وہ حسین یلح جس کی پوشاک  
لولاک لما خلقت الافلاک

وہ جانِ بہکانِ آفرینش  
معنائے بہکانِ آفرینش

## مرزا محمد ہادی عزیز لکھنوی

یہ دونوں عالم کہ جس کی تہ میں چمک رہے جمالِ قدرت  
 ایسے سمجھ لو مجازِ مرسل سے لطیف ایک استعارہ  
 زمانہ ہے ایک جسمِ خاکی وجودِ انساں ہو روح اس کی  
 لباسِ ہستی کو تو نے اسے روح گر سنوارا تو کیا سنوارا  
 سمجھ میں اب تک میری آیا کہ زندگانی کی کیا ہو خواہش  
 نہ دولت جسم اس کا مقصد نہ اس کا مطلب ہے ملکِ دارا  
 مگر حقیقت کی اک نظر کر ذرا سراپا کے مصطفیٰ پر  
 یہ قد آدم وہ آئینہ ہے کہ جس میں قدرت ہے جلوہ آرا  
 عجب جاہل عجب کشرش کہ جن کا جوہر زندگی تھا  
 یہی ہے وہ فلسفی اہل حق کہ جس نے اس قوم کو سنوارا  
 حقیقی ہستی پر جب تھا مائل تو ذرہ در ذرہ بنا تھا سورج  
 ہوا تھا میلان اور تقابلیں تو عرشِ عظم کا تھا ستارا  
 اہل پڑاؤ کبریائی چمک اٹھا جلوہ خدائی  
 دبے ہوئے تھے جو دل میں جذبہ ضیاء کے رخ سے نہیں ابھارا  
 مجسمہ حسنِ معنوی کا نمونہ اک لطیف سرمدی کا  
 حوالے خلوت کہے میں جس کو خدا کے ہاتھوں نے خود سنوارا  
 زمین شورِ عرب پر آ کر بنا کے خلاق اس نے ڈالی  
 وہی غیبیوں کا آئینہ تھا وہ ضعیفوں کا تھا سہارا

ازل سے نقشِ دل ہے ناز جانانہ محبت کا  
 کیا ہے لوح نے محفوظ افسانہ محبت کا  
 بننا ہے محیطِ جسمِ دل کا فسانہ محبت کا  
 اب انسان خدا کا ہے ہر افسانہ محبت کا  
 ڈسے کیا آتشِ دوزخ سے دیوانہ محبت کا  
 کہ اٹھتے شعلے گل کرتا ہے پردانہ محبت کا  
 ظہورِ حالِ مستقبل سے ماضی کو ملا دوں گا  
 مجھے پھر آج دہرا ہے انسانہ محبت کا  
 رسائی کیسے اس تک ہوشِ انسانِ عقلِ قدسی کی  
 جو اپنی زد میں بک جاتا ہے دیوانہ محبت کا  
 دوئی اک داغِ تہمت، غمِ سیرتِ الزام ہے معنی  
 وہ اپنا ہے جسے اپنا کے یارانہ محبت کا  
 شفاعت کی دعا میں وہ ہوا دیتے ہیں پر اس کا  
 جہنم کو بچھا سکتا ہے پردانہ محبت کا  
 یہاں سے تباہِ جنت روکے کوئی نہ پریش ہے  
 جہاں چاہے چلا جا بن کے دیوانہ محبت کا  
 شعاع اس بارِ شیشے کے، نظر اس پادشیشے کے  
 جھلک دیکھی کہ بہنیا اڑ کے پردانہ محبت کا  
 درودِ اول سخن ہو آرزو پھر شعرِ نعتیہ  
 زباں دھو ڈال اگر کہنا ہے افسانہ محبت کا



# نور الحسن نیر کا کوئی

(مؤلف نور اللغات)

اللہ ری تری شان کی یہ جلوہ گری ہے      جلتی ہوئی یہ سانس سحری ہے  
 ارماں نہیں چھپتا ہر وہ شوخی سی بھری ہے      اک نور ہو سائے میں کیم شیشے میں پری ہے  
 جس دل میں چمک ہی نہ ہو پھر نور کہاں ہے  
 خالی جو تجلی سے ہو وہ طور کہاں ہے  
 پتلی کی ہے صورتِ حجرِ اسودِ کعبہ      پوششِ نظر آئی جو اٹھا آنکھ کا پردا  
 کوئی سے ٹپکنے لگا مستراب کا نقشہ      آنسو گرے زمزم کی صراحی ہوئی پیدا  
 ہر بار بتاتی ہے پلک صاف بھیک کر  
 مصروف ہوئی سچی صفا میں وہ لپک کر  
 جھکتی نہ اگر رحمتِ عالم سوائے پستی      معمور نہ ہوتی کبھی آدم کی یہ بستی  
 افلاک رسالت کی نہ ہوتی کہیں ہستی      ایمان کے تاروں کیلئے خلق ترستی  
 یہ ہر نہ ملتا کبھی یہ ماہ نہ ملتا  
 بالفرض یہ ملتے مگر اللہ نہ ملتا

## رضا علی وحشت چلکتوی

تو جو اے ماہِ عرب عالم کی زمینت ہو گیا  
 نور تیرا کس کے جلوے کی بشارت ہو گیا  
 نور تیرا دافعِ آفتابِ ظلمت ہو گیا  
 ایک عالم کے لئے شمعِ ہدایت ہو گیا  
 غم ترا آیا ہے دل میں عیش کا ساماں لئے  
 دورِ کلفت ہو گئی، اندوہِ رخصت ہو گیا  
 بچھ گئی ہے پیادِ خارِ مغیلاں دشت میں  
 تیر وحشی کے لئے سامانِ رحمت ہو گیا  
 سادہ دل عاشق کہ تھا مشتاق تیری دید کا  
 دیکھ کر آئینہ دل جو حیرت ہو گیا  
 کیوں نہ منظورِ نظر ہو تیرے کوچہ کا غبار  
 عین یہ تو سرمہ چشمِ بصیرت ہو گیا  
 روئے افود کا تصورِ حسبِ خاموشی ہوا  
 اک پری کا جلوہ تھا دیوانہ وحشت ہو گیا

## دل شامِ جہانِ پوری

کیوں کر نہ ہو موسیٰ کو تنائے مدینہ  
 تنویر سے مہمور ہے ہر ذرا بشر  
 مداح رہا آپ کا ہر کافر و موسیٰ  
 انسردہ دلوں پر نظر فیض و عطا  
 تقدیر چمک جائے گی بشر کی فضا  
 روئے کی زیارت سے شریں پائیں زائر  
 سرِ شہید تو حید ہے یہ شہر مقدس  
 فقر ہے چمن میں یہ عناد کی زبان  
 جتنا بھی بڑھوں شوقِ لقاء در سوا ہو  
 اس راہ میں درکار ہے خلاص و عقیدت  
 ہو نوکِ قلم صفحہ کاغذ پہ گل افشاں  
 پایا لقب اے دل یہ نقطہ چپ نبی میں  
 کہتے ہیں فرشتے مجھے شیدائے مدینہ

ہیں مالکِ جنت چمن آرائے مدینہ  
 دیکھو تو کسی رونقِ صحرائے مدینہ  
 مجموعہ اخلاق تھے مولائے مدینہ  
 اے بحرِ کرم اے چمن آرائے مدینہ  
 ہے نورِ فرا شدتِ سودائے مدینہ  
 کھنچے لے جاتی ہے تنائے مدینہ  
 یکتا نظر آئی نہیں دنیا کے مدینہ  
 ہر کھول سے خوش نگہ ہیں اے مدینہ  
 ہے راحتِ دل جوشِ تنائے مدینہ  
 گلشنِ نظر آیا ہمیں صحرائے مدینہ  
 مقصود ہے مدحِ چمن آرائے مدینہ



## نوح نازداری

سامنے جس کی نگاہوں کے مدینہ آیا  
 لطف کے ساتھ اسے مرنا لے جینا آیا  
 تابشِ حسنِ محمدؐ تھی یہ معراج کی رات  
 ہر جگہ ہوئے تارے کو پسینا آیا  
 زندگی وادیِ شرب میں بسر کرنا تھی  
 حضرت خضرؑ کو جی کو بھی نہ جینا آیا  
 اپنی گردش پہ اسی وجہ سے نازاںِ خلک  
 کہ طوافِ درِ اقدس کا قرینا آیا  
 بیٹھے اس شانِ وحش سے وہ سرزینِ براق  
 سبھی حیران کہ خاتم میں نگینا آیا  
 حوضِ کوثر کے قریں مالکِ کوثر کی قسم  
 وہ ہے کافر جو کہے مجھ کو نہ پسینا آیا  
 ناخدا جب ہو محمدؐ نہ ہم کیوں نہ کہیں  
 نوح طوفانِ حوادث میں سفینا آیا

## پنڈت برج موہن کیفی داتا تریہ

ہو شوق نہ کیوں نعتِ رسولؐ دوسرا کا  
 مضمون ہو عیاں دل میں جو لولاکتِ لما کا  
 کھی بعثتِ محمودِ خداوند کو منظور  
 تھا پھل وہ بشارت کا نتیجہ نہ دعا کا  
 پہنچا یا ہے کس اوجِ سعادت پہ جہاں کو  
 پھر رتبہ ہو کم عرش سے کیوں غارِ حرا کا  
 معراج ہو مومن کو نہ کیوں اس کی زیارت  
 ہے خلدِ بریں روضہٴ پر نور کا خاکا  
 دے علمِ دلیقین کو مرے رفعتِ شہِ عالم  
 نام او پنچا ہے جس طرح مرآ اور صفا کا  
 یوں روشنی ایمان کی دے دل میں کہ جس سے  
 بطحا سے ہوا جلوہ فلکِ نورِ خدا کا  
 مے حامی و مدوح مرا شافعِ محشر  
 کیفی مجھے اب خوف ہے کیا روزِ جزا کا

## مولا کا حشر موحانی

پھر یاد جو آئی ہے دینے کی بلانے  
کیا یاد کیا پھر مجھے شاہ دوسرا نے

ایسا ہے تو پھر فکریے کیوں زادِ سفر کی  
کیا غریبے کھل جائیں گے مجھ پر نہ خزانے

میں غلبہ اعدا سے ڈرا ہوں نہ ڈردوں گا  
یہ جو وصلہ بخشا ہے مجھے شیرِ خدا نے

نقاشِ کو جو میں حاضر دربارِ محسن  
چھوڑا ہے اثرِ دل پہ عجب اس کی نضائے

حسرت مجھے اس جانِ جہاں سے ہے تعلق  
سمجھے کہ نہ سمجھے کوئی جانے کہ نہ جلنے



## صغیر گوندوی

دل نہ فارِ مصطفیٰ جاں پائمالِ مصطفیٰ  
 یہ ادیں مصطفیٰ ہے وہ بلالِ مصطفیٰ  
 دونوں عالم تھے مسخِ حشرِ دعا میں غرق و محو  
 میں خدا سے کر رہا تھا جب سوالِ مصطفیٰ  
 سب سمجھتے ہیں اسے شمعِ شبتانِ چرا  
 نور ہے کوئین کا لیکن جمالِ مصطفیٰ  
 عالمِ ناسوت میں اور عالمِ لاہوت میں  
 کوئی ہے ہر طرفِ شہرِ برقی جمالِ مصطفیٰ  
 عظمتِ تنزیہ دیکھی شوکتِ تشبیہ میں  
 ایک حالِ مصطفیٰ ہے ایک قالِ مصطفیٰ  
 دیکھے کیا حالِ کمرِ ڈالے شبِ یلدا سے غم  
 ہاں نظر آئے ذرا صبحِ جمالِ مصطفیٰ  
 ذرہ ذرہ عالمِ ہستی کا روشن ہو گیا  
 اللہ اللہ! شوکت و شانِ جمالِ مصطفیٰ

## بیتیم شاہ دارائی

قبلہ و کعبہ ایمان رسول عربیؐ  
 دو جہاں آپؐ پہ قربان رسول عربیؐ  
 چاند ہو تم تو رسولانِ سلف تارے ہیں  
 سب نبی دل ہیں تو تم جان رسول عربیؐ  
 صدقہ حسنینؑ کا روضے پہ بلا لا مجھ کو  
 ہند میں ہوں میں پریشان رسول عربیؐ  
 کس کی مشکل میں تری ذات نہ آٹھے آئی  
 تیرا کس پر نہیں احسان رسول عربیؐ  
 کوئی بہتے تو بہتے کبھی بہتر تو ہے  
 سب اعلیٰ ہے تری شان رسول عربیؐ  
 تیرا دیدار ہے، دیدارِ الہی مجھ کو  
 تیری آفت مرا ایک خان رسول عربیؐ  
 مجمع حشر میں اس شان سے آئے بیتیم  
 لاکھ میں ہو ترا دامن رسول عربیؐ

## غوثی شاہ حیدر آبادی

محمد رحمۃ للعالمین ہے

محمد بادشاہ مرسلین ہے

محمد خاتم کل انبیاء ہے

محمد نور رب العالمین ہے

محمد جان ہے جانِ دو عالم

محمد باعث دنیا و دین ہے

خدا رحمن ہے دونوں جہاں میں

محمد رحمۃ للعالمین ہے

محمد کی عجب پیاری ہے صورت

کو شیدا جس پہ صورت آفرین ہے

محمد کو بنا کر حق یہ بولا

محمد سا دو عالم میں نہیں ہے

محمد یا محمد یا محمد

یہ دردِ دل و جانِ حزن ہے

محمد پر فدا سو جاں سے غوثی

یہ اسکا جانِ جانِ ایمان دین ہے



## حلیلہ مانتی پوری

الہی عشق دے اسکا مینے کا جو سلطان ہے  
 محمد قبلہ ہر دوہاں ہر کعبہ جاں ہے  
 زبے تقدیر امت کی کہ وہ بیارا بنی پایا  
 حوادث لاکھ ہوں کیا خود شتا قاتل شیدا  
 خیال مصطفیٰ کو لیکے جاتا ہوں میں عشر میں  
 عجب تاثیر سے صل علی نام محمد کی  
 سواری دیکھ کر رشہ کی یہ کہتے تھے فرشتے بھی  
 مرا منہ کیا ہو جو دعویٰ کر دں اس کی محبت کا  
 وہ خاصانِ خدا ملا جن کو رسالت کا  
 زیارت کی تنہا ہو جو تم چاہو تو پوری ہو  
 بھٹک سکتا نہیں کوئی تمہاری پیروی کر کے  
 محمد نام ہر تاج رسل ہر شاہِ خواباں ہے  
 انیس بے کساں ہر چارہ زرد منڈاں ہے  
 مہتموں کا جو دار شے جو طحائے غریباں ہے  
 بتی کا جو فدائی ہے خدا اسکا نگہباں ہے  
 نہ طاعت ہے نہ تقویٰ ہو یہی بخشش کا سماں ہے  
 عذائے روح انسان دوائے دردِ درماں ہے  
 یہی فخرِ دعالم ہر یہی محبوبِ یزداں ہے  
 خدا جس کا ثنا خواں ہر خدائی حق قربان ہے  
 سب اخوانِ محمد ہیں محمد خسرِ اخواں ہے  
 مجھے مشکل سے مشکل ہے تمہیں آسائے آساں ہے  
 کہ جو نقش قدم ہو وہ چراغِ راہ ایساں ہے

بہ حق احمد آلِ محمد بخش دے مجھ کو  
 حلیلِ خسہ یارب مغفرت کا

ابو الحسن ناطق  
گلادوٹھوی

تعالیٰ اللہ! محمد مصطفیٰ تشریف لے آئے  
شیخ المذنبین، خیر الوریٰ تشریف لے آئے  
سر محشر لو آئے حمد جن کے ہاتھ میں ہو گا  
سہ سالار ہمیشہ الانبیاء، تشریف لے آئے  
مٹانے کے لئے تار بجی شرک و ضلالت کو  
وہ جن کا ہے لقب نور الہدیٰ تشریف لے آئے  
وہ جن کی ذات والا وجہ تخلیق دد عالم سے  
وہ جن کی شان لولاک لما تشریف لے آئے  
شہ ذی جاہ سر برتاج جن کے لی مع اللہ کا  
بحمد اللہ ہوئے حبلوہ نما تشریف لے آئے  
دام الفقر نفسی پر مدار زندگی جن کا  
وہ بن کر بے کسوں کا آمر تشریف لے آئے  
ہو اے انبیاء، کور شک جن کی شان است پر  
وہ آئے مرحبا صل علیٰ تشریف لے آئے  
مقرب ذات حق کے راز داں اسرار قدر کے  
مقام قات تو سین آشنا تشریف لے آئے  
مبارک باد لے ناطق انھیں پایا خدا پایا  
خدا کو لے کے محبوب خدا تشریف لے آئے

## سیما ت اکبر آبادی

تجلی گاہِ وحدت بن گیا دنیا کا کاشانہ  
 سلام اے صبح کعبہ اسلام اے شامِ تہخانہ  
 یہ کون آیا سے کعبہ میں باندازِ خلیلانہ  
 کہ صفتِ نعرہ لبیک کے ناقوسِ تہخانہ  
 یہ دور اندازیاں اچھی ہیں برقِ حسنِ جانانہ  
 قرن میں کوئی سودائی حبش میں کوئی دیوانہ  
 دینے والے داتا میری جھولی کیوں نہیں بھرتے  
 تمھارے در پہ آیا ہوں بہ اندازِ فقیرانہ  
 کچھ ایسی جاذبے رخِ حسنِ محبت میں  
 کہ شمعِ طور پر جاتا نہیں اب کوئی پردانہ  
 ادھر آؤ بلالؓ ان انگلیوں کی میں بلائیں لوں  
 کیا ہے عمر بھر جن سے نبیؐ کی زلف میں شانہ  
 عرب والوں کو اے سیما ت سن کر نیند آتی ہے  
 کہانی بن گئی ہے میری بے تالی کا افسانہ



عبدالباری آسی  
الدنی

احمد مرسل ہادی و مہر صل اللہ علیہ وسلم  
محرم راز حضرت داد صل اللہ علیہ وسلم  
دوشن مہیں پر مہر نبوت دست مہیں پر بار الامت  
تاج شفاعت سر کے اوپر صل اللہ علیہ وسلم  
غار حرا میں جانے والے حکم اقراء پانے والے  
لانے والے راہ دہی پر صل اللہ علیہ وسلم  
ہر اک بت سجدے میں گرایے قصر کسری لرز رہا  
ہیبت جھائی ہوئی ہے سب پر صل اللہ علیہ وسلم  
رخ کا پسینہ عطریں بڑھ کر سنبل ریحان زلف معنیر  
روئے زیبا رشک گل تر صل اللہ علیہ وسلم  
سے جو یہ سبے یگانہ بے زرد دولت شاہ زمانہ  
الشر کسیر اللہ کسیر صل اللہ علیہ وسلم  
اک ایمان سے شوق مہ نور حذب کرم سے پانی پھر  
فیض کرم سے ذریعے اختر صل اللہ علیہ وسلم  
سے یکساں مہر و مردت سب یکساں لطف و عنایت  
سے حق میں رحمت واد صل اللہ علیہ وسلم  
فاطح کفر و شرک بدعت حامی شرع دین ملت  
خود ہی مرہم خود ہی نشتر صل اللہ علیہ وسلم  
تجھ سے ثنا کیا اس کی ہوگی ہے و تیری ثنا سے بڑھ کر

## امجد حسد را بادی

فرقت میں جاں برباد ہے آیا ہے اب آنکھوں میں دم  
جا کر سناٹے کون آنکھیں افسانہ بیمار غم  
پیغام پر ملتا نہیں بے چارہ دے کس ہیں ہم

ان نلت یار یبع الصبا یوما الی ارض الحرم  
بلغ سلاعی روضۃ فیہ انبی المحترم

کیا شکل کھینچی واہ دا، قرباں ترے دست قضا  
پڑھتے ہیں جس کو دیکھ کر حورو ملک صسل علی  
کیا رنگ ہے، کیا رو ہے، کیا حسن ہے نام خدا  
من وجہ شمس الضحیٰ من خیرہ ابدا والذی

من ذات نور الہدیٰ من لقا بحر العہم

کیا پوچھتے ہو ہمدرد! مجھ سے محبت کا مزا  
دل چاک ہے ٹکڑے جگر، تن زخمی تیغ جفا  
سنا دل میں زخم رہ رہ کے آتی ہے صدا

اکباد نامجو روح من سیف ہجر المصطفیٰ

ملوئی لاہل بلدۃ فیہ النبی المحترم

پیرا ہن دل چاک ہے، ٹکڑے ہے حیب دآستیں  
جیتے سے جی بیزا ہے، ہونٹوں پہ ہے جان خوں  
اچھے سیجا ہے رخی بیمار سے اچھی نہیں

یا رحمۃ اللعالمین ادرک الذین العابدین

مخبوس اید الظالمین فی ملوک المزرع

## اقبالِ احمد سہیل

احمد مرسل، فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
 جسم مزکی، روح مصور، قلب معلیٰ، نور مقطر  
 طہنت جس کی سے مطہر، عبت جس کی سے مرغ  
 فرد جہا آمد اظہار، کتب و قناعت عفو و شجاعت  
 ربط و تضاد، طوع و تمکرم، فقر و تنعم، عدل و ترجیم  
 دلق میں جس سلطان کی جنگ میں جس جہان بان  
 وہ مصداق دنی فتدلی جس کی منزل عرش معلیٰ  
 جتنے فضائل جتنے محاسن مکن میں ہو سکتے تھے مکن  
 علم لدنی شان کبریٰ خلق خلیلی نطق کلیمی  
 بندہ اور خدا سے وصل غاک کی اور انوار کا حال

صدر ائم سلطان مدینہ، وہ جس کے کف پا کا پینہ  
 گل کدہ فردوس کی شبنم، صل اللہ علیہ وسلم



## جگر مراد آبادی

اک زندہ ہے اور مدحتِ سلطانِ مدینہ  
 ہاں کوئی نظرِ رحمتِ سلطانِ مدینہ  
 تو صبحِ ازل آئینہٴ حسنِ ازل بھی  
 اے صلی علی صورتِ سلطانِ مدینہ  
 اے خاکِ مدینہ تری گلیوں کے تصدق  
 تو خلد ہے تو جنتِ سلطانِ مدینہ  
 ظاہر میں غریب الغریبا پھر بھی یہ عالم  
 شاہوں سے سوا سطوتِ سلطانِ مدینہ  
 اس طرح کہ ہر سانس ہو مصروفِ عبادت  
 دیکھوں میں درِ دولتِ سلطانِ مدینہ  
 کونین کا غم، یادِ خدا، درِ شفاعت  
 دولت ہے ہی دولتِ سلطانِ مدینہ  
 اس اُمتِ عاصی سے نہ منہ پھیر خدایا !  
 نازکے بہت غمیتِ سلطانِ مدینہ  
 اے جان بہ لبِ آئدہ ہشیار، خبردار !  
 وہ سامنے ہیں حضرتِ سلطانِ مدینہ  
 کچھ اور نہیں کامِ خستہؔ مجھ کو گھسی سے  
 کافی ہے بس اک نسبتِ سلطانِ مدینہ

مولانا مناظر حسن گیلانی

صَلِّ اللّٰهُ عَلَيْكَ نَبِیْنَا

بیائے محمدؐ جگ سا جن تم پر واردوں تن من دھن  
تم ری صورتیا من موہن کبھو کرا تیو تو درشن

جسا کنھڑے دلواتے  
کریا کر کے بدراکھیا برے

صَلِّ اللّٰهُ عَلَيْكَ نَبِیْنَا

تم ری دوریا کیسے چھوڑں تم سے توڑوں کس سے جوڑوں  
تم ری گلی کی دھول بھوڑں تم سے نگر میں دم بھی توڑوں

جی کا اب ارمان ہی ہے

آنکھوں پر اب حیاں ہی ہے

صَلِّ اللّٰهُ عَلَيْكَ نَبِیْنَا

## سید سلیمان ندوی

نام محمد صلی علیہ  
حدہ مودود صلی علیہ

نور محمد صلی علیہ  
قد ممدود صلی علیہ

رحمت عالم صلی علیہ  
مرسل اکرم صلی علیہ

نور آدم صلی علیہ  
اسمک اکرم صلی علیہ

چہرہ انور شمس ضحیٰ  
قلب مطہر عین ہدیٰ

زلف معنر لیل بکمی  
ذکر محمد صلی علیہ

شاہ عالم شاہ امم  
صاحب لطف وجود دکر کم

ہادی اعظم شمع حرم  
حق سے مودید صلی علیہ



## منشی درگاہائے سحر پر آج

دل بیتاب کو سینے سے لگائے آجا کہ سنبھلتا نہیں کم نخت سنبھلے آجا  
پاؤں میں طولِ شب غم نے نکلے آجا خواب میں زلف کو کھڑے لگائے آجا  
بے نقاب آج تو اے گیسوں والے آجا

نہیں خورشید کو ملتا ترے سائے کا پتا کہ بنا نورِ نزل سے ہے سراپا تیرا  
اللہ ترے چاند سے کھڑے کی ضیا کون سے ماہِ عرب کون ہے محبوبِ خدا  
اے دو عالم کے حسینوں سے زلے آجا

دل ہی دل میں میرے ارمان کھل جاتے ہیں خاک پر گھر کے درِ اشک لے جاتے ہیں  
تیری رسوائی پہ کم نخت تلے جاتے ہیں ہوں یہ کارے عیب کھل جاتے ہیں  
کملی والے تجھے کملی میں چھپ لے آجا

ہائے دامانِ زندگی وعتِ دامانِ صراط المددِ المددِ دلِ خضرِ بیابانِ صراط  
ہر قدم پر نگہِ یاس کو یارِ انِ صراط دیکھتے ہیں تجھے پھر پھر کے ضعیفانِ صراط  
ڈگمگاتے ہیں قدم کون سنبھلے آجا

کان میں کچھ تو ادھر عندِ نزاکت کے کہا مرحبا بڑھ کے ادھر شاہِ درد سے کہا  
آبلایں تری لوں بخششِ محبت کے کہا ہو نجا محبوب تو مشاطہ قدرت کے کہا  
خلوتِ راز میں اے ناز کے پائے آجا

خوراجِ حبس سارا بدن حضور کا جب نور ہو گیا  
 عزیزِ اکسن مجذوب پھر دور کیا تھا سایہ اگر دور ہو گیا  
 آیا جو سامنے وہی مسحور ہو گیا  
 زنا رکفر توڑ کے ذوالنور ہو گیا  
 سوئے مدینہ جانے کا مقدور ہو گیا  
 سامانِ راحت دل رنجور ہو گیا  
 ماہِ عسل کے ہر پہاں تارے تھے حضور  
 عالمِ تمام نور سے معمور ہو گیا  
 مشقِ تصورِ رخ پر نور جب بڑھی  
 میں سر سے لے کے تابہ قدم نور ہو گیا  
 کیا حد سے فیض شافعِ محشر نور دیکھے  
 مجھ سا گناہ گار بھی مغفور ہو گیا  
 کیفیتِ نگاہِ ساتی کوثر نہ پوچھے  
 آیا جو سامنے وہی مخمور ہو گیا  
 ہر قول و فعلِ حضرتِ محبوبِ کبریا  
 تاحشر خلق کے لئے دستور ہو گیا  
 اب بعدِ لغت ہرزہ سرائی کا منہ نہیں  
 مجذوبِ شعر کہنے سے معذور ہو گیا

# دَوْرِ خَاصِر

آدب شناس جو ہیں جادہ محبت کے  
زبان کاٹ دیں لب پر جو حوت تو آئے

جنگ بہادر خان تائبش



(مولانا) ابوالوفاء عارف شاہ بھانپوری

ہر غنچہ ہے ہر گل ہے ثنا خوانِ محمد

بلبل بھی چمن میں ہے غزل خوانِ محمد

دائیں ضیاءِ رخ تابانِ محمد

واللہ لیل ہے کیا زلف پریشانِ محمد

رفت ہے رفعتا لک ذکر کسے ہویدا

دالجم میں ہے تذکرۂ شانِ محمد

وہ شانِ نبوت ہو کہ ہو شانِ ولایت

دونوں ہیں تہِ سایہ فیضانِ محمد

مستی نہیں موقوف ہے صہبائے سب پر

بے جام و سبوت ہیںستانِ محمد

جبریل کا سر نقش قدم تک بھی نہ پہنچا

رفت میں ہے کس درجہ یہ ایوانِ محمد

مستورے خورشید رسالت تہ گنبد

پھر بھی تو درخشاں ہے شہستانِ محمد

اصحابِ نبی آلِ پیغمبر کا نہ پوچھو

وہ گل ہیں تو یہ لالہ بستانِ پیغمبر

عارف سے کہیں حشر میں جبریل مبارک

وہ تیری جگہ ہے تہِ دامانِ محمد

## آثر لکھنوی

بنا ہے صفحہ قرطاس رشک باغ نعیم  
 سر و شش کا ہے ترانہ صریح کلماتِ دو نیم  
 زبے نصیب کہ ہم اس بنی کی امت ہیں  
 خدا نے جس کو پکارا ہے کہہ کے ”خلق عظیم“  
 کبھی وجود میں آتا نہ عالم امکان  
 صدق میں علم الہی کے تھا یہ درِ یتیم  
 عجیب نکتہ ہے مضمونِ لقب میں امی کے  
 جو آپ علم ہے کیا اس کو حاجتِ تعلیم  
 نگاہ معجزہ سا ماں کی ایک گردش میں  
 عرب کے بگڑے تمدن کی ہو گئی تنظیم  
 محمد اور علیؑ، فاطمہؑ، حسینؑ و حسنؑ  
 یہی وہ نام ہیں آدم کو ہوئے تسلیم  
 یہی بہشت ہے اسکے سوا بہشت غلط  
 بسی ہو جانِ دین و روح میں تری ہی شمیم

## افقر مومانی

فطرت سر کا یہ پیغام عبالائی ہوئی ہے  
 گلشن میں نئے سرے بہا آئی ہوئی ہے  
 معبود کو بندوں کی ادا بھائی ہوئی ہے  
 کس جوش سے رحمت کی گھٹا چھائی ہوئی ہے  
 اٹھنے کو نبوت کا جو ہے آخری پردہ  
 دنیا کی نظر دید کو لچائی ہوئی ہے  
 معمور دو عالم ہوئے اتوارِ بنی سے  
 اک برق تجلی ہے کہ لہرائی ہوئی ہے  
 پھیلے ہوئے ہر سمت ہیں ایمان کے جلو  
 تصویرِ ربیت و ربیت کدہ کھلائی ہوئی ہے  
 پڑھتے ہیں درود اور سلام آج ملائکت  
 کوئین یہ مستی کی فضا چھائی ہوئی ہے  
 افقر ہے تعظیم اٹھو تم بھی نصہ شوق  
 میلادِ تمحیض کی خبر آئی ہوئی ہے



## استدلتانی

گماں پہ فتح اگر قوت یقین سے ملی  
عسیر کی خاک کی مہمنوں کیوں ہو دنیا  
ہدایت ایسی جو قائم ہے قیامت تک  
ہوئی رسول سے ملت کو زندگی حاصل  
محمدؐ عربی سے ہے اکبر دے جہاں  
نمونہ سکے لیے ہے نبیؐ کی سیرت میں  
ذرا بھی حشر و جزا و سزا میں شبہ نہیں  
زمین پہ جہاکے جو عرش بریں پہنچی تھی  
خدا کے واسطے جینا بھی اور مرنا بھی  
اسی طرح سے رہا ہے یہ سلسلہ جاری  
بھلا کسے تھی تمیز حقوق انسانی  
عطا ہوا جو نظام اب کبھی نہ بدلے گا

یقین کی دولت بیدار ہم کو دیں سے ملی  
کہ دیں کی نعمت اسی پاک سرزمین سے ملی  
خدا سے پاک کے پیغام آخریں سے ملی  
اگرچہ فرد کو جاں جان آفرین سے ملی  
کہ اس مکان کو عزت اسی ممکن سے ملی  
کہ جو نظیر بھی ڈھونڈھی گئی ہیں سے ملی  
کہ یہ خبر ہمیں اک صادق دامن سے ملی  
ہمیں بلندی مقصد اسی حبیب سے ملی  
یہ تربیت عجب انداز دل نشیں سے ملی  
کہ ہم نشیں کو یہ تعلیم ہم نشین سے ملی  
یہ مصطفیٰؐ ہی کے اعلانِ آخریں سے ملی  
تسلی اس کی ہمیں ختمِ مرسلین سے ملی

استد فیوض در مصطفیٰ کا کیا کہنا

بشر کو جو بھی سعادت ملی ہیں سے ملی

مسند نشین عالم امکان تمھیں تو ہو  
 اس انجمن کی شمع فروزاں تمھیں تو ہو  
 دنیا بے ہست و بود کی زینت تمھیں سے ہے  
 اس باغ کی بہار کے ساماں تمھیں تو ہو  
 روشن ہے جس کی صوفے شہستان زندگی  
 وہ ماہ نیم ماہ درخشاں تمھیں تو ہو  
 دنیا کی آرزوئیں فنا آشنا ہیں سب  
 جو روح زندگی ہے وہ ارماں تمھیں تو ہو  
 تم کیا ملے کہ دولت، ایماں ملی ہمیں  
 ایمان کی تویہ ہے کہ ایماں تمھیں تو ہو  
 صبح ازل سے شام ابد تک جس کا نور  
 وہ جلوہ زارِ حسن درخشاں تمھیں تو ہو  
 دار اسے چرخ و دور زمیں جس کے ہیں غلام  
 وہ ناز و سہرو نازشِ دوراں تمھیں تو ہو  
 دنیا و آخرت کا بہاراں تمھاری ذات  
 دونوں جہاں کے والی و سلطان تمھیں تو ہو  
 شاد والی صنوبر و نسریں تمھیں سے ہے  
 بوئے گل و بہارِ گلستاں تمھیں تو ہو  
 اختر کو بے نواہی دنیا کی شکر کیا  
 ساماں طرازِ بے سرو ساماں تمھیں تو ہو

## آثر زبیری

نبوت کی گھٹا جس دم سرِ قاراں پہ لہرائی  
 مساوات و اخوت نے پیامِ زندگی بخشا  
 محمد مصطفیٰؐ لائے سبقِ حلم و مروت کا  
 وہ ساتی جس کی رحمت نے عطا کی بزمِ عالم کو  
 وہی امی کہ بخشی جس کی ایجادِ شناسی نے  
 وہی دُرِ قیمتی جس کی یکتائی پہ شاہد ہے  
 وہ سردارِ عِزّتؐ وہ فخرِ موجوداتِ پیغمبرؐ  
 وہ آقا جس نے آتے ہی زمانے سے مٹا ڈالا  
 وہی مولنسِ ہی اور دم سازِ ہر سب کے نواؤں کا  
 وہی اک محسنِ عظمیٰؐ بے شک فوہِ انساں کا  
 اور اٹھ کر کوہِ قاراں سے حدِ ارض چھپائی  
 نشاطِ حق کی بدلی قصرِ انسانی پہ لہرائی  
 امانتِ حق نے اپنی اک امیں کے ہاتھ پہنچائی  
 صراحیِ حوضِ کوثر کی صفا کی بادہِ پیمائی  
 نصیحاںِ جہاں کو سندِ حکمت کی دلائی  
 خدا کی رحمتِ بے حد کی دھند اور یکتائی  
 ملائک کر چکے ہیں جس کے درپہِ ناصیہ سائی  
 طریقِ خود پرستی، سخت گیری جہلِ رانی  
 خدا کی رحمتوں کی فوج جس کے ساتھ ساتھ آئی  
 جہاں والوں نے جس سے دولتِ صدقِ صفا پائی  
 وہی اخترِ راجہ جو عرشِ کرسی کی ضیا بن کر  
 عرب میں گیا اک دن محمد مصطفیٰؐ بن کر



## احسان و انش

کعبہ جاں قبہ قلب و نظر پیدا ہوئے  
 خواجہ کونین، شاہ بحر و بر پیدا ہوئے  
 ہر قدم اک مشرق نور و ضیا کا سامنا  
 ہر نفس امرکان معراج نظر پیدا ہوئے  
 جس زمیں کو پائے بوسی کا شرف حاصل ہوا  
 اس زمیں میں نعلِ یاقوت و گہر پیدا ہوئے  
 عادتِ ارض و سما میرِ بساطِ کائنات  
 خیر سے خیر الامم خیر البشر پیدا ہوئے  
 جس نے دیکھا پھر نہ دیکھا اور کچھ ان کے سوا  
 اک نظر میں سیکڑوں حسنِ نظر پیدا ہوئے  
 اب نہ اتریں گے صفحے اب نہ آئیں گے رسول  
 لے کے قسراں آخری پیغامِ بر پیدا ہوئے  
 حسن کو جس رنگ میں دیکھا تڑپ کر رہ گئے  
 اور یہ حالات دانشِ عمر بھر پیدا ہوئے

## ابتر احسنی گنڈوری

نبی جتنے قریب عرشِ عظیم ہوتے جاتے ہیں  
 ذریعے بخششِ امرت کے محکم ہوتے جاتے ہیں  
 مسرت بڑھتی جاتی ہوا لم کم ہوتے جاتے ہیں  
 قریبِ خلدِ طیبہ غالباً ہم ہوتے جاتے ہیں  
 یہ کس نے ساز چھیڑا دہر میں وحدت پرستی کا  
 ترانے شرک کی تالوں کے مدھم ہوتے جاتے ہیں  
 جو ٹھکرائے ہوئے تھے دہکے وہ اتیری محفل میں  
 محکوم بنتے جاتے ہیں منظم ہوتے جاتے ہیں  
 عروج اہل ایمان دیکھتے نا اہل کس دل سے  
 حسد کی آگ سے سینے جہنم ہوتے جاتے ہیں  
 اندھیرا ہے کہ چھٹتا جا رہا ہے خود شبِ اسریٰ  
 دو عالم ہیں کہ انوارِ مجسم ہوتے جاتے ہیں

حرامیں ابترِ فاقہ سے درم ہے یاے اقدس پر  
 مگر آفت کے سجدے ہیں کہ یہیم ہوتے جاتے ہیں

## آخر صہبائی

جس میں ترا عکس تر گیا ہے      آئینہ وہی سنور گیا ہے  
 جو نام پہ تیکر مر گیا ہے      دنیا میں وہی نام کر گیا ہے  
 بیگانہ رہا جو تیکر در سے      کم نخت وہ در بدر گیا ہے  
 جس کو بھی ملا ترا سفینہ      خوش نخت وہ پارا تر گیا ہے  
 آئینہ مصطفیٰؐ میں آکر      کیا جلوۂ حق نکھر گیا ہے  
 باطل کو مٹاکے حق کا پرچم      تا عرش بلند کر گیا ہے  
 حق تجھ پہ منشا را در حق پر      سب کچھ تو منشا کر گیا ہے  
 وہ نور کہ تھا حرا کی زینت      کوئین پہ اب بکھر گیا ہے  
 فردوس بکھن ہوئیں وہ راہیں      جن را ہوں سے تو گزر گیا ہے  
 کیا اب بہت تھا نورِ یزداں      اس نور کو عام کر گیا ہے  
 چڑھتا ہوا اہرمن کا دریا      آتے ہی ترے اتر گیا ہے  
 جبریلؑ کی سدرہ تک سائی      تو دور سے دور تر گیا ہے  
 مست مئے حق رہ فنا سے      بے خون و خطر گزر گیا ہے

صہبائی بے نوا کے دل میں  
 تو اپنا ہی نور بکھر گیا ہے



## الورصا بری

روزِ مصطفیٰ کو دیکھیں گے  
 قنبر پر ضیا کو دیکھیں گے  
 صبح کی شبہی نضیادوں میں  
 رقص موج صبا کو دیکھیں گے  
 طائرانِ سحر کے ہونٹوں پر  
 وردِ وصل علیٰ کو دیکھیں گے  
 بابِ رحمت کے گرد آخر شب  
 وجد کرتے دعا کو دیکھیں گے  
 آبِ زمزم سے بادِ ضو ہو کر  
 حجرہ عائشہؓ کو دیکھیں گے  
 سرورِ انبیاء کے پہلو میں  
 وارثِ انبیا کو دیکھیں گے  
 جاوداں زندگی کی حسرت میں  
 دامنِ کربلا کو دیکھیں گے  
 عمر بھر کی دنیا کا پا کے صیلا  
 عشق کی انتہا کو دیکھیں گے  
 اعترافِ خطا کے بعد آلودہ ان کی شانِ عطا کو دیکھیں گے

## اسلم لکھنوی

ریخ پر نور پر احمد کی یوں زلف معنی ہے  
زمین پر مصطفیٰ ہیں اور خدا عرش برین ہے  
سند آئی ہے دل کو بادیہ گردی مینے کی  
غم احمد میں ہر آنسو ہے میرا قدر کے قابل  
شب معراج کی بس مختصر روداد ہے اتنی  
کوئی بخشش میں دیکھے مرتبہ شاہِ دو عالم کا  
خدا اس کا بہشت اس کی زمین آسمان اس کے  
کوئی ترسے مدینے کو کوئی پہنچے مینے میں  
جو ان پر مٹ گیا سمجھو کہ عقیقی بن گئی اسکی

گھٹا رحمت کی جیسے سایہ افکن چاندنی پر ہے  
یہاں کچھ اور نظر ہو وہاں کچھ اور نظر ہے  
ہیار کا کانشا کانشا باغِ جنت کا گل ہے  
اگر ٹوٹے تو موتی ہے اگر چمکے تو اختر ہے  
ابھی تھا عرش پر شہ کچھ ابھی رہا زمین ہے  
کہ رحمت عام ہے تاج شفا زینت سر ہے  
سب ان کے محمد کی نگاہِ رحم جس پر ہے  
کسی کا کچھ مقدسے کسی کا کچھ مقدسے  
جو ان پر مر گیا دنیا میں زندوں سے بہتر ہے

چلو اسلم مدینے تم بھی محتاجِ کرم بن کر  
کہ اس مد کی گدائی بادشاہی بھی بڑھ کر ہے

## امین سلوڑی

وہ جنتِ نگاہ وہ منظرِ قریب ہے  
 اے دلِ ریاضِ روضہ اظہر قریب ہے  
 اے شوقِ بے قرار مقامِ ادب ہے یہ  
 آرامِ گاہِ شافعِ محشر قریب ہے  
 وہ عطرِ بنرِ نکمتِ طیبہ خُدا گواہ  
 جیسے کسی کی زلفِ معنیر قریب ہے  
 اب تشنہ کامیوں کا بھی شکوہ نہیں مجھے  
 بابِ حسرتِ ساقی کوثر قریب ہے  
 مٹائے بُعدِ قربِ مدینہ کا فرق بھی  
 وہ دقت بھی بس اے دلِ مضطر قریب ہے  
 اتھتی نہیں نگاہِ فرشتوں کی بھی جہاں  
 وہ جلوہ زارِ حسن وہ منظرِ قریب ہے  
 اب سر کے بل چلیں گے دیارِ حبیب میں  
 آنکھوں سے دورِ دل سے تو وہ درِ قریب ہے  
 عے جس سے پی بلالؓ نے اور بایزیدؓ نے  
 اب مسکے دستِ بس سدا منظرِ قریب ہے  
 وہ آگیا دیارِ حبیبِ خُدا امین  
 اب وہ حیاتِ عرشِ مقدّر قریب ہے

## ادیب سہارنپوری

مطلع قاراں سے چمکا وہ عجب تر آفتاب  
دیر تک دیکھا کیا ہو جس کو چھپ کر آفتاب

اُن کے آگے اور ٹھہریں کفر کی تار یکیاں  
وہ جو ذروں کو بنادیں مسکرا کر آفتاب

چاند پھیلاتا ہے یہ ننناک موجیں فہ کی  
یا پلٹ آیا ہے ہو کر غرق کوثر آفتاب

داغِ عشقِ مصطفیٰ بس کیوں دکھاتا ہے ادیب  
سنہ چھپالے گا ابھی شرمندہ ہو کر آفتاب



## آلم مظفرنگری

وہی توحید یزداں کی حقیقت بگیاں سمجھے  
 رہ شرب میخاک ہونے کو ہم کراہاں سمجھے  
 ہر اکٹے کا صحرانہ سینکے ہو کیا رتبہ  
 مال شوق کا ہجر بنی میں منتظر کیوں ہو  
 چلی آتی ہے اک جلوں کی رچشم تنہا تک  
 کہاں عرشِ معلیٰ اور کہاں نام الوہیت  
 بہ وجہ بخودی خالی رہا جو لذتِ غم سے  
 یہ ہر رہ گیر منزل کیلئے ہوا ذنِ عام اُن کا  
 بڑی ناز کے منزل ربط توحید و لست کی  
 ہر قدم کے جلوے بھی حیرانِ تماشا تھے  
 کھلا ہم پر درجست انھیں کے فیضِ بہیم سے  
 نفسِ گم کردہ می آید جہنم و بایزید ایجا  
 آلم کیا رتبہ بزمِ رسولِ دو جہاں سمجھے

ہر منزلِ محمد کو جو میر کا رواں سمجھے  
 نشاطِ دو جہاں سمجھے حیاتِ جاواں سمجھے  
 یاسِ نفث نہ بہتک ماہِ دہر آسماں سمجھے  
 نغاں کرنے ہی کو جو کوئی تاشیرِ نغاں سمجھے  
 وہ شاید آج مشائے نگاہِ ناواں سمجھے  
 وہ پہنچے تھے شریا سہری کہاں ہم کہاں سمجھے  
 دو اک لمحہ بھی اپنی زندگی پر ہم گراں سمجھے  
 کہیں بھی ہو وہ اپنے کو شریکِ کارواں سمجھے  
 کہاں تے حدِ فاصلان میں کوئی ازاں سمجھے  
 کوئی کس طرح مازِ غلہ بصر کی اتاں سمجھے  
 انھیں سے مقصدِ ستی کا ہم اذہاں سمجھے

## آرزو سہارنپوری

ازل ہی سے محمدؐ کی شنا خواجے زباں میری  
 ترے محبوب کی مدح و ثنا مقصود ہی مجھ کو  
 غلام حضرت خیر الوری ہوں کیا نہیں میرا  
 کوئی آساں نہیں عشق محمدؐ میں قدم رکھنا  
 مرے ہر حسرت سے شکے گی بو عشق محمدؐ کی  
 کچھ ایسا گھر گیا ہوں نشہ توحید مطلق میں  
 مرے اجزائے ہستی زینتِ بزمِ تجلی ہیں  
 مدینے کی ہر اک شے کو نظر سے سجدے کرتا ہوں  
 بیاض صبح مہتی پہ لکھی ہے داستان میری  
 دھلا دے آب کوثر سے کوئی یار زباں میری  
 نفعائے لامکاں میری ساطِ کنکاں میری  
 ہزاروں بادیر جسم سے نکلی ہو جہاں میری  
 فرشتے حشر میں دہرائیں گے جب داستان میری  
 مجھے خود بھی نہیں معلوم نظر میں کہاں میری  
 میں ایسا ہوں کہ مٹی بھی نہیں لگاں میری  
 مجھے محسوس ہوتا ہے کہ منزل ہی یہاں میری

مرے اشعار میں لے آرزو رنگِ فصاحت ہے

بہت کچھ حضرت حشاں سے ملتی ہو زباں میری

## احمد رحمانی میلی مہیتی

فکرِ ملک پہونچے وہ رفعتِ بشر ہے  
 جھرمٹ میں تابشوں کی یہ کون جلوہ گر ہے  
 قدسی بھی سر پہ خم ہیں ان کا سنگِ پر ہے  
 یہ ہمکشاں بھی ان کی ادنیٰ سی رہ گزر ہے  
 مجبورِ حاضر کی رودادِ مخفی ہے  
 وہ نیرِ رسالت چمکا لحدِ تجلی ہے  
 گھر بیٹھے جالیوں کے نظارے کر رہا ہوں  
 دونوں جہاں کی رفعتِ حاصل ہر آج تک کو

تو مینِ رب کے جس کا لاہوت مستقر ہے  
 بیتابِ جلوہ ذوقِ بیتابیِ منتظر ہے  
 ہیں جنبشِ پنچا در جس پر وہ ان کا گھر ہے  
 ان کا قدم تو فرقِ عرشِ مجید پر ہے  
 زار و شکستہ دل ہے محرومِ بال و پر ہے  
 یہ صبح کا مقدر یہ قسمتِ سحر ہے  
 یہ ہے مرا تصور یہ وسعتِ نظر ہے  
 تیرا دماغ صبحِ میلادِ عرش پر ہے

ہیں اہلِ حشر احمد رب آپ کی نظر میں  
 لیکن ہر اہلِ محشر کی آپ پر نظر ہے

## انجسم مایع آبادی

پھر سوزِ عشق سلسلہ حنیان کے اور ہم  
 پیشِ نگاہِ روضۂ رضواں ہے اور ہم  
 یوں ہو رہی ہیں طے رہ طیبہ کی منزلیں  
 اے دل سنبھل کہ جلوہ گزِ قطیفی ہے یہ  
 اکِ حمتِ تمام کی اللہ رسیِ سعیتیں  
 ماہِ تمامِ خیرِ دو عالم حبیبِ حق  
 اکِ سمتِ جوشِ دولتِ ایمان کے اور وہ  
 نا آشنائے سجدہ ہے سنگِ درِ حبیب  
 انجمنِ وہ ہم ہیں بے سوسا مانِ زندگی  
 عشقِ رسولؐ خود سوسا مان ہے اور ہم

بیتا بیوں میں درد کا دریاں کے اور ہم  
 دل میں خیالِ شاہِ رسولان کے اور ہم  
 ہر اک قدم پہ رحمتِ یزدان کے اور ہم  
 اے چشم اب نظارہ جانان کے اور ہم  
 ہر سر قدم پہ بارشِ احسان کے اور ہم  
 اس خاتمِ رسولؐ کا دامن ہے اور ہم  
 اور ایک سمتِ تنگیِ دامن ہے اور ہم  
 پاسِ ادبِ حبیب کا نگہبان کے اور ہم



## آرزو ہے پوری

حسنِ ازل کا منظرِ کامل تمہیں تو ہو  
 ہے احترامِ جن کا مقدمِ خدا کے بعد  
 دل بستگانِ غم کا سہارا کہیں جنہیں  
 جس کشتی امید کا ساحل نہ ہو کوئی  
 منزل کو جن کے نقشِ کف پا پہ ناز  
 دنیا میں اور کس کو میر ہو یہ مقام  
 تم نے کیا ہے رسمِ غلامی کو پائمال  
 ہنگامِ حشر و فتر عصیاں کے باوجود  
 تخلیق کائنات کا حاصل تمہیں تو ہو  
 اس درجہ احترام کے قابل تمہیں تو ہو  
 وہ باعثِ سکونِ غم دل تمہیں تو ہو  
 اس کشتی امید کا ساحل تمہیں تو ہو  
 وہ رہ نما ہے جادۂ منزل تمہیں تو ہو  
 رمزِ آشنائے خلوت و محفل تمہیں تو ہو  
 وجہِ شکستِ بند و سلاسل تمہیں تو ہو  
 آسان کر دے سب کی مشکل تمہیں تو ہو  
 ہے آرزو کے دل کا سکون جن پہ منحصر  
 بخشش کا وہ ذریعہ کامل تمہیں تو ہو

## اقبال صفی پوری

ادھر ڈھونڈتی ہے ادھر ڈھونڈتی ہے  
 ہر امید چشم تنہا میں ڈھسل کر  
 ہے وہ خواب گاہِ شہ ہر دو عالم  
 نکلا ہوں میں کس کا یہ روضہ ہے پہناں  
 دریاک کی خوشنما جالیوں سے  
 ہے یہ عالم بے خودی اللہ اللہ  
 ہیں از فرش تا عرش جلوے ہی جلوے  
 صداقت کو صدیق کی ہے تمنا  
 حیا ہے ادھر روئے عثمان پہ صدقے  
 یہ جی چاہتا ہے ہیں اڑ کے پہونچوں  
 مدینے کو میری نظر ڈھونڈتی ہے  
 وہ گلیاں وہ دیوار ڈھونڈتی ہے  
 وہاں خود کہاں سے اتر ڈھونڈتی ہے  
 مجھے بے خودی عرش پر ڈھونڈتی ہے  
 پیامِ شیرِ بحسرو بر ڈھونڈتی ہے  
 ہمیں خود ہماری نظر ڈھونڈتی ہے  
 تجلی محسن کا گھر ڈھونڈتی ہے  
 عدالت مزاج عمر ڈھونڈتی ہے  
 علیٰ کو شجاعت ادھر ڈھونڈتی ہے  
 مری آرزو بال و پر ڈھونڈتی ہے

بلالیں گے اقبال اک دن وہ در پر  
 جنہیں مدوں سے نظر ڈھونڈتی ہے

## حکیم اعجاز احمد خاں جذبی بیلوی

مرے آقا رسول محترم خیر الورا تم ہو  
 خدا کے بعد آقا مبداء ہر ابتداء تم ہو  
 کہیں تصویر محبوبی کہیں تصویر لائق ہو  
 مر لیکن لا دوا کے واسطے آقا شفا تم ہو  
 شہنشاہ و دو عالم تاجدار انبیاء تم ہو  
 شعور عقل کی پر دان سے مالوراء تم ہو  
 محمد مصطفیٰ شمس الضحیٰ نور الہدیٰ تم ہو  
 معزز برگزیدہ بندہ رب العسلاء تم ہو  
 یہ صفت اس ہمہ تم پر یہ صفت آں ہمہ تم ہو  
 تمہیں تم ہو فقط دنیا و مافیہا کا اکھنڈ  
 خدا کے واسطے بے واسطوں سے اسطا کھنا  
 اگر تم ہی نہ ہو تو کیسے سلجھے کوئی الجھاد  
 جسے قوسین کی قربت ملی گوئیں کے آقا  
 تمہیں بسین و طوع ہو منزل ہو مد سر ہو  
 مرا مقصد مرا نشانہ مرا جادہ مری منزل  
 سحاب بخود و نور العین جذبی باللقا آفتا  
 مسیح دو جہاں ہو اور قد اچیتہنا تم ہو

خدائی بھر کے داتا شافع روز جزا تم ہو  
 نقش نام حوت تختہ ہر انتہا تم ہو  
 کہیں تفسیر اللہ کہیں قائلو بلا تم ہو  
 کہ لاچاروں کا چارہ درد مند کی دوا تم ہو  
 تمہارا مرتبہ اللہ اکبر جانے کیا تم ہو  
 کہ ادرکات ہیں محدود اور حد سوا تم ہو  
 خدا کے بعد جو کچھ ہو بلا چون چرا تم ہو  
 یہ تفریق مدارج مطلقاً بعد خدا تم ہو  
 کہ مصداقات ما زاغ البصر ثنائیا تم ہو  
 کہ سب صیغے پر شوق تم سے اصل صیغہ ملا تم ہو  
 کہ ہم بے واسطوں کے واسطے اک اسطا تم ہو  
 کہ ہر عقدہ کشائی کے لیے پہلا مسر تم ہو  
 وہ عالی جاہ و عالی تد و عالی مرتبہ تم ہو  
 بہت معصوم سادہ پاک محبوب خدا تم ہو  
 کرم گستر مدد دہی مرے دکھ درد کا تم ہو

# اوسم گیا دی

مہر کابل ہادی عظم صل اللہ علیہ وسلم  
احمد مرسل شہ اکرم صل اللہ علیہ وسلم  
نہر جہاں سلطان دوعالم صل اللہ علیہ وسلم  
شارع امت ناکشہ آرم صل اللہ علیہ وسلم

رحمت عالم نور مجسم صل اللہ علیہ وسلم  
عرش بریں کے نیز عظم صل اللہ علیہ وسلم

مہر درخشاں دئے منور صل اللہ علیہ وسلم  
درد کے درماں شافع محشر صل اللہ علیہ وسلم  
غیر سبیل زلف معنبر صل اللہ علیہ وسلم  
مالک جنت ساقی گوثر صل اللہ علیہ وسلم

رحمت عالم نور مجسم صل اللہ علیہ وسلم  
عرش بریں کے نیز عظم صل اللہ علیہ وسلم

کاشف راز و سر حقیقت صل اللہ علیہ وسلم  
درج شرافت امج رسالت صل اللہ علیہ وسلم  
بحر سخاوت کان حلاوت صل اللہ علیہ وسلم  
افضل و برتر شان نبوت صل اللہ علیہ وسلم

رحمت عالم نور مجسم صل اللہ علیہ وسلم  
عرش بریں کے نیز عظم صل اللہ علیہ وسلم

ظلمت کفر مٹانے والے آپ ہیں سلطان عالم  
بھڑے کام بنانے والے آپ ہیں سلطان عالم  
سیدھی راہ دکھانے والے آپ ہیں سلطان عالم  
امت کو بخشانے والے آپ ہیں سلطان عالم

رحمت عالم نور مجسم صل اللہ علیہ وسلم  
عرش بریں کے نیز عظم صل اللہ علیہ وسلم



## اَلْوَلِیُّ الْجَاهِدُ زَاهِدٌ

جہالت میں ڈوبی ہوئی تھیں فضا میں  
 گھٹا کفر و اکاد کی چار ہی کھلی  
 بجھی جا رہی تھیں اخوت کی شمعیں  
 نگاہِ خسرو سے اُبلتی تھی ظلمت  
 غریبوں پر ظلم و ستم سب روا تھا  
 الگ تھے سبھی شاہراہِ بدنی سے  
 ہر اک قوم اور ملک کے بت جدا تھے  
 خدا کو ترس آیا اہل زمین پر  
 ضلالت سے بہکی ہوئی تھیں ہوائیں  
 شعاعِ عدالت مٹی جا رہی تھی  
 مٹی جا رہی تھیں محبت کی رسمیں  
 ہر انسان تھا دشمن آدمیت  
 خودی میں جو ڈوبا ہوا تھا خدا تھا  
 بہت دور تھے بارگاہِ خدا سے  
 خدا کی خدائی میں لاکھوں خدا تھے  
 مشیت نے انگوائی لی مسکرا کر

فَجَاءَ الرَّسُولُ بَشِيرًا نَذِيرًا

فَضَلُّوا عَلَيْهِ كَثِيرًا كَثِيرًا

وہ سلطان دیں تاجدارِ رسالت  
 وہ جس نے عداوت کی زنجیر توڑی  
 وہ بندوں کو جس نے خدا سے ملایا  
 وہ ذروں کو دی رونقِ طور جس نے  
 فضاؤں کو جس نے منور بنایا  
 وہ جس کی محبت خدا کی محبت  
 وہ جس نے جہالت کی گردن مرداری  
 وہ کانٹوں کو جس نے گلستاں بنایا  
 اندھیرے پہ کی بارشِ نور جس نے  
 ہواؤں کو جس نے معطر بنایا

وہی ہے وہی غائب ہر دو عالم

وہی ہے وہی رحمت ہر دو عالم

## اختر علی تلہری

پاکیزگی دل ہے تمنائے مدینہ  
 بالیدگی عقل ہے سودائے مدینہ  
 جبے کہ محضے تیر بنایا اے مسکن  
 نگرا ہوا ہے چہرہ زیبائے مدینہ  
 اخلاق و تمدن کو نئی نرہتیں بخشیں  
 اے فخرِ مسلمانی چمن آرائے مدینہ  
 ادبِ اب ہوس اس کے مقابل میں آئیں  
 ہم مرتبہ عرش ہے شیدائے مدینہ  
 عیسیٰؑ ہیں سپر راہ بچھائے ہوئے آنکھیں  
 یہ اوج ترا انجمن آرائے مدینہ  
 اے عیش و امارت کے فریبوں میں گرفتار  
 لاش بھول نہ جانا کہیں نشائے مدینہ  
 شادابی جنت ہے مے شہر میں اختر  
 تغیل کے دامن میں ہیں گلہائے مدینہ

# ہزار لکھنوی

دل یہ کہتا ہے ہر دم مدینے چلو  
 دور ہو جائے گا غم مدینے چلو  
 چل رہی ہے ہوا چھا رہی ہو گھٹا  
 اللہ اللہ یہ موسم مدینے چلو  
 دل کی دنیا وہاں تو سنور جائے گی  
 کب رہے گا یہ عالم مدینے چلو  
 یا تو دل تھام کر ضبط کرتے ہوئے  
 یا تو با دیدہ نم مدینے چلو  
 چاہتے ہو اگر چارۂ زخم دل  
 مل ہی جائے گا مرہم مدینے چلو  
 اس جہاں میں کسی کا کوئی بھی نہیں  
 سب ہیں جھوٹے یہ ہمدم مدینے چلو  
 ہر قدم چاہیے سجدۂ آرزو  
 سر کو کرتے ہوئے خم مدینے چلو  
 دیکھنا ہے اگر دیدۂ شوق سے  
 مرکز ہر دو عالم مدینے چلو  
 مسیح کا نون میں ہزار جیسے کوئی  
 کہہ رہا ہے یہ پیسم مدینے چلو

## بالمکنہ عرش لیانی

برخ مصطفیٰ کا جمال اللہ اللہ  
زباں کا وہ حسن مقال اللہ اللہ

نگاہوں پہ جادو دلوں پر تسلط  
جمال اللہ اللہ جلال اللہ اللہ

جہاں کے لیے مژدہ عید عروناں  
عبر کے فلک کا ہلال اللہ اللہ

جہاں ذکر احمد سے سیرِ بزمستی  
سرور سے وجد و حال اللہ اللہ

جہالت کی ظلمت ہر اک دل سے بھاگی  
یہ تنویر شمع خیال اللہ اللہ

یہ نور ہدایت یہ تفسیر وحدت  
عمل سے بھی افضل خیال اللہ اللہ

سزا دار فیضِ درِ مصطفیٰ ہے

سوالی کا دست سوال اللہ اللہ

اتر آئے خود عرش و کرسی سے جلوے

نبوت کا ادب کمال اللہ اللہ



## بسل سعیدی ٹوٹکی

غم عشق محبت میں کوئی دیکھے فنا ہو کر  
 اہل ہستی ہوئی آتی ہے پیغام بقا ہو کر  
 گمے ہیں جو غم امت میں مرگانِ مٹھ سے  
 وہ آنسو حشر میں برسیں گے حیرت کی گھاٹ ہو کر  
 خدا کی حکم برداری رسالت کی حکومت تھی  
 نگاہِ پاک اٹھا کرتی تھی اک حکم خدا ہو کر  
 دینے کی زمیں پر لذتِ سجدہ کوئی دیکھے  
 کہ فرض اک سجدہ کر دیتا ہو ہر سجدہ ادا ہو کر  
 ضرورت دیکھ کر نیوئی کی ذہن مقدس کو  
 اتر آیا زمیں پر لامکاں غارِ حسرا ہو کر  
 اسی کا نام تو ہے حمت اللعالمیں ہونا  
 کہ ہو جو فعل صادر وہ کرم کا مقتضا ہو کر

حصولِ تائیدگی کے واسطے ہر صبح کو بسمل  
 ہوا سے خلسہ آتی ہے دینے کی ہوا ہو کر

## بسط بھوپالی

اے صل علی نسبت سلطانِ مدینہ  
شاہوں سے بھی افضل ہیں گدایانِ مدینہ

رضواں ہے ہر اک صاحبِ ایمانِ مدینہ  
فردوس ہے اک گوشہٴ دامنِ مدینہ

اے ذوقِ رسا فکرِ ثنا خوانِ مدینہ  
ہر لفظ ہو شائستہٴ عنوانِ مدینہ

کیا حسینِ دو عالم کی بہاروں کو وہ دیکھے  
جس آنکھ نے دیکھا ہے گلستانِ مدینہ

آغوشِ محبت میں لیا روضہٴ اطہر  
ہر ذرہٴ عالم پہ ہے احسانِ مدینہ

وہ خاک کہ اکیرِ جہے کہتی ہے دنیا  
مے خاکِ کھٹ پائے گدایانِ مدینہ

اس راہ میں صد تے ہوا گر جان بھی باسط  
ہنگا نہیں سوداے گلستانِ مدینہ

بستری  
چریا کوئی

خدا کے دوست ہو تم اور خدا کے رازداں تم ہو  
 محمد مصطفیٰ ہو اور متاعِ دو جہاں تم ہو  
 عروجِ آدمیت لے تجھے معراج ہوتی ہے  
 میتھی، بے کسی، بے جاہلی کے درمیاں تم ہو  
 دھڑکتے دل کی آوازیں چشمِ زمیں تم نے  
 تمام عالم میں انسانوں کے واحد تر جہاں تم ہو  
 سسکتی آدمیت کو نوازا سر بلندی سے  
 خدا کے دوست مخلوق خدا کے پاساں تم ہو  
 ستاروں کی نگاہ نور نے چومے قدم جس کے  
 ”محمد مصطفیٰ والٹر میر کا رداں تم ہو“  
 عسیر میں چاند نکلا اور منور ہو گئی دنیا  
 خدا پیچھے درود اپنا سلام اپنا جہاں تم ہو  
 زمانہ کالی کالی کملی والے کو پکارے گا  
 زمانہ جاننا ہے ماد شاہِ دو جہاں تم ہو  
 تمہاری ذات میں گم ہو گئی شانِ نقیرانہ  
 اسی معجز نمانی کے لیے رحمتِ نشان تم ہو  
 مقدر جاگ اٹھا دامن تمہارا مل گیا برفی  
 زمانے میں جہاں مظلوم انسان ہیں وہاں تم ہو

## میدر بریلوی

کس حُسن سے عالم میں جبہ تخلیق دو عالم آتے ہیں  
 ظلمت کی فضاؤں میں بن کر وہ صبح شبِ غم آتے ہیں  
 دراصل تبسم کی دولت حصہ ہے انہی مجبوروں کا  
 سرکار کے روضہ پر لیکر جو دیدہ پر غم آتے ہیں  
 الشکر ہے کچھ اور سوا دیوانگی، عشقِ آفا  
 قربت کے مزے اس عالم میں آتے ہیں تو پیہم آتے ہیں  
 وہ روضہ اقدس منے سے جیکے سے تڑپ کر جاں دے دے  
 لے دل کی لگی ایسے لمحے نہستی میں بہت کم آتے ہیں  
 آؤ کہ دیارِ طیبہ میں کونین کی دولت بٹتی ہے  
 اس درے گدا جھولی میں لیے انعامِ دو عالم آتے ہیں  
 محبوبِ خدا کی رحمت پر ہے اور یقینِ کامل ہے  
 مجرم سرسبز ان محشر میں آتے ہیں تو بے غم آتے ہیں  
 لولاک لہا کی محفل میں لے لے بدتر جو جمع محفل میں  
 وہ ہادی دوراں آتے ہیں وہ نورِ مجسم آتے ہیں



## تسکین قریشی

خیال کعبہ و طیبہ میں کس طرح بھولوں  
 یہ زندگی کا سہارا میں کس طرح بھولوں  
 گناہ گار و سب کا رو کم نصیب سہی  
 غلام ہوں درِ آقا میں کس طرح بھولوں  
 بہارِ صبح حرم کیوں مجھے نہ یاد آئے  
 سوا و شامِ مدینہ میں کس طرح بھولوں  
 فرازِ گنبدِ خضریٰ ہے اب تک آنکھوں میں  
 شانِ عرشِ معلیٰ میں کس طرح بھولوں  
 قدم قدم پہ جہاں خود کو بھول آیا ہوں  
 وہ سرزمینِ تمتا میں کس طرح بھولوں  
 مزے اٹھائے ہیں اظہارِ دردِ دل کے جہاں  
 وہ اشک و آہ کی دنیا میں کس طرح بھولوں  
 ہزار بے خودی شوق ہو مگر تسکین  
 خود اپنے دل کا نانا میں کس طرح بھولوں

# تہنیت النساء بیگم

## تہنیت حیدر آبادی

ہمیں بدینہ کی ہر بات یاد آتی ہے  
 حرم کی طرزِ عادات یاد آتی ہے  
 اذانِ صبح حرم یاد آتی ہے ہر روز  
 وہیں کی روشنی ہر رات یاد آتی ہے  
 نظرِ نظر کی نوازش گھڑی گھڑی کی روش  
 ابھی بطورِ حکایات یاد آتی ہے  
 حرم سے چلتے ہوئے وہ نظر کی پتیلی  
 بہرِ نزاکتِ حالات یاد آتی ہے

عجب نہیں کہ بلاتے ہوں پھر حضوری میں  
 جو تہنیت کو ہر اک بات یاد آتی ہے

## ثاقب زینروی

تو حبیبِ ربِ جلیل ہے تری عظمتوں کا جواب کیا

تو ضیاءِ شمعِ خلیل ہے تری رحمتوں کا حساب کیا

تری اک نگاہ پڑی جہاں وہاں ظلمتوں کا گز بہاں

ترے ایک جلوے کے سامنے مہر کی تابِ تب کیا

ترے میکدے سے چو پی گیا ترا کیف جس نے سمولیا

اے شکرِ عرصہ دہر کیوں اے خوفِ روزِ حساب کیا

یہ مری نظر کا تصور ہے کہ تو پاس رہ کے کھلی دورے

یہ مرا ہی شوق ہے درمیاں تجھے احتیاطِ نقاب کیا

تری عظمتوں کے نشان کبھی نہ مٹیں گے پوشِ کفر سے

یم بیکراں سے الجھ سکے گی حقیر جو بے کم آب کیا

جو ترے جمال میں کھو گیا ہوا بے نیاز غم جہاں

وہ رہیں سود و زیاں ہو کیوں کہ عزت کیا ہی ثواب کیا

کہاں تو کہ باعثِ کن نکاں کہاں شکرِ ثاقبِ سوختہ جا

بھلا مدحتِ شہِ انسر کہاں کرے تجھ سا خانہ خراب کیا

# ثاقب بریلوی

بڑھا دو جہاں میں وقارِ مدینہ  
منور ہوئی ہو گدا پر مدینہ  
ہوئے نور بنکر ہیں جلوہ فرما  
شہرِ انبیاء تا حصارِ مدینہ

ملائک ہوئے ہیں نشانِ مدینہ  
بہاؤں سے افضل بہاؤ مدینہ  
تصدد و عالم کی دولت ہمیں پر  
کہ ہے رشکِ حنتِ یارِ مدینہ

سہ اور ہیں پاسِ دارِ مدینہ  
شہِ دو جہاں تا حصارِ مدینہ  
حبیبِ خدا کا کرم اللہ الشہ  
بہاؤِ ارم ہے بہارِ مدینہ

شیعت سر ہوئی غمگسارِ مدینہ  
حقیقت ہی راز دارِ مدینہ  
کہیں خاک ہے اس چمن کی گلن  
کہیں اہ برسے غبارِ مدینہ

نگاہِ طلب میں دیارِ مدینہ  
دلوں میں ہیں نقشِ نگارِ مدینہ  
ہیں حقیقت میں ہیں زندگی ہے  
کہ فرد کس میں شہِ شمارِ مدینہ

مکمل ہے دورِ بہارِ مدینہ  
زمانے سے پوچھو عقیدتِ نوازی  
دو عالم کی اکھیں نشانِ مدینہ  
مرے دل سے پوچھو وقارِ مدینہ



## جوش ملیح آبادی

اے کہ ترے جلال سے ہل گئی بزمِ کافری  
 اے کہ تراغبارِ راہِ تابشِ دے ماہِ تاب  
 اے کہ ترے بیان میں نغمہٴ صلیح و آشتی  
 چھین لیں تو نے مجلسِ شرک و خودی گوریا  
 تیرے قدم پہ حبیبِ ارم و عجم کی تختیں  
 تیری ہمبیری کی یہ سب بڑی دلیل ہے  
 چشمہٴ ترے بیان کا غارِ حرا کی خاموشی  
 تجھ پہ نثارِ جانِ دل مٹے ذرا اذِ تردید  
 تیسے فقیر اور دس کوچہٴ کفر میں صدا  
 اٹھ کر ترے دیار میں چرسیم کفر کھل گیا  
 دیر نہ کر کہ پڑ گئی صحیح جسم میں ابتری  
 دشتِ خوت بن گیا رقصِ بتانِ آذری  
 اے کہ ترا نشانِ پانا زشِ مہرِ خاوری  
 اے کہ ترے سکوت میں خندہٴ بندہٴ پروری  
 ڈال دی تو نے پیکرِ لات و ہل میں بھر تھری  
 تیرے حضورِ سجدہ ریز چینِ عرب کی خودی  
 بخشا گدا اے راہ کو تو نے شکوہِ قیصری  
 نغمہٴ ترے سکوت کا نغمہٴ فتحِ خیمبر  
 دیکھ رہی ہو کس طرح ہم کو نگاہِ کافری  
 تیسے غلام اور کریں ہل جفا کی چاکری  
 اٹھ کر ترے دیار میں چرسیم کفر کھل گیا  
 دیر نہ کر کہ پڑ گئی صحیح جسم میں ابتری

## جہیل منظری

وہ دیکھو اٹھ رہے ہیں پردہ طے چرخ زنگاری  
وہ دیکھو جان نہ نکلا وادی تاریک بطنی سے  
لٹائے عیسیٰ گرد و نشیں نے چرخ سے تائے  
کیسی بکلیاں حکیمین کا یک کوہِ نار اں پر  
یہ کس نے وادی بطنی میں دل کی بانسی چھیڑ  
محمد مصطفیٰ برہم کن تقدیرِ ست خانہ  
ہوئے جاتے ہیں شوق و کفر کے آشکے ٹھنڈے  
برخِ موسیٰ کی ہیبت بن ہی ہو گردِ عارض کی  
جلو میں مریم عصمت اٹھائے گوشہ چادر  
اُجالی پر تو رخسار سے مجلسِ تمدن کی  
وہ جلوہ جو سرورِ معرفت بیتا ہی آنکھوں کو  
وہ دل وہ فکر پُر دل جو تھا سرِ شہدِ عرفاں  
جواں ہو کر وہ بچہ رحمت ہر دوسرا نکلا  
وہ فتنے بے تکلف سو گئے زیرِ قدم آ کر  
برستی ہے گھٹا رحمت کی کھل کھل کر زمانے پر

وہ دیکھو سکراتی ہے تجلی چشمِ دوزن کی  
وہ دیکھو چاندنی چٹکی فروغِ رُخِ روشن سے  
چلے پیغامِ لے کر بلبلِ سدرہ شمیم سے  
کہ موسیٰ کی نگاہیں مژگینِ دلی امین سے  
کہ بر تو لے چلے آتے ہیں طائرِ بندِ ابن سے  
صدِ اسیم یہ آتی ہے بتوں کے دل کی دھڑکن سے  
پے تسلیم خم ہے سلطوتِ کسریٰ مدین سے  
لبِ عیسیٰ کا جادو جاگتا ہو چشمِ پُرفتن سے  
خواصی میں عروسِ ارتقا و ابستہ اس سے  
چراغاں جادوہ تہذیبِ نقشِ یائے روشن سے  
وہ آنکھیں جو خراجِ دوستی لیتی ہیں فتنوں سے  
ہوئی ہے منقبطِ رفتارِ ہستی جس کی ڈھوکوں سے  
امین تو دم کہتی تھی جسے دنیا لڑکپن سے  
گزر جاتی تھیں کسرا کر وائیں جن کے دامن سے  
دھلا جاتا ہے رنگِ تیرہ بختی فلکِ آہن سے

ظہورِ حسن کی پہلی کرن کھوٹی ہے طہین سے  
ملا یا سازِ فطر نے تمھارے دل کی طرف کن سے

## جرم محمد آبادی

جو پوچھوں میخانہ دلا میں ہو دورِ ساغر کہاں پہلے

پکارا ٹھے گی ساری محفل یہاں پہلے یہاں سے پہلے

عیاں کروں رازِ لامکاں کے کہ بزمِ اسکاں کا ذکر چھیڑوں

بتاؤں میں داستانِ احمدِ سناؤں تم کو کہاں سے پہلے

حصولِ مقصد کی تھی یہ منزل سوالِ سبقت کا کیوں آتا

دردِ دل نے پڑھا ادبِ رسولِ حق پرزبان پہلے

نظرِ جمال آشنا ہو کیونکہ نظر یہ پردا پڑا ہوا ہے

اگر تمنائے دید ہے تو حجاب اٹھا دریاں سے پہلے

یہی ہیں اول یہی ہیں آخر یہی ہیں ظاہر یہی ہیں باطن

یہی تھے عرشِ خدا کی زمیں روایتِ کنجیاں سے پہلے

خدا کی قدر ہے اور کیا ہے میں اس کی رفعت کو کیا بتاؤں

جو قاربِ توسین تک گیا ہو ملک کے دہم دگماں سے پہلے

حبیبِ خالق کی سبقت میں جو کچھ سنایا ہے جبرم تو نے

تھا لوحِ محفوظ میں یہ قصہ بنائے لفظ و بیاں سے پہلے

# جگن ناتھ آزاد

سلام اس فائز اقدس پر سلام اس فخر و دریاں پر  
ہزاروں جس کے احسانات ہیں دنیا کے امکاں پر  
سلام اس پر کہ آیا رحمت اللعالمین بن کر  
پیام دوستی کے صادق الوعد و امین بن کر  
سلام اس پر جلالت شمع عرفاں جس نے سینوں میں  
کیا حق کے لیے بیتاب سجدوں کو جبینوں میں :  
سلام اس پر بنایا جس نے دیوانوں کو نسر زانہ  
نئے حکمت کا چھلکا یا جہاں میں جس نے پیما نہ  
بڑے چھوٹے میں جس نے اک اخوت کی بنا ڈالی  
زمانے سے تمیز بندہ و آقا مٹا ڈالی  
سلام اس پر فقیری میں بناں تھی جس کی سلطانی  
رہا زیر قدم جس کے شکوہ و فریاد تانی  
سلام اس پر جو ہے آسودہ زیر گنبد خضرا  
زمانہ آج بھی ہے جس کے مد پر ناصیہ فرسا  
سلام اس فائز اقدس پر حیات جاودانی کا  
سلام آزاد کا آزاد کی زمیں بیانی کا



## جنگ بہادر خان تالیش

پلٹ کے آنے کی لب کہاں وہ نکال گئی جو گھٹا برس کے  
یہی تو دل تھا کبھی نکل تر، جو مٹا ہوا بچن کس کے

حیاتِ طیبہ مری تمنا ہمارے طیبہ سے خواب میرا  
نگاہِ لطف و کرم ہوشا ہوا کہ جی رہا ہوں تیرے کس کے  
بنائیں اپنا یہ آرزو ہے، رہائی کی اب تو جستجو ہے  
ہوئی نہ پابندی و فلاح، اسیر ہو کر رہے ہو کس کے  
کرم ہو یا رب کھد میں اتنا، سوال ہو سامنے جو آن کے  
نظر بھی پہچان لے یہ ان کو، جو رہنا ہیں دلوں میں بس کے  
گئے ہیں آگے وہاں سے بڑھ کر، حجابِ عرش بریں میں ہو کر  
جہاں پسندہ نشیں کی جرات پروں کو بھی بامستی ہے کس کے  
جو بے گماں ہیں شفیق محشر، دھڑلے کریں گے بہ حکمِ داد  
معاذے جو نہیں ہیں تالیش بروزِ مشکل برائے بس کے

جمیل کلہی  
اچھا آبادی

نظر جھک گئی محو سجدہ جہیں ہے  
مقدس مدینے کی کیا سرزمین ہے  
نبیؐ مجھ کو طیبہ میں بلوا ہی لیں گے  
کسی روز مرنے سے پہلے یقین ہے  
مقدس یہ کعبہ کے دیوار و در کو  
نظر چومتی ہے، مگر دل کہیں ہے  
لا لکھ رہے سر سجدہ جہاں پر  
یہی وہ مکاں ہے ہیں وہ نمکین ہے  
فضائیں منور، ہوائیں معطر  
مدینے کا ماحول کتنا حسین ہے  
سر عرشِ تم دل کی آنکھوں سے دیکھو  
خدائی کا وارث خدا کے قریں ہے  
یہ بطحا کی ویران گلیوں کے آگے  
نظر میں مری بیچ عرش بریں ہے  
درد و سلام عرش سے آرہے ہیں  
مدینے میں ایسا کبھی اک مہ جہیں ہے  
منور کیا طور و مناراں کو جس نے  
وہ ماہِ غبرِ جلوہ انگن ہیں ہے  
جمیل حسنین کو بلا لو مدینے  
وہ دیوانہ ہندوستان میں مکین ہے

## حقیقتِ جالندھری

زباں پر اے خوشا صلی علی یہ کس کا نام آیا  
 کہ مسیہ نام جبریل میں لے کر سلام آیا  
 محمد جانِ عالم، فخرِ عالم، بادی اکرم  
 امام الانبیاء خیر البشر پیغمبرِ عظم  
 محمد وہ جمالِ اولیں وہ پیکرِ نوری  
 محمد کاشفِ سترِ ظہور و رمزِ مستوری  
 محمد صاحبِ خلقِ عظیم و ناشرِ حکمت  
 محمد مصدرِ فیضِ عظیم و شافعِ اُمّت  
 بہ صورتِ نورِ سبحانی بہ معنیِ ظلِ روحانی  
 نشانِ حجتِ حقِ مظہرِ تائیدِ ربّانی  
 وہ جس کو فارخِ ابوابِ اسرارِ قدمِ نیچے  
 بنائے عرشِ دکرسی باعثِ لوحِ و قلمِ لکھے  
 علی الاعلان سترِ کنت کمتر اُغفیا کہئے  
 مگر اس کی شریعت کا ادبِ باغ ہے کیا کہئے

## حکیم احمد شجاع

صبح دم نام ترا دردِ زباں ہوتا ہے  
رات بھر ذکر ترا راحتِ جاں ہوتا ہے

بادِ عشقِ محمدؐ میں وہستی ہے وہ کیہن  
جس سے پیری میں بھی انسانِ جوان ہوتا ہے

ہر دردِ یوزہ وہاں حسینِ عمل آتا ہے  
ذکرِ اوصافِ محمدؐ کا جہاں ہوتا ہے

پیشواؤں کو پہنچ جاتے ہیں اسکاںِ فلک  
قافلہ جب کوئی نیشرب کوہاں ہوتا ہے

المدد اے شہِ لولاک کہ ساحل ہے قریب  
آخری مرحلہ کشتی پہ گراں ہوتا ہے

جبکہ حاصل ہوئی تبتل کو حضوری تیرِ ری  
نظر آتا ہے کہاں اور کہاں ہوتا ہے



## حبیب احمد صدیقی

وہ موج نور جو شعل ہے کارواں کیلئے  
 محمد عربی ہاشمی و مطلبی  
 ”زباں یہ بارِ خدا یا یہ کس کا نام آیا  
 وہ اس کی دعوتِ حق یعنی دُعا تری  
 وہ اس کی بابت روزِ حیات کی تشریح  
 وہ اس کا غم چٹانوں میں ڈال دے جو شگات  
 وہ اس کی سعیِ نل جس کی حسِ کاری میں  
 وہ اس کا لطف کہ دشمن پہ بھی ہو چشمِ کرم  
 وہ مرتبہ کہ فرازِ فلک ہے زیرِ قدم  
 وہ شانِ عجز کہ اس مرتبے کو پا کر بھی  
 وہ ذاتِ پاک جو رحمت ہے دُعا ہاں کیلئے  
 بہت نام یہ تسکینِ قلب و جاں کیلئے  
 کہ مسکے نطق نے بوسے مری زباں کیلئے  
 نویدِ امن و سرسبز انس و حباں کیلئے  
 حدیثِ حکمت و دانش ہی نکتہ داں کیلئے  
 ہے درسِ تیشہ زنی ہمت جو اں کیلئے  
 نشاطِ کار ہے تنظیمِ گلستاں کیلئے  
 عطاء ہے عام ہی بے ہر مہرباں کیلئے  
 ہیں وجہِ فخرِ قدم اس کے آسماں کیلئے  
 جبیں کو وقف کیا اس آسماں کیلئے

نہ ہے نصیب جو ہر چیزِ خوش سے واقف ہے

وہ خضرِ راہ ملا اپنے کارواں کے لیے

لے غالب کا مشہور شعر ہے۔

## حمید خاں حمید داندیری

میری نگہ شوق کا حاصل ہے مدینہ  
 واللہ مراد دل ہے مراد دل ہے مدینہ  
 اللہ کے انوار کا حامل ہے مدینہ  
 اے اہل نظر دید کے قابل ہے مدینہ  
 ثابت نہو ایسے آپ کے نقشِ کفِ پا سے  
 حجرت کے لیے آخری منزل ہو مدینہ  
 اک شمعِ تجلی ہے کہ ہر شب میں گردش  
 احسب کے پستاروں کی محفل ہے مدینہ  
 مسیہ سفرِ شوق کا انجام نہ پوچھو !  
 ہوں راہی مکہ صریٰ منزل ہے مدینہ  
 اک نور کا دریا ہے کہ ہر سمت رواں ہے  
 موجیں ہیں تجلی کی تو ساحل ہے مدینہ  
 دیکھو تو ذرا چل کے حمید آپ مدینے  
 اللہ کے دربار میں شامل ہے مدینہ

# حکیم مرزا حمید بیگ حمید در دہلوی

مطلع دیوانِ امراں رحمتہ اللعالمین  
مقطع نظمِ رسولانِ حمیتہ اللعالمین  
پیکرِ اسرارِ یزداں رحمتہ اللعالمین  
سرِ بسرِ تفسیرِ قرآنِ حمیتہ اللعالمین  
مہربانِ بے کساں اور مہربانِ کبریا  
تاجدارِ حق و انساں حمیتہ اللعالمین  
مفضلِ سبقتی ہو بزمِ نیستی ہو یا کہ حشر  
ہر جگہ پہنچا نگہباں حمیتہ اللعالمین  
آپ کی ذاتِ گرامی چشمہٴ فضل و کرم  
آپ کو کہتا ہے قرآنِ حمیتہ اللعالمین  
جبہ سالی آپ کے در کی ہو مجھ کو بھی نصیب  
ہے مرے دل میں یہ ارماں حمیتہ اللعالمین  
عالمِ علمِ لذنی سیدِ امتی لقب  
باغبانِ باغِ رضواں حمیتہ اللعالمین  
دونوں عالم پر فضیلت کیوں نہ ہو حیدر انھیں  
دونوں عالم کے ہیں سلطانِ حمیتہ اللعالمین

## حامد القادری بارہ بنکوی

تابشِ روئے محمدؐ چراغاں کر دیا  
 محبتِ گیسوئے عالم کو گلستاں کر دیا  
 اللہ اللہ آمدِ محبوبِ رب العالمین  
 جس نے رازِ حق و باطل کو نمایاں کر دیا  
 احترامِ جرمِ عصیاں سے پشیاں دیکھ کر  
 میرے اٹکوں نے مری بخش کاساں کر دیا  
 کیسے دیکھے کوئی اس نعت پریشاں کی بہار  
 جس نے خود آئینہ عالم کو حیراں کر دیا  
 غرقِ بحرِ کفر تھی موجِ سرابِ زندگی  
 اک خرامِ ناز نے موجِ بہاراں کر دیا  
 زندگی دشوار سے دشوار تر ہوتی گئی  
 رحمتِ عالم نے ہر شکل کو آساں کر دیا  
 اللہ اللہ وہ خرامِ ناز کی گلکاریاں  
 خارزاروں کو بھی صدرِ شکِ گلستاں کر دیا  
 ہجرِ طیبہ میں گزرتی جانے کیسے زندگی  
 اے پیامِ مرگ تو نے اور احساں کر دیا  
 حامدِ عاصی کی جانب ہو کبھی چشمِ کرم  
 انتہائے غم کی یورش نے پریشاں کر دیا !



## خمار بارہ بنکوی

فسراقِ نبیؐ میں جب آنسو بہاے  
تارے بہت دیر تک مسکرائے

محمدؐ کا اعزاز اللہ اکبر  
خدا اور بندے کے خود ناز اٹھائے

مراد دل سے منسوب یا دِ نبیؐ سے

شبِ غم سے کہہ دو کہیں اور جائے

شکن در شکن وہ محمدؐ کے گیسو

محیطِ دو عالم وہ رحمت کے سائے

نظر میں بسی ہے ہمارے مدینہ

خزاں آگے اب مجھ سے نظریں ملائے

خوشا حسین اخلاقِ شاہِ مدینہ

جو کافر تھے شراب کے ایمان لائے

خٹار اکبرؐ کا نجاتِ رسا اللہ اللہ

دینے پہونچ کر جو واپس نہ آئے

## دھرم پال گپتا وفادار ہوی

چھڑا کے بت کی پرستش سکھائی تھی وحدت  
مرے خیال کی ترویج عام ہو جائے

سکھایا اہل عیسٰی کو برابری کا درس  
کہ امتیاز کا قصہ تمام ہو جائے

سیاست سے مذہب ملا دیا تو نے  
کہ دین و دنیا کا سب انتظام ہو جائے

تسکیر خیال میں یہ سخت نامناسب تھا  
بشر کوئی بھی بشر کا غلام ہو جائے

رقاہ عام ہی تیرا تھا جب کہ نصب العین  
لقب نہ کیوں ترا خیر الانام ہو جائے

## ذکی رسولپوری

زباں پر محمد کا نام آگیا ہے  
 خدا کا درود و سلام آگیا ہے  
 مرا جذب دل آج کام آگیا ہے  
 میرے بزمِ محمدش میں جام آگیا ہے  
 سمٹنے لگیں چلمیں غلستوں کی  
 کہ خورشیدِ بالائے بام آگیا ہے  
 میں ہر پر تو رنگت بومیں نہاں ہوں  
 مجھے زندگی کا پیام آگیا ہے  
 تمہاری نبوت میں شک ہو تو کیسے  
 ہر اک جا پہ قرآن میں نام آگیا ہے  
 ذکی اب تو جامِ کعبہ کو ہٹا دو  
 کہ اب وقتِ کلمہ کلام آگیا ہے

## روحش صدیقی

شاہد اسرئی فروز شمع حسرتیم ظہور  
تیرے لیے لامکاں خلوت امکاں بنا  
تیرے لیے فرش راہ منتظر یک نگاہ  
تو نے دیشاں کیا تجھ سے فروزاں ہوا  
خلوت راز دلی تجھ سے سراپا جمال  
تجھ سے ہوئی گرم راز زلف خفی رحیم  
کون گل انشاں نہیں کون غزکواں نہیں  
ہاں تو وہی رات ہے جس میں غلے ملا  
عظمت روح خلیلؑ ناز مسیحؑ و کلیمؑ  
ارض و سما کا سکون جس کے لیے ناشکیب  
رحمت بے انتہا کون و مکاں کے لیے

اے شمع سراج عشق مطلع نور و مسرور  
تیرے لیے اٹھ گیا پردہ غیب و حضور  
نہکت روح بہشت تابش گیونے حور  
صبح ازل کا فروغ شام ابد کا مسرور  
دیدہ تو سین میں تیری تمنا کا نور  
تو نے کیلے نقاب چہرہ نزدیک دور  
چن کے ریا حق خلیلؑ پڑھ کے کلام زبور  
صاحب شوق القمر شافع یوم النشور  
سینہ آدمؑ کا راز دیدہ یزدان کل نور  
عرش بریں کا قرار جس کے لیے نا صبور  
صورت خلق عظیم مظہر رب غفور

ہے وہ امام البشر آج وہاں جلوہ گھر  
عرش جہاں سجدہ ریز خاک قدم ارج طور



## رئیس امر مہوی

درود پڑھتے ہیں سگریزے ہے تیرا حسنِ مقال کیا  
 کیا وہ شق القمر فلک پر کمال ہے اور کمال کیا  
 عے محبت کے چند قطروں میں کیا بہکاؤں گا میں توبہ  
 کہ بادہ مست ازل ہوں ساقی مری طرف خیال کیا  
 ازل کے دن کی کھینچی ہوئی ہو خدا کی تیار کی ہوئی ہو  
 سرور اس کا رہے ابد تک خمار کیا زوال کیا  
 لبالب لے ساقی عریضے عے طربے عے طربے  
 مرا تو یہ ہے کہ بے طلبی بکھی کے در پر سوال کیا؟  
 خدا کا محبوب خود محمد حجاز کا جاندار رحمت حق  
 ملا ہے منجھ کے سگریزوں سے آئینہ تجھ کو لال کیا  
 حبیب حق مخبر حقیقت رسول خاتم امین اسری  
 جمال کیا مقال کیا کمال کیا جلال کیا  
 رئیس آئینگی میسرے آقا ضرور مرقد میں قیامت پریش  
 دفعہ جذبات کی بدلت یقین ہو دل کو خیال کیا؟

## رانا بھگوان اس بھگوان

اسلام اے شمع انوارِ جہاں	اسلام اے سید کون مکاں
اسلام اے واقعہ سرِ نہاں	اسلام اے خواجہ پیغمبرِاں
اسلام اے مظهرِ ربِ جہاں	اسلام اے ہادیِ گم گشتگان
اسلام اے شافعِ بے چارگان	اسلام اے مالکِ ہر دہ جہاں
اسلام اے وجہِ تخلیقِ زماں	اسلام اے تاجدارِ مرسلاں
اسلام اے رازِ دارِ گن نکاں	اسلام اے محسنِ نوعِ بشر
اسلام اے نکتہٴ حسنِ جہاں	اسلام اے شہرِ یارِ دینِ حق
اسلام اے خسروِ نورانیہاں	

اسلام اے جانِ بھگوانِ اسلام  
اسلام اے سجدہ گاہِ عاشقان

## راجپوت در بہادر موج

نرالی ہے دنیا میں شانِ محمد  
 بیانِ خدا ہے بیانِ محمد  
 محمد کے آگے کوئی کیا ٹھہرتا  
 خدا خود رہا نگہبانِ محمد  
 تھا معراج کا ایک حبلہ و گرنہ  
 خدا کو بڑھانا تھی شانِ محمد  
 دینے کی ہجرتِ حریفوں کی حرکت  
 حقیقت میں تھا استوانِ محمد  
 زمیں سے فلک تک فلک سے زمین تک  
 بہت طول ہے داستانِ محمد  
 جہاں سر بلندوں نے بھی سر جھکائے  
 وہی ایک تھا آستانِ محمد  
 محمد کی ہستی کا مقصد ہی تھا  
 چلے راہ پر کاروانِ محمد

محمد کا ہے فیض اسے موج یہ بھی  
 کہ سر سبز ہے گلستانِ محمد

## رضا محمدانی

نائیب ذوالجلال بے ہمتا      بندہ خاصِ شائق یکتا  
 ہادی رہسبہ طریقِ نجات      شاہِ دیر، فخرِ جملہ موجودات  
 شہرِ یارِ قلم سر و عرفناں      تاجدارِ ولایتِ ایماں  
 نو بہارِ حدیقہ و وحدت      زینتِ عرش و کرسی و جنت  
 نغمہ تار سازِ الا اللہ      واقفِ رمزدہ رازِ الا اللہ  
 باعثِ خلقتِ زمین و زماں      وجہِ تزیینِ محفلِ امکاں  
 شمعِ فانوسِ محفلِ لاہوت      گلِ خوش رنگِ روضہِ ناسوت  
 شرحِ یسین و قاف و آیہ نون      راز و ارنکاتِ کن فیکون  
 مصدرِ فیض و وجود و لطفِ عظیم      درِ کلماتِ بحرِ خلقِ عظیم  
 میمانِ بساطِ عرشِ علی      ساتیِ محفلِ شبِ اسری  
 رگِ باطل کے واسطے نشتر      مومنوں کی نگاہ میں کوثر  
 اس کے آتے ہی اک خوشی بھائی      بارغِ توحید میں بہارِ آئی

وہ جو آیا تو روشنی آئی  
 وہ جو آیا تو زندگی آئی



## رگھوناتھ خطیب سرحدی

مبارک طلئے خدائے دو عالم  
 نرا دم بہ دم آوازِ عرشِ عظیم  
 وہ ہیں اور ہے مغفرت کا جھنڈ غم  
 غلامانِ حضرت کو کیا تشنہ کامی  
 کرم ڈھونڈھتا ہوں کرم چاہتا ہوں  
 کلیم و حبیب خدا اللہ اللہ  
 بنی اشرف اور بنیاء فخر آدم  
 سلام علیکم بنی مکرم  
 ہمارے بنی ہیں شفیع دو عالم  
 وہاں جامِ کوثر یہاں چاہِ زمزم  
 بنی مکرم ..... بنی مکرم  
 وہاں طور سینا یہاں عرشِ عظیم  
 محبت ہی لائی ہے اس در پہ در نہ  
 رگھوناتھ اور وصفِ شاہِ دو عالم

## رئیسِ رام پوری

قصور زلفِ پاکِ دروئے انور کا اگر آئے  
 گلے ملنے کو میری شامِ فرقت سے سحر آئے  
 گنہ گارانِ الفت ز ابدانِ خشک سے اچھے  
 درِ آقا یہ موقعہ پاک کے اک سجدہ تو کر آئے  
 بہاروں کو بجائے نازِ بھولوں کے تبسم پر  
 مگر وہ سب جو اس روضہ کی جالی چوم کر آئے  
 جو میرے ساتھ دکھائی شیخ نے خاکِ مدینہ کو  
 اُسے تارے نظر آئے مجھے جلوے نظر آئے  
 یکایک کیوں یہ آخر سحرِ رحمت جوش میں آیا  
 قیامت میں یہ کس کے اُمتی با چشمِ ترا آئے  
 رئیسِ امید ہے محشر میں رضواں خودِ خدا دے گا  
 رسولِ پاک کی اُمت میں ہو جو بھی را دھر آئے

## رمزی ترمذی

شریعت ہے قال حجاب محمدؐ  
 حقیقت ہے حال نقاب محمدؐ  
 حد کفر و ایمان مٹا دے، اللہ کر  
 وہیں رحمتیں اس کو گھیرے میں لے لیں  
 ازل سے ابد تک منور کرے گا  
 محمدؐ کا وعدہ ہے وعدہ خدا کا  
 بدل لے ابھی کفر سے شیخ ایماں،  
 طریقت ہے فعل بنابر محمدؐ  
 تو ہے معرفت سراب محمدؐ  
 شریعت کے رخ سے نقاب محمدؐ  
 برس جاتے جس پر سحاب محمدؐ  
 دلوں کو یونہی آفتاب محمدؐ  
 جواب حسد ہے جواب محمدؐ  
 جواب کد جاتے رخ سے نقاب محمدؐ

خدا کا کرم ہے یہ رمزی کہ تم ہو  
 یکے از عنسلا مان باپ محمدؐ

## زائرِ حرمِ حمید صدیقی بکھنوی

ہند سے پھر قافلے سوئے حرم جانے لگے  
 دلوں میں حسنِ تصور کے مزے آنے لگے  
 آگیا رحمتِ بدایاں موسمِ حج آگیا  
 طالبانِ دیدِ سنکرِ مرثوۃ تقریب دید  
 ان کی قسمت کے تصدیق لیجئے وہ بھی چلے  
 عازمانِ کوہِ طیبہ پہ ہنگامِ وداع  
 مستِ صبا نے محبتِ ہو کے زندانِ حرم  
 سوئے طیبہ جانے والے قافلوں کو دیکھ کر  
 بھر سکونِ گرم شدہ کی جستجو ہونے لگی  
 دل میں پھر شوقِ مدینہ چٹکیاں لینے لگا  
 اک خلشِ ہر وقت پھر دکھِ قرین ہونے لگی  
 پاسِ آدابِ زیارت بس وہیں سوجھائے  
 چاندنی شب میں کھجوروں کے دختوں کا بیکس  
 خوابِ گاہِ سرور کو نین اسے صلی علیہ  
 خوش نصیبوں کے لئے پیغامِ شوق آنے لگا  
 ہر نفس جسے پیام آنے لگے جلتے لگے  
 فتمہ ہائے شوقِ اربابِ طرب آنے لگے  
 اپنی اپنی خوبی قسمت پہ اتراتے لگے  
 جو یہ کہتے تھے کہ ہم کیوں اُن کو یاد آنے لگے  
 اہل الفتِ تہنیت کے پھول برسانے لگے  
 کوثرِ درمزم کے ساغرِ بھر کے پھلکانے لگے  
 دردِ مندانِ محبت اشکِ برسانے لگے  
 وہ جنوں شوق کے لمحات یاد آنے لگے  
 آرزوئے دید کے جذباتِ ترپانے لگے  
 کیا مجھے پھر اہلِ طیبہ یاد فرمانے لگے  
 جس جگہ گنبدِ خضریٰ نظر آنے لگے  
 جیسے عارضِ برسی زلفِ لہرائے لگے  
 یعنی وہ جگہ تصور سے بھی نیند آنے لگے  
 آیہ لَا تَقْنَطُوا بِشِیْءٍ نَظَرَ کَھئے حمید  
 دلِ ہجومِ ناامید سے جو گہرائے لگے



## نایب غوری

یغما بر غم محبت ہم ہیں      سدا فروغ آدمیت ہم ہیں  
ہر شمع نہیں ہماری نظروں کی حریف      پروانہ محفل رسالت ہم ہیں

وہ ذرہ خاک کی تر یا طلبی      اللہ کے فیض عہد بیدار ہی  
آواز خدا کی یہ تڑپ تھی ورنہ      دنیا کو ملا دے ایک قہمی عربی

اں جادہ حق دکھا رہا ہے کوئی      تیرے حدیں بتا رہا ہے کوئی  
بھٹکے ہوئے قافلہ، نہ بھٹکے، پلٹو      منزل پہ تمہیں بلارہا ہے کوئی

تو نیک کمال خوش نگاہی دیدی      ناداری دل کو یاد شاہی دیدی  
ظلمت میں کسے وجود حق کا تعاقب      اک پیکر نور نے گواہی دیدی

آمد تھی کسی کی جان اقوام و مل      شاداب ہوا تمام صحرائے عمل  
ہو شرق کہ غرب کوئی پیاسا نہ رہا      ہر سمت گرج گرج کے برسا بادل

فیضانِ قدوم نازِ رفعت، رفعت      پیکر کی ادا ہجوم نور و نکبت  
منظرِ منظر حسین اے وصلِ علی      عالمِ عالم تمام جنت جنت

## سراج لکھنوی

عیاں ہیں صبح کے آثارِ رسول اللہ      نظر ہے آئینہ بردارِ رسول اللہ  
 ہیں نہیں ہیں طلبِ کارِ رسول اللہ      یہ سب ہیں طالبِ دیدارِ رسول اللہ  
 ہے اپنی حسنِ رستی کا اعتراف ہمیں      لائے آئینہ دل بھی صاف صاف ہمیں  
 ظہورِ جلوہ حق کا بیان ہوتا ہے      ہیں جمع اہلِ نظر امتحان ہوتا ہے  
 عرب میں خستمِ رسلِ گمان ہوتا ہے      زمیں پہ عرشِ بریں کا گمان ہوتا ہے  
 نئے نئے لیے نسیمِ بحرِ جولائی ہے      توجہ نشِ رجبِ بیکِ یادِ آتی ہے  
 ہے بے نقابِ تجلیِ برس رہی ہے بہار      ہے بھول بھول شگفتہ کلی کلی سرشار  
 لبِ نحر پہ ہے رقصاں تبسمِ گلزار      ہے کائنات کا ہر ذرہ دیدہ بیدار  
 ترپ رہی ہے نظرِ فرشِ راہ بن جاؤں      ہر اکنتہ سے کہ ہوس ہے نگاہ بن جاؤں  
 وہ نورِ دیکھا کہ ہر دیدہ درہرِ سجدے میں      ہر اک نگاہ حقیقتِ نگر ہے سجدے میں  
 شعاعِ نورِ جبینِ سحر ہے سجدے میں      عجیب وقت ہے یہ ہر نظر ہے سجدے میں  
 کبھی خیالی کی وسعتِ غلافِ کعبہ ہے      کبھی نگاہ کی گردشِ طوافِ کعبہ ہے  
 عجب گھڑی ہو یہ روحِ حیاتِ وجد میں ہو      ہر آئینہ نگاہِ التفاتِ وجد میں ہو  
 تمام سلسلہ کائناتِ وجد میں ہے      یہ انتہا ہے کہ خود جن ذاتِ وجد میں ہے  
 جمالِ دیکھ کے تکمیلِ ذوقِ دید ہوئی      نگارِ خانہِ فطرت میں آج عید ہوئی

## سنا غر نظامی

حُسنِ سراپا عشقِ مجسمِ صلّ اللہ علیہ وسلم  
 روئے منور گیسوئے پر ختمِ صلّ اللہ علیہ وسلم  
 سوزِ سراپا دردِ محبت، عاشقِ امت شافعِ عالم  
 آنسو تیرے شبنمِ شبنمِ صلّ اللہ علیہ وسلم  
 صاحبِ قرآنِ فخرِ سولانِ خسرو دینِ رحمتِ یزدان  
 بادۂ عرفانِ ساقیِ عالمِ صلّ اللہ علیہ وسلم  
 سازِ ازل سے تارِ ابد تک ایک ترنمِ ایک تلاطم  
 ربطِ جاریِ نغمہِ پیہمِ صلّ اللہ علیہ وسلم  
 شوقِ کامرَجِ دردِ کامسکینِ شافعِ امتِ کیفِ کامان  
 حُسنِ کامنوعِ عشقِ کاسِ سنمِ صلّ اللہ علیہ وسلم  
 فرشِ سے تاعرشِ اُجالا ذرہ درہ نور کا ہلال  
 شمعِ دو عالمِ ہر دو عالمِ صلّ اللہ علیہ وسلم  
 اے کہ طیبِ عالمِ امکانِ چارہ گرِ بیماریِ السان  
 تو نے رکھا زخموں پر مرہمِ صلّ اللہ علیہ وسلم

## ساحر ہوشیار پوری

ترے نام سے ابتدا ہو رہی ہے  
 تری یاد پر انتہا ہو رہی ہے  
 زباں پاک، سرورِ دل، آنکھ روشن  
 جمالِ نبیؐ کی ثنا ہو رہی ہے  
 خدا ہو رہا ہے خدا خود نبیؐ پر  
 نبیؐ پر خدائی خدا ہو رہی ہے  
 جبینِ جہاں آستانِ محمدؐ  
 عقیدت کی یہ انتہا ہو رہی ہے  
 کوشمہ ہے شانِ کریمی کا شاید  
 کہ مجھ سے خطا پر خطا ہو رہی ہے  
 مرا سب سے پائے پیمرؐ پہ ساحر  
 نمازِ ارادت ادا ہو رہی ہے



# سکھ دیو پرشاد بسم اللہ آبادی

دیر اقدس پہ حسرت کھنچ لائی ہے محمدؐ کی  
کہ مشہور جہاں حاجت وانی ہے محمدؐ کی

فرشتے بھی بشر بھی دونوں ان پر فخر کرتے ہیں  
زمین سے عرشِ اعظم تک سانی ہے محمدؐ کی

جو یہ پیدا نہ ہوتے تو نہ ہوتا کوئی بھی پیدا  
خدا کی شان ہے گو یا خدائی ہے محمدؐ کی

ہوے اک حاند کے دو ٹکڑے انگلی کے اشارے سے  
منور کتنی یہ معجز نامی ہے محمدؐ کی

ہوائے شوق اڑا کر جلد ہو نچا دے مدینے میں  
بڑی تکلیف دہ مجھ کو جدائی ہے محمدؐ کی

اٹھائے ستر بھی مجھ کو تو اب میں اٹھ نہیں سکتا  
بڑی مشکل سے دیورھی ہاٹھ آئی ہے محمدؐ کی

یہی مصرعہ پڑھے گا بسمل عاصی قیامت میں  
دہائی ہے محمدؐ کی دہائی ہے محمدؐ کی

## سید ظہور احسن فتاویٰ کی

پڑ رہی ہیں جبہ نظریں جلوہ ہائے طور کی  
 بکھر صفت کیا ہو بیاں اس گنبدِ نور کی  
 اللہ اللہ روضہ اقدس کی جلوہ باشتیاں  
 بکھر رہی ہیں چادر میں ہر سمت گویا نور کی  
 ایک ہر منشاء تیری منشاء ذات سرمدی  
 ایک ہر منشاء تشیت نے تری منظور کی  
 ایک تیری ذات سے ہے منتشر نورِ حنیدا  
 ایک تجھ سے ہے سمعیں روشن آسماں پر نور کی  
 ایک تجھ سے ہے دم عیسیٰ میں تیاثر حیات  
 اور یہ موسیٰ میں تجھ سے روشنی ہے طور کی  
 ایک لرزاں کفر تیرے نعرہ توحد سے  
 ایک تو نے شرک کی ظلمت جہاں تھے دور کی  
 ایک تیرے سامنے ہیں سرنگوں لات و ہبیل  
 ایک تجھ سے عظمتیں گم قیصر و فقور کی  
 ایک رعنائی تری صدر شک فردوس میں  
 ایک نظروں سے تری پر فیض نظریں حور کی  
 اک نظر سوئے فنا بھی رحمتِ عالمیں  
 مشکلیں ہو جائیں اب تو حلِ دل رنجور کی

## سرسبز کسمندوی

دیکھیں گے نبوت کے آثار مدینے میں  
 جب ہم کو بلائیں گے سرکارِ مدینے میں  
 کئے سے جب آنیٹھے سرکارِ مدینے میں  
 کعبے کے چلے آئے انوارِ مدینے میں  
 جلوؤں کا مرقع، میں بارانِ مدینے میں  
 ہر وقت جتا میں انوارِ مدینے میں  
 ملنے کے نہیں ہرگز تجھ کو وہ کہیں اے دل  
 رحمت کے جو ملتے ہیں آثارِ مدینے میں  
 یہ شانِ مدنیہ ہے مجرب کی خاطر سے  
 جبریلؑ میں آئے سو بارِ مدینے میں  
 یکساں ہے کرم سب پر اس رحمتِ عالم کا  
 نادار نظر آئے زردارِ مدینے میں  
 ہوتی ہے جنھیں حاصلِ توفیقِ خداوندی  
 وہ لوگ ڈالتے ہیں گھر بارِ مدینے میں  
 اربابِ عقیدت کو اصحابِ بصیرت کو  
 اللہ کا ہوتا ہے دیدارِ مدینے میں  
 مرنا در اقدس پر جینے سے زیادہ ہے  
 چھوٹی سے بھی اچھے ہیں یارِ مدینے میں

## سلام سندیلوی

اے صلّی علیٰ عظمت گلزارِ مدینہ  
 ہے کہ نہ ہوتا ہے کہیں نشت میں لغزش  
 لاکھ گنہ گار ہوں منکر تو نہیں ہوں  
 ہے ہند میں بیکار مرے درد کا دریاں  
 ہے بادہ کشوتم کو مبارک ہے وساعفر  
 مال یہاں کچھ نہیں ایمان ہو سب کچھ  
 ہر لوٹ کے آنا ذرا اے موت طہرجا  
 رفیق و عمر حیدر و عثمان بھی ہوں گے  
 رشک گلِ فردوس ہے ہر خارِ مدینہ  
 میں ہے ادبِ عشق وہ سرکارِ مدینہ  
 میری بھی سنو احمدِ محنتِ مدینہ  
 پیارِ مدینہ ہوں میں بسیارِ مدینہ  
 میں بے مے و ساغر بھی ہوں شرابِ مدینہ  
 بازار نہیں مصمص کا بازارِ مدینہ  
 باقی ہے ابھی حسرت و یدارِ مدینہ  
 ہم حشر میں جب کھیں گے دربارِ مدینہ

یہ عشقِ سلام آج کا کچھ روگ نہیں ہے  
 ہے روزِ ازل سے مجھے آزارِ مدینہ



## سجڑ مَدَن اسی

بشر سے بیاں کیا ہو شانِ محمدؐ  
 خدا خود ہے جب مدحِ خوانِ محمدؐ  
 تقدس ہے ان کے تقدس پہ نازاں  
 جو دل بن گئے و اضعافِ محمدؐ  
 کچھ ایسے ہوئے غرقِ جلوہ ملائک  
 خدا خود بنا مسیزبانِ محمدؐ  
 محمدؐ کے اوپر نبوت ہے نازاں  
 ہیں کل انبیاء مدحِ خوانِ محمدؐ  
 جہاں جبریلؑ امیں جبہ سا ہیں  
 وہ ہے آستانِ آستانِ محمدؐ  
 خدا کی قسم ہے خدا ان کا عاشق  
 ازل سے جو ہیں عاشقانِ محمدؐ  
 اجل آئے مجھ کو تو یوں آئے یارب  
 مرا سر ہوا در آستانِ محمدؐ

## سوز سکندر پوری

حالِ دل پر جو عنایت کی نظر ہو جائے  
وقت سے پہلے شبِ غم کی سحر ہو جائے

اُس کا اللہ ہے اللہ کی رحمت اُس کی  
جس پہ سکرِ دردِ عالم کی نظر ہو جائے

ہو اگر شوق میں توفیقِ الہی شامل  
محرکہ عشق کے میدان کا سر ہو جائے

آسمان والے کریں رشکِ مری قسمت پر  
اُن کی چوکھٹ پہ اگر عمر بسر ہو جائے

مجھ کو مل جائے اگر خاکِ کفِ پائے حضورؐ  
پھر تو کا نورِ مرادِ رِجسِ گم ہو جائے

سوزِ اتنی تو محبت میں ہو قربت پیدا  
تیرا دل دُکھتے ہی آقا کو خبر ہو جائے

## ساجدِ لقی لکھنوی

وہ دکھاتے روئے انور تو کچھ اور بات ہوتی  
 میں سنا تا حال نہ کر تو کچھ اور بات ہوتی  
 نگہِ کرم سے ان کی مجھے مل گیا بہت کچھ  
 ہے ہر ایک فرضِ سجدہ اسے ماننا چاہی لیکن  
 ملی مے بھی سیکرے میں ہوئی دور تشنگی بھی  
 یہ نشانِ پائے احمد ہے نہ میں کجاہد لیکن  
 ترے آستان کے ذرے یہ فلک کا چاند تائے  
 یہ بہارِ وابرِ باران تو چین کے واسطے ہیں  
 نہ بدلتا وقت کا رخ نہ یہ ہوتی کس پرسی

جو چمکتا یوں مقدس تو کچھ اور بات ہوتی  
 ترس آتا ان کو مجھ پر تو کچھ اور بات ہوتی  
 وہ جو دیتے ہاتھ اٹھا کر تو کچھ اور بات ہوتی  
 ترے در پہ ہوتا یہ سر تو کچھ اور بات ہوتی  
 جو وہ خود پلاستے ساغر تو کچھ اور بات ہوتی  
 جو یہ نقشِ بڑے نادر پر تو کچھ اور بات ہوتی  
 جو یہ حکمِ گلشن مل کر تو کچھ اور بات ہوتی  
 جو برستے دیمہ پر تو کچھ اور بات ہوتی  
 اگر کج ہوتے حیدر تو کچھ اور بات ہوتی

بڑے لطف کی ہیں ساجد یہ گھٹائیں رحمتوں کی

جو برستیں عاصیوں پر تو کچھ اور بات ہوتی

# سلیمان خطیب

(حیدر آباد کی دیہاتی زبان میں)

کوٹک طرے نگالے کو چلے آئے بڑے لوگاں  
 بڑا پن کمالے کو چلے آئے بڑے لوگاں  
 بیچ دولت اٹھالے کو چلے آئے بڑے لوگاں  
 نوی جنت سجالے کو چلے آئے بڑے لوگاں  
 غریباں کو درد لے کر محمد مصطفیٰ آئے  
 ہمے بے آسرا تھے جی ہمارا آسرا آئے  
 تمہارا ناؤں میٹھائے میں میٹھے سب پکا دیوں گا  
 غریباں تم ناپیائے تھے غریباں کھلا دیوں گا  
 تمہاری بھوک پونجے مرے بھلے سلا دیوں گا  
 اندھائے گھپ اندھائے میں یہ بدرالدی آئے  
 نوے رستے ہوئے روشن چلو نور الہدیٰ آئے  
 چلے آؤ مرے مالک میں انکھیاں پوٹھالیوں گا  
 یہ جلوہ کس کا جلوہ ہے زمانے کو بتالیوں گا  
 کلیجہ چیر لے کو میں کلیجہ میں چھپالیوں گا  
 بنی صائب ! مرے دل کو نبی خانہ بنالیوں گا  
 تری صورت وہ صورت ہے کہ دشمن کو میا آئے  
 ترا نقشہ وہ نقشہ ہے کہ بس یادِ خدا آئے



سوم ناتھ سوم  
مورنڈوی

ہے جو کائنات میں شاہکار اسی شاہکار کی بات ہے  
جو قیام گاہ رسول ہے یہ اسی دیار کی بات ہے  
شب و روز میری زبان پر اسی نغمہ نور کے ذیل میں  
کبھی آستانے کا ذکر ہے کبھی رہ گزار کی بات ہے  
خسراں کی حد سے بلند جو ہے دوام جس کی بہار  
یہ اسی مدینے کا ذکر ہے اسی لالہ زار کی بات ہے  
مرے اشکِ غم کی نزا کیتیں تو سمجھ کبھی مرے ناصحا  
جو مری نگاہ سے دور ہے یہ اسی بہار کی بات ہے  
سے قسراں سے جو قریب تر ہے حدیث بس وہی معتبر  
جو کلام حق کا ہو آئینہ وہی اعتبار کی بات ہے  
یہ جبارتِ نگہ طلب کہ ہے چھٹ پر دہِ حسن سے  
کچھ ادب کا پاس بھی بے ادب یہ جمالِ یار کی بات ہے  
جسے ربطِ صبحِ ازل سے ہے وہ سحر بھی دکھیں گے آنکھ سے  
ذرا دم تو لے دل مبتلا نقطہ انتظار کی بات ہے  
ہے قدم میں جس کے شہنشاہی ہوئی ختم جس پہ پیسری  
وہ جو تاج بخش زمانہ ہے اسی تاجدار کی بات ہے  
یہ اثر اسی کا ہے یا نبی جو عقیدت اس کو ہے آپ سے  
بھلا نعت کہنا بھی سوم کے کہیں اختیار کی بات ہے

## سلطان اختر سہرامی

حبیبِ خدا کی نظر اللہ اللہ  
 ہیں منجوب شمس و قمر اللہ اللہ  
 محبت کی پیغام سبر اللہ اللہ  
 نگاہِ شہرِ بحر و بر اللہ اللہ  
 کوئی اختر ام محبت تو دیکھے  
 ہے سجدے میں ایک اک نظر اللہ اللہ  
 ترے آستانے کا وہ مرتبہ ہے  
 فرشتے جھکاتے ہیں سر اللہ اللہ  
 مدینے کی دھن میں چلے جا رہے ہیں  
 یہ ہمت یہ عزم سفر اللہ اللہ  
 تنہا یہی ہے مدینہ پوچھ کر  
 بھٹکتا پھر دل در بدر اللہ اللہ

بستیِ حرمت ہمہ وقت اختر  
 مدینے کے شام و سحر اللہ اللہ

## شمس لکھنوی

آمدِ ختمِ رسل ہے نور کی برسات ہے  
 جتنا روشن دن ہے اتنی ہی سویرات ہے  
 انا اعطینا کی سورۃ کاشفِ حالات ہے  
 آپ محبوبِ خدا ہیں آپ کی کیا بات ہے  
 کتنی پیاری وہ سحر ہوگی کہ جب ہوگا ظہور  
 انتظار دید کی جب اتنی پیاری رات ہے  
 چاند تارے سجدے میں ہیں جھومتی ہو کائنات  
 کج کی جو بات ہے بس وہ نرالی بات ہے  
 آپ تو ہیں واقعِ اسرارِ رب العالمین  
 کُنتَ کنزاً مخفیاً لربِّی کی ذات ہے  
 نور کی محفل ہے طالبِ نور ہی مطلوبِ نور  
 اک سراپا نور معراجِ نبیؐ کی رات ہے  
 یادِ احسنِ سکونِ اے شمس ہونا چاہیے  
 بڑھ گئی ہیں دھڑکنیں کیوں ل کی دیکھا ہے

## شکیل بدایونی

تمنا ہے کہ مرتے وقت بھی ہم مسکراتے ہوں  
زباں پر یا محمدؐ ہو جب اس دنیا سے جاتے ہوں

بنے اے کاش اس دم ساز ہستی آخری ہچکی  
فرشتے نغمہ وصل علیؑ جب گنگناتے ہوں

مزدہ جب ہے کہ ہم دیوانہ داران کی طرف جائیں  
اشاروں سے شبہ ہر دوسرا ہم کو بلاتے ہوں

شبِ فرقت کی ان رنگینوں پر جانِ دل صدمتے  
تمھاری یاد ہو دل میں ستارے جھللاتے ہوں

نہ کیوں ادبچا ہو سارے انبیاء سے مرتبہ ان کا  
سفارش کر کے جو امت کو اپنی بخشواتے ہوں

سکوں کی ساعتوں میں کون ان کو بھول سکتا ہے  
دمِ مشکل جو ہر اک بے نوا کے کام آتے ہیں

بیاں ہو کیا شکیل اس بزمِ دل کی جلیہا مانی  
حبیبِ کبریا جس بزم میں شریف لاتے ہوں



## شفیق جرنیوری

اُجالی رات ہوگی اور میدانِ قبا ہوگا  
 زبانِ شوق پر یا مصطفیٰؐ یا مصطفیٰؐ ہوگا  
 اترتے ہوں گے رحمت کے فرشتے آسمانوں سے  
 خدا کا نور ہوگا روضہ خیرالوری ہوگا  
 وہ نخلستانِ مکہ وہ مدینے کی گزرگاہیں  
 کہیں نورنبیؐ ہوگا کہیں نورخدا ہوگا  
 جھلکی ہوگی مری گردن گناہوں کی خجال سے  
 زبان پر یا رسول اللہؐ نظر حالنا ہوگا  
 کچھ اونٹوں کی قطاروں میں انوکھی سادگی ہوگی  
 حدی خوانوں سے طیبہ بیاباں کو نجتا ہوگا  
 کبھی کوہِ مفرح سے نظارے ہوں گے گنبد کے  
 کبھی بیرِ علیؑ پر عاشقوں کا جگمگنا ہوگا  
 شفیق اس دن نہ پوچھو دردِ الفت کی فراوانی  
 کہ ہم ہوں گے حجازِ پاک کا دارالشفاء ہوگا

شاد عارفی وہ مطلع انوار ہیں اے صل علی آپ  
منہ کار رہی سرکار ہیں صل علی آپ

پابندِ رخ و سمت نہیں رحمتِ باری  
ہر سمت ضیا بار ہیں اے صل علی آپ  
دنیا میں فاقہ ہے تو عقبی میں شفاعت

ہر طرح مددگار ہیں اے صل علی آپ  
اس وقت کہ تسکین کو روتا ہے زمانہ  
تسکین دل زار ہیں اے صل علی آپ

جو آپ کی امت کو ڈبونے پہ تلے ہیں  
ان سے کبھی خبر دار ہیں اے صل علی آپ

اللہ سے اسلام کے دشمن کے لیے بھی  
رحمت کے طلبگار ہیں اے صل علی آپ  
تخصیصِ عنایہ ہے نہ تعینِ من و تو

وہ ابرگہر بار ہیں اے صل علی آپ  
تسکین عطا کرتے ہیں اسماءِ مبارک

ور و لب بیمار ہیں اے صل علی آپ  
ہر نعمت کی اے شاد مجھے داد ملے گی  
دائندہ افکار ہیں اے صل علی آپ

## شفا گوالیاری

وہاں آقا، مولا، بادشاہ، بکر و برہنچا  
نہ پہنچے گا، نہ ایتک جس جگہ کوئی بشر پہنچا

زمانہ صرف کہہ سکتا تھا اتنا عرش پر پہنچا  
پہنچنے والا جلنے کس طرف پہنچا، کدھر پہنچا

جواب لن ترانی دے دیا تھا جس نے مہی اند کو  
وہی مشتاقِ نظارہ تھا جب خیر البشر پہنچا

جہاں جاتے ہوئے روح الامیں بھی نہ کھاتے ہیں  
خدا کی شان ہے پہنچا وہاں دراک بشر پہنچا

نہ پوچھو ماجرائے آمد و رفت اے تعالیٰ اللہ  
یہ پروازِ خیال آیا بہ رفت از نظر پہنچا

تعجب کیا جو پہنچا عرش پر اک عرش پر درز  
اسی کا تھا وہ گھر جس وقت چاہا اپنے گھر پہنچا

کہوں گا قصہ غم داستانِ گردِ دیش قسمت  
شفا رخصتہ پہ محبوبِ خدا کے میں اگر پہنچا

شارقِ ایرانی مطلعِ کنتِ کنزِ سے بھولی کرنِ جگمگاتا ہوا آفتاب آگیا

الہیہ اللہ جلووں کی رعنائیاں شاہکارِ ازل بے نقاب آگیا

بارشِ نور کرتی ہے لوحِ حبیبِ سہتی پاک ہے جلوہ زارِ نقیب

انجمنِ معنی میں اک شور ہے حسن کا ادیب ہفتاب آگیا

لہلہانے لگیں کشتِ ذوقِ وفا ہر طرف چھا گئی رحمتوں کی گھٹا

عشق کا پھول خوشبو لٹانے لگا روح کے یاسمن پر شب آگیا

وہ امیرِ ازل رحمتِ دوہاں آج ہے ذوقِ محفلِ انس و حیاں

جس کو اتنا فتحا کی عظمت ملی جس کا سین و طحہ خطا آگیا

شوق کی روح پرور ہو ایں چلیں ظلمتیں مرکزِ نورِ ایماں بین

اک بہارِ آفریں تازگی چھا گئی اک سرِ آفریں نقلا آگیا

قلبِ صدیق کا جلوہ گسترِ نگینِ محفلِ سیم احمد کا پردہ نشین

دہرِ خلدِ سارِ عرشِ بریں واقعہ رازِ ام الکتاب آگیا

ذوق و شوقِ کلیمی کی منزلِ کہاں منزلِ نعتِ ماہِ اسری کہاں

اس طرف اُدنِ بنی کی آئی صدا اس طرف بنِ ترائی جواب آگیا

آج شارق نے یوں کیف میں جھوم کر نعتِ پاکِ رسولِ مکرم پڑھی

اہلِ ایماں نے آواز دی مرحبا صاحبِ نشہ بے شراب آگیا



## شوکت تھا نوی

ہم ہیں تھوڑات کی جنت لیے ہوئے  
آنکھیں ہیں بند جلوہ رحمت لیے ہوئے

پونچے ہوئے ہیں آج دیار حبیب میں  
اس نخت نارسا کی شکایت لیے ہوئے

دیوانہ دار آہی گیا ان کی بزم میں  
اک رو سیاہ حسرت طاعت لیے ہوئے

احساس عطر بنے عنبر نشاں خیال  
میٹھے ہیں ہم دینے کی نکت لیے ہوئے

جیسے کہ سامنے مستبم حضورؐ ہیں

اور ہم ہیں ایک اشکِ ندامت لیے ہوئے

یارب کھلے نہ آنکھ کہ میٹھے ہوئے ہیں ہم

پیشِ نظرِ جمالِ رسالت لیے ہوئے

جیسا بھی کچھ ہو آپ کا ہو آپ کے سپرد

آیا ہے اپنے آپ کو شوکت لیے ہوئے

## شعری بھوپالی

نصائے کن کی آقا اب تدا انتہا تم ہو  
تمہارا مدعا ہم ہیں ہمارا مدعا تم ہو

تمہاری ہی شاعروں سے دُعا عالم جگمگاتے ہیں  
براہِ راست انوارِ خدا کا آئینہ تم ہو

فرشتے کیا فرشتوں کا تصور بھی نہ پہنچے گا  
وہ خلوت گاہِ یزدانی جہاں جلوہ نما تم ہو

گہنگاروں کا یوں بھی حق ہی ثابتِ خلد و کوثر پر  
خدا کا عزم تم ہو حکم تم ہو فیصلہ تم ہو

تمہارا قول صادق ہے تمہارا ہر عمل برحق  
یہ الفاظِ دیگر اعلانِ دستورِ خدا تم ہو

نہ موجوں کا ہمیں خطرہ نہ طوفانوں کا اندیشہ  
کہ جس کشتی میں ہم بیٹھے ہیں اس کے نام خدا تم ہو

مجھے یہ دردِ دنیا یا عیشِ تسکین نہیں ہوتا  
خدا شعری کو دے ایسا مرض جس کی دوا تم ہو

## شایدِ ناخیزِ الہ آبادی

اسیرِ حلقہ گیسوئے یار کیا کہنا  
 حصولِ کیفیتِ مسلسل بہار کیا کہنا  
 ہر ایک کام پہ ملتی ہے منزلِ مقصود  
 کمالِ عزمِ غریب الدیار کیا کہنا  
 ذرقِ تابہ قدم بن گیا تجسمِ نور  
 تری نگاہ کا امیدوار کیا کہنا  
 نگاہِ شوق کے موتی قبول فرمائے  
 مرے حبیبِ مرے غمگسار کیا کہنا  
 بنے گا نقشِ کعبہ پاؤںِ مصطفیٰ شاید  
 مرے مزار کا یوح مزار کیا کہنا



## شیر افضل جعفری

قامت پہ فدا ذی شان ملک  
 قدموں پہ جھکے فرزندِ فلک  
 تلواروں کو چومے فرشتے زمیں  
 نظروں کی بلندی عرشِ ملک  
 معراج کے نشے آنکھوں میں  
 ماتھے پہ ازل کی مست جھلک  
 رفتار پہ سرِ پاں دورِ دماں  
 گفتار سے کوثرِ جاے چھلک  
 اندازِ جبین اک نورِ حسین  
 قرآن کی آیت نوکِ پلک  
 چاہے تو ازل کے پسے سے  
 گردوں کا آئینہ چاہے ڈھلک  
 اس غیرتِ یوسف کی افضل  
 رہ رہ کے اٹھے جی میں ملک



## شاد سورتی

اللہ کی رحمت کا حاصل ہے مدینے میں  
 سرکارِ دو عالم کی منزل ہے مدینے میں  
 اک نورِ مجسم کی منزل ہے مدینے میں  
 ہر آن فرشتوں کی محفل ہے مدینے میں  
 دوری میں بھی قربت کی لذت مجھے حاصل ہے  
 میں ہند میں ہوں لیکن یہ دل ہے مدینے میں  
 بت خانے کو کعبہ کا بختا ہے شرف جس نے  
 اس کعبہ کی عظمت کا حامل ہے مدینہ میں  
 جس قسزم رحمت سے سیراب ہوئی دنیا  
 اس قسزم رحمت کا راعل ہے مدینے میں  
 آدم سے سیٹھا تک جتنے بھی نبی آئے  
 ان سب کے مذاہب کا حاصل ہے مدینے میں  
 ایمان کی پوچھو تو اپنا یہ عقیدہ ہے  
 کعبے کے بھی راہی کی منزل ہے مدینے میں  
 اے شاد وہیں چلیے اے شاد وہیں چلیے  
 کہتے ہیں سکوں جس کو حاصل ہے مدینے میں

# شایان رامپوری

کہاں وہ بات کسی صاحبِ صفیات میں ہے  
 جو بات ختمِ رسلِ فخرِ کائنات میں ہے  
 تمام چاند ستارے ہیں گردِ پایے رسولؐ  
 جمالِ شانِ خدا مصطفیٰ کی ذات میں ہے  
 نہیں ہے خوت ہمیں کوئی روزِ محشر کا  
 ہمارا ہاتھ رسولؐ خدا کے ہات میں ہے  
 کلامِ حق کی ہے تفسیرِ شانِ ختمِ رسلؐ  
 ہر ایک مرصعی حق ان کی بات بات میں ہے  
 کہاں نصیب کسی اور کے تصور میں  
 سکونِ دل کا جو ان کے تصورات میں ہے  
 ہزار باغ کھلے جس طرتِ نگاہ اٹھی  
 کمال یہ نگہِ فخرِ معجزات میں ہے  
 خزاں ہے ان کی نگاہوں کی بے رخی کا اثر  
 بہارِ قس کناں ان کے التفات میں ہے  
 ہے جہاں گزریں جو محبتِ رسولؐ کی دل میں  
 اک آفتاب سارِ روشن اندھیری رات میں ہے  
 جگہ جو ان کی محبت کی دل میں ہے شایان  
 نہ ہر دمہ نہ جہاں کے جو اسیرات میں ہے

ہزار جان گرامی ذرائے نام نہی

امین و صادق و معصوم و شافع محشر

خطاب رحمت عالم صفت خیر بشر

تو ناخداے اُمم خوش خصال خوش نفسی

محمد عربی

وہ جس نے قلبِ سماں کو روشنی بخشی

وہ جس نے حق و صداقت کو زندگی بخشی

بہ خاک پائے تو جامِ دہیم گر طلبی

محمد عربی

وہ بے بسو کل سہارا وہ بے کسو کل کفیل

سمجھوں کو شمعِ ہدایت جس کا حسنِ جمیل

رسولِ آخر و معجزِ نام و بوالعجبی

محمد عربی

وہ جس کا ہستی کو نین میں جواب نہیں

دلہاں تو چاند تاروں کا بھی حساب نہیں

نظیرِ ہر بہ پیشکش کمالی بے ادبی

محمد عربی

ہر اک مالک کو نین فخرِ موجودات

ہے سچ آپ کے عاشق کو غم کی کالی رات

یہ تو منشا رکشمِ نالہ ہائے نیم شبی

محمد عربی

## صوفی غلام مصطفیٰ متبسم

رخشنده ترے حسن سے رخسارِ یقیں ہے  
تابندہ ترے عشق سے ایماں کی حبیبیں ہے

چمکائے تری ذات سے انساں کا مقدر  
تو خاتم کونین کا رخشنده رنگیں ہے  
ہر قول ترا حیرتِ صداقت کا ہے ضامن  
ہر فعل ترا حسنِ ارادت کا امین ہے

ہر گام ترا ہم قدم گردشِ دوراں  
ہر جاوہ تری رہ گزیرِ خلدِ بریں ہے  
جس میں ہو ترا ذکر وہی بزم ہے رنگیں  
جس میں ہو ترا نام وہی باتِ حسیں ہے

چمکی کھلی کبھی جو ترے نقشِ کفِ پا سے  
اب تک وہ زمیں چاند تاروں کی زمیں ہے  
آنکھوں میں ہے اس خلقِ محسوس کا تصور  
اک خلدِ مسرت مری نظروں کے ترس ہے



## صبّاجے پوری

تصور باندھ کر دل میں تمہارا یا رسول اللہ  
 خدا کا وہ نہیں ہوتا خدا اس کا نہیں ہوتا  
 زمیں سے آگے خورشیدِ محشر میں تو ان کو کیا  
 بھر دے اس کو کہتے ہیں گنہگاروں کے محشر میں  
 تمہارا ہی کرم تھا کیونکہ دن بھی اور رات کا  
 خدا سے پوچھ لو کیا حال ہوتا ہے محبت میں  
 ہر اک کی ہے یہی خواہش کہ بیٹھے ان کے سایہ میں  
 خدا کا بحرِ رحمت اس قدر کیونچ شش میں آیا  
 خدا سنتا ہے اور بندوں میں بچنے کے سنتا ہے  
 شفیعِ حشر ہو تو پھر بھی کے واسطے ہو تم  
 خدا حافظ خدا ناصر ہی لیکن یہ محشر ہے  
 خدا کا نام لے لے کر جو بن آیا وہ لکھ لایا

خدا اپنا سمجھتا ہے صبا کو کیا منہ ہے  
 بتاتا ہے وہ اپنے کو تمہارا یا رسول اللہ

خدا کا کر لیا ہم نے نظار یا رسول اللہ  
 جسے آتا نہیں ہوتا تمہارا یا رسول اللہ  
 ہے جن پر سایہ دامن تھا یا رسول اللہ  
 خدا کے سامنے تم کو پکارا یا رسول اللہ  
 بڑی ہی خیر و خوبی سے گزارا یا رسول اللہ  
 نہ پوچھو حال جو کچھ ہے ہمارا یا رسول اللہ  
 سروں پر جن کے سایہ ہو تمہارا یا رسول اللہ  
 کسی سیکس کہتا تم کو پکارا یا رسول اللہ  
 جہاں بھی ذکر ہوتا ہو تمہارا یا رسول اللہ  
 ہمیں کو کیونش دو گئے تم ہمارا یا رسول اللہ  
 ہاں تو آپ ہی دیکھ سہا یا رسول اللہ  
 تجھے کب بغت لکھنے کا ہے یا رسول اللہ

## صبا افغانی

شام ہو یا سحر دن ہو یا رات ہو جب کہیں ذکر خیر لا نام آگیا  
 شوق میں ہر ملک عرش سے فرش پر ذکر سننے بعد احترام آگیا  
 ساتی حوض کوثر کے دربار میں جب کوئی تشنہ لب تشنہ کام آگیا  
 مسکے سرکار کی چشمِ رحمت اٹھی اور کوثر کا لبریز جام آگیا  
 شرحِ روئے نبیؐ سورہ الضحیٰ اور دلیلِ شریحِ زلفِ دوتا  
 ان کی تعریف میں ان کی توصیف میں خالقِ دو جہاں کا کلام آگیا  
 سخت تار یک دے نور تھی شامِ غم لیکن آقا کی الفت کا دیکھو کرم  
 مٹ گئی تیرگی ہو گئی روشنی داغِ دل کو بھی مشعل کا کام آگیا  
 اللہ اللہ نام حبیبِ خدا کتنا شیریں ہے اور کس قدر جانا فزا  
 پھول سے کھل گئے لبے لب لگے جبے باں پر محمدؐ کا نام آگیا  
 یوں تو آئے جہاں میں بہت انبیا آپ جیسا مگر ان میں کوئی نہ تھا  
 نور ہی نور ہر سا ہر اک چیز پر جستاروں میں ماہِ تمام آگیا  
 اے صبا ہر تعظیم محبوبِ بے کھٹے ہو گئے صفتِ صفتِ باادب  
 کیا شجر کیا حجر کیا ملک کیا بشر ہر زباں پر درود و سلام آگیا

## ضیاء القادری

روشن بزم جو سرکار نظر آتے ہیں  
 اے سیحانے دو عالم تری رحمت کے تثار  
 جلوہ حسن میں گم ہیں بشر و جن و ملک  
 دشت فاران سے دیوانے تھے جائیں کہاں  
 اہل تقویٰ کا ہے مجمع لب تسنیم و طور  
 جلوہ روضے میں کا ہے تصور ہر دم  
 مدنی چاند ترے حسن کے متوالے تمام  
 تیرے عشاق تمام لے شہِ خوابِ جہاں  
 سر پہ سجدہ ہیں جو سلطان "مقام محمود"  
 بیکہ شوق کو ہو جاتی ہے معراج نصیب

ہر طشہ عرش کے انوار نظر آتے ہیں  
 کتنے اچھے ترے بیمار نظر آتے ہیں  
 انبیاء آئینہ بردار نظر آتے ہیں  
 سلمے خلد کے گلزار نظر آتے ہیں  
 مست و بد ہوش یہ میخوار نظر آتے ہیں  
 مضطرب شایق دیدار نظر آتے ہیں  
 نشہ عشق میں سرشار نظر آتے ہیں  
 عاشق ایزدِ غفار نظر آتے ہیں  
 حشر میں شاد گنگار نظر آتے ہیں  
 جب ترے روضے کے مینار نظر آتے ہیں

دنگِ نعتِ شہِ بطحا ہے پس پر وہ ضیا  
 لاکھ سادہ مے اشعار نظر آتے ہیں

## ضمیر بریلوی

یہ کیا بتائے کوئی علم ان کو کس قدر ہے  
 روغنے میں جلوہ گر ہیں کونین کی خبر ہے  
 اسری بعبدہ کی تفسیر اس قدر ہے  
 اک عبدِ خاص اپنے رب کے قریب تم ہے  
 سجدہ بہ سوئے کعبہ کرنا ہے فرض لیکن  
 اہل نظر یہ دیکھیں کعبہ کا رخ کدھر ہے  
 طیبہ کی حد میں رہ کر جنت کی آرزو کیا  
 جنت ہے اپنے گھر کی جنت میں اپنا گھر ہے  
 قصیر حبیب حق کی رفعت خدا ہی جانے  
 زینے کی پہلی سیڑھی جب بامِ عرش پر ہے  
 شاہِ بنا کے بھی سسر کار کو خدا نے  
 ہر ذرے کی خبر ہے ہر ذرے پر نظر ہے  
 اس کی خوشی سے خوش ہے اعمال کی ترازو  
 طیبہ کی سرزمین کے کانٹے کا یہ اثر ہے  
 ہر گام پر ضمیر اب پاس ادب ہے لازم  
 طیبہ کی سرزمین ہے طیبہ کا یہ سفر ہے



## ضمیمہ جعفری

وہ اک امی کہ ہر دانش کو چمکاتا ہوا آیا  
 وہ اک دامان بخش پھول برساتا ہوا آیا  
 وہ اک نغمہ کہ اتانوں کو چمکاتا ہوا آیا  
 وہ اک جذبہ کہ اریانوں کو دھمکاتا ہوا آیا  
 وہ اک ترمی کہ نگ و حش کے سینے میں اتری  
 وہ اک شیشہ کہ ہر تھپے سے نکراتا ہوا آیا  
 وہ اک عظمت کہ مظلوموں کے چہرے پر دکھائی  
 وہ اک بندہ کہ سلطانوں کو ہکراتا ہوا آیا  
 وہ اکستی کہ ہستی کو چلا دیتی ہوئی پھیلی  
 وہ اک عالم کہ ہر عالم پہ چھا جاتا ہوا آیا  
 انشیت حسن کی تکمیل فرماتی ہوئی ابھری  
 تصور آخسری تصویر بن جاتا ہوا آیا  
 ترے در کے سوا آسود گئی دل کہاں ملتی  
 ترے در پر زمانہ ٹھوکریں کھاتا ہوا آیا

## ضرب الکھنوی

ہر سہر طیت قیم صل اللہ علیہ وسلم  
 روحی فدا کے نور مجسم صل اللہ علیہ وسلم  
 اے فتالی اللہ تبارک آپ کی تعلیم پاک  
 وجہ قرار عرش معظم صل اللہ علیہ وسلم  
 چشم بین زاغ کشیدہ عارض نوبت صبح و شب  
 لبائے الاسری کیسویں پر خم صل اللہ علیہ وسلم  
 پشت اپنا عیلم کے آقا آپ کا نام پاک جو چکا  
 ہو گیا جاری چشمہ زمزم صل اللہ علیہ وسلم  
 گھر کی گڑھی کا ٹھکانا پیا کسل کہنہ شکا و دشالہ  
 نان جو میں پر ہیں خوش خرم صل اللہ علیہ وسلم  
 فاقوں پہ فاقے ہوتے ہیں کثیر باندھے ہیں زینت پہ پتھر  
 فقر و قناعت کا ہے یہ عالم صل اللہ علیہ وسلم  
 ہے یہ تنہا شاہِ دینہ جلد موٹے ابابہ دینہ  
 آپ کے در پہ نکلے مراد صل اللہ علیہ وسلم  
 آپ دکھائیں آں کے تجلی آپ لائیں دل کو تسلی  
 توڑ رہا ہو جب یہ ضیاء صل اللہ علیہ وسلم

## طرفہ قریشی بھنڈاوی

نفس نفس کو ہے وابستگی مینے سے  
 یہاں تک آئے ہیں تو اور دو قدم بڑھ جائیں  
 کہاں مراد دل نازک کہاں فراق نبیؐ  
 ہنکل کے حلقہ زلف نبیؐ سے جائے کہاں  
 دل شکستہ سے لپٹی ہیں نور کی موجیں  
 در رسولؐ پہ مرنے کی آرزو کیسی ؟  
 میں کسم پاک محمدؐ کو دل سمجھتا ہوں  
 خراب عقل سے ہی لغزشیں یہ ہوتی ہیں  
 مرا ضمیر ہے آئینہ جمالِ رسولؐ  
 میں اپنا دردِ جگر لے کے اب کہاں جاؤں  
 گزر رہی ہے مری زندگی قرینے سے  
 کہ عرش دور نہیں مصطفیٰ کے ذینے سے  
 یہ آگ شعلے نکالے کی آ بجینے سے  
 کہ مشک میں ہے ہلکے پکے پسینے سے  
 کنارہ مانگ لے ساحل مرے سفینے سے  
 حیات مانگ کے لائیں گے ہم مینے سے  
 نہ ہوگا دور یہ تعویذ میرے سینے سے  
 خراب عشق نہیں لوٹتے مینے سے  
 میں اپنے سینے کو رکھتا ہوں پاک کینے سے  
 لگا دو آپ کے نعلین میرے سینے سے

کے کلام ہے اس معبرے میں لے طرفہ  
 کہ چاند آج بھی ہوتا ہے شق مینے سے

## ظفر مرزا ناگپوری

ہے رشکِ جاناں شانِ گلستانِ مدینہ  
 ہے عرشِ بریں گوشہٴ داناںِ مدینہ  
 توحید کے پھولوں سے معطر ہوئی دنیا  
 الشریعے بہارِ چمنستانِ مدینہ  
 کیا دعوتِ حق عام ہے ہر فردِ بشر کو  
 پھیلا ہوا۔ کس شان سے ہے خوانِ مدینہ  
 کس دل سے بہت دور ہے الشریعہ کی رحمت  
 جس دل میں نہیں الفتِ سلطانِ مدینہ  
 ہر شکل میں ہے جلوہ نما نورِ تجلی  
 آتا ہے نظر ہر درخشانِ مدینہ  
 ہے قدرتِ حق تابعِ فرمانِ محمدؐ  
 کونین کے سلطان ہیں سلطانِ مدینہ  
 خوان کو بھی سنتے ہیں ظفرِ عرشِ بریں پر  
 ہے آرزوئے سیرِ گلستانِ مدینہ



## عابد علی عابد

اب صبرِ التفات ہے ساقی کی چشم بست  
 اب شاملِ نشاط نہیں انگبین سے  
 اب پست تر ہے زمزمہ موت کی نوا  
 اب تیز تر ہے ہمہ زندگی کی لے  
 اب آفتابِ برجِ سعادت میں آگیا  
 اب ہو چکی بناطِ شبِ نامراد طے  
 اب سطوتِ پیمبرِ خاتم ہے جلوہ گر  
 اب مرزبانِ روم نہ فرماں روا ہے رے  
 اب دیدہ ہزار میں ہے سرمہ غبار  
 اب ہو رہی ہے بارشِ انوارِ پے پے  
 اب تاجدارِ مسندِ بطحی کا ہے ظہور  
 تاجِ مصر و شام بہ اطرافِ روم دئے  
 عابد سخن سرا نہ سہی بے نوا سہی  
 خارج نہیں میانِ عقیدت میں کوئی شے

## عشر انصاری

تیری خاطر میرے شاہ دیدہ و دل فرش راہ	امن تیری مصلحت صلح جو تیری صفت
اکہ تاحہ نگاہ منتظر ہیں ہر دماہ	ملک تیرے شش بہت انس جہاں تیری سپاہ
اشہدان لا الہ الا اشہدان لا الہ الا	اشہدان لا الہ الا اشہدان لا الہ الا
نازش کون مسکن تاجدار انس جہاں	تیرا قرآن ہے مثال تیرا ایمان لا زوال
عرش تیرا آستان خلد تیری جلوہ گاہ	تیری ذات با کمال شان وحدت کی گواہ
اشہدان لا الہ الا اشہدان لا الہ الا	اشہدان لا الہ الا اشہدان لا الہ الا
شانع روز جزا منظر ذات خدا	ان کے وہ عالم ترا مالک ہر دوسرا
مجتہد مصطفیٰ اے مرے شاہوں کا	پھولوں سے امن بھرا پھر بھی کانٹوں کے نباہ
اشہدان لا الہ الا اشہدان لا الہ الا	اشہدان لا الہ الا اشہدان لا الہ الا
کیون ہوں فریاں ہم تجھ پہ اے شاہِ اُمم	دل ہے بیتاب جز ہیں سبز گنبد کے مکین
دشمنوں پر بھی کرم دوستوں پر بھی نگاہ	تیری فرقت میں کہیں آنہ جا کے لب تک آہ
اشہدان لا الہ الا اشہدان لا الہ الا	اشہدان لا الہ الا اشہدان لا الہ الا
روبرو تیرے شہا ہر کیا ہے ماہ کیا	پھر ترے در پر عمر آگیا ہے لوٹ کر
یہ بھی تیرا نقش پا وہ بھی تیری گرد راہ	لے جمال منتظر پھر ادھر کوئی نگاہ
اشہدان لا الہ الا اشہدان لا الہ الا	اشہدان لا الہ الا اشہدان لا الہ الا

## عبدالعزیز فطرت

جس کا نام اور نسب ہے پر نور  
 اس پہ ہر لمحہ درود اور سلام  
 بسکہ ہے نعت کا مضمون مقصود  
 اے خوشا دادی شرب کی نضا  
 نور ہی نور ہے عالم عالم  
 اسی محبوب زماں کا ہے یہ گھر  
 جس کے فیضانِ نظر کے صدقے  
 جس نے انسان کو بخشا ہے شرف  
 بس کی پابوسی سے پا کر اعزاز  
 جس کے رونے کی تجلی کے طفیل  
 آرزو بس کہ اسی جلوے کی ہے  
 جس کا ہر پیارا لقب ہے پر نور  
 واہ کیا ماہِ عبیر ہے پر نور  
 میری ہر جنبش لب ہے پر نور  
 افقِ دشتِ عبیر ہے پر نور  
 دل ہی تنہا مرا کب ہے پر نور  
 ہر طرح جس کا نسب ہے پر نور  
 سب عجم اور عرب ہے پر نور  
 زندگی جس کے سبب ہے پر نور  
 محفلِ انجسہم شب ہے پر نور  
 صبحِ رنگین ہے شب ہے پر نور  
 دیدہ حسنِ طلب ہے پر نور

فطرت اور نعت کی سہی صادق  
 آج ایوانِ ادب ہے پر نور

# عشقی جے پوری

وحسہ قرارِ قلب پریشاں تمہیں تو ہو  
 درماںِ بخشیم سینہ سوزاں تمہیں تو ہو  
 جامِ نطفے کے خالق تسکین اضطراب  
 ہاں مسکے مرنے جینے کا سا ماں تمہیں تو ہو  
 ہر شے میں ہو نمایاں تمہارا ہی رنگِ رنج  
 ہر رنگ بومیں جان بہاراں تمہیں تو ہو  
 دل اور نظر میں لاکھوں بہاریں ہر آنِ دنوں  
 دل اور نظر میں مسکے خراپاں تمہیں تو ہو  
 پھر کر رہا ہوں تازہ تجلی کا انتظار  
 آؤ کہ رونقِ دلِ دیراں تمہیں تو ہو  
 وابستہ تم سے ہے مری ہستی کا ہر ورق  
 میری کتابِ عشق کا عنوان تمہیں تو ہو  
 قرباں ہزار سوزِ دروں کی لطافتیں  
 مسکے دلِ تباہ کا ارماں تمہیں تو ہو  
 تم نے تلاطموں میں حطاً حوصلے کیے  
 تاب و توانِ بازوئے لرزاں تمہیں تو ہو  
 وحشت میں کر رہا ہے جو نغموں کی باریں  
 عشقی کے ہر نفس میں غزلیں تمہیں تو ہو



## عسری زیارہ بنکوی

ہمارے آقا، حبیبِ داد، شفیعِ محشر، تقسیمِ کوثر  
فضائے جلوت میں آ رہے ہیں جہیمِ خلوت کے بن سوار کو

فضائے کون و مکان منور ہوائے ارض سما معطر  
زے جمالِ رخ محمّد بہ نہمت کیوں معنبر

فروعِ الشمس دے زیبا کمال و لیلِ زلف پر خم  
نودِ صبح یقین تبسمِ حسین روشن حدیثِ کوثر

جلالِ آدم حجابِ مریم کمالِ عیسیٰ جمالِ یوسفؑ

بہ آں ہمہ حسن المقدم بہ ایں ہمہ حسن الموانر

قدم بڑھائیں جو سوئے منزل تو تبض کو نین تھر تھرا  
ادائے حسن سبک خرامی نوشتہ کات مقدّر

ہجومِ محشر میں کہہ سکا تو کہو گلے رحمتِ دو عالم

اٹھا بھی دواب نقابِ رخ سے بل ہی جانِ نظامِ محشر

عزیزِ قیدِ حیات میں بھی سکون حاصل ہوا اہل غم کو

کہ دل میں ہے اضطرابِ پیہم بہ رشتہِ رحمتِ پیمبرؐ

# عرش صہبائی

چشکیاں لیتی ہے دل میں ہر گھڑی یادِ رسولؐ  
 بن گئی ہے اب تو میری زندگی یادِ رسولؐ  
 دفنایہ دل مثالی غنچہ گل کھل اٹھا  
 جب و فورِ پاس و غم میں آگئی یادِ رسولؐ  
 بزمِ لطیف و عیش تھی یا تختہ دار و رس  
 ہم کو ہر اک حال میں آتی رہی یادِ رسولؐ  
 کل بھی یہ چھائی ہوئی تھی میری بزمِ شوق پر  
 اور رگ رگ میں بسی ہے آج بھی یادِ رسولؐ  
 کیا کہوں اب میں کسی سے مدعاۓ زندگی  
 جب مری ہستی کا حاصل بن گئی یادِ رسولؐ  
 اس سے پہلے بزمِ ہستی کیا تھی اک ظلمت کدہ  
 دے گئی ہے شمع دل کو روشنی یادِ رسولؐ  
 پوچھتے کھپتے ہیں اب دنیا سے ہم اپنا پتہ  
 زندگی پر اس طرح کچھ چھا گئی یادِ رسولؐ  
 بارِ غم سے جب ہوا میں ماہل فریادِ عرش  
 دے گئی دل کو مے سکین سی یادِ رسولؐ

## عبدالرزاق سقید

میںج تو حید کعبہ مرکز سنت ہے تو  
خواب گاہ فخر عالم آیہ رحمت ہے تو

سلطنت بغداد کو ذہ تیرے آگے سرنگوں  
بعد کعبے کے زمانے بھر سے با عظمت ہے تو

مرقد صدیق اکبر مدفن فاروق ہے  
سکین اہل و ناسرما یہ رحمت ہے تو

تیرے ہر ذرے سے راہ رسم و الفت آشکار  
آج دہر پر فتن میں ماجی بدعت ہے تو

مسجد اطہر میں ابتک گونج ہے آمین کی  
عیش ہے تجھیر کا تسبیح کی عشرت ہے تو

واذکی بطحا سعید زار ہو زائر ترا  
صفویہ دنیا پہ جو ظاہر ہو وہ جنت ہے تو

## عزیز و ارثی

اے فخرِ رسل ان دنوں دُشوار ہے جینا  
منہدیہار میں ہے اب تری اُمت کا کُفینا

حیدر کی شجاعت دلِ مسلم کو عطا ہو  
محبوبِ خدا ماہِ عرب شاہِ مدینا

فاروق سے رہبر کی ضرورت ہے جہاں کو  
کچھ لوگ یہاں رکھتے ہیں اپنوں ہی سے کینا

خود اہلِ گلستاں ہی گلستاں کے ہیں دشمن  
پھولوں کا اسی غم میں یہاں چاک ہو سینا

ہر شخص یہاں آج ہے آلودہ عصیاں  
ہر شخص کی اصلاح ہو سلطانِ مدینا

اس دل کو تمنا ہی نہیں لعلِ دگر کی  
جو دل ہے محمدؐ کی محبت کا خزمینا

مشرَب ہی عزیزِ اپنا زمانے سے جدا ہے  
کہتے ہیں دریا کو ہسم اپنا مدینا



## عامر عثمانی

بڑی مشکل یہ ہے جب لب پہ تیرا ذکر آتا ہے  
 ابل پڑتے ہیں سوتے بکراں جذبِ محبت کے  
 کبھی جی چاہتا ہے تیری معصومی کے گنگاؤں  
 کبھی کہتا ہے دل زہرِ ورع سے ابتدا کروں  
 کبھی ذکرِ جہاں دل نشیں پر جی مچلتا ہے  
 کبھی قصہ سنا چاہتا ہوں تیرے بچپن کا  
 کبھی حیرت فزا غزوات پھر جاتے ہیں لکھنؤ نہیں  
 کبھی تیری صداقت و ولولہ انگیز ہوتی ہے  
 کبھی تیرے کمالِ صبر پر دل وجد کرتا ہے  
 کبھی تیری جفا کو شی پہ آنکھیں بڑباتی ہیں  
 کبھی جلوے ابھرتے ہیں تری مہاں نوازی کے  
 سلسل کشکش ہوتی ہے الفاظ و معانی میں

داغِ دل میں اک خوابیدہ محشر جاگ جاتا ہے  
 ابھرتے ہیں خاک کے تیری صورت تیری سیرت کے  
 کبھی جی چاہتا ہے سادگی کا ذکر کر ڈالوں  
 کبھی کہتا ہے دل دریا دلی کا تذکرہ کروں  
 کبھی غمید رسالت شوق کے سانچے میں مھلتا ہے  
 بہت سادہ بہت معصوم سنجیدہ لڑکپن کا  
 حنین و بدر کے دن رات پھر جاتے ہیں لکھنؤ نہیں  
 کبھی تیری ردا داری تحیر خیز ہوتی ہے  
 غمیل میں تیرے اوصاف کا پرچم ابھرتا ہے  
 تصور سے ترسے فاقوں کے ہنسیں چھوڑ جاتی ہیں  
 یتیموں بے سہاروں بے کسوں کی چارہ سازی کے  
 میں بہہ جاتا ہوں اک خاموش طوفان کی روانی میں

کہوں کیا کس طرح یہ فیصلہ مجھ سے نہیں ہوتا  
 خود اپنی الجھنوں کا تجزیہ مجھ سے نہیں ہوتا

## فارغ بخاری

حضورِ اقدس زمانے بھرے گئے تھے جو تیرگی مٹا کر  
 اسی بھیا تک فضا میں پھر رگ گیلے یہ کاروان آ کر  
 یہ زر کے بندے ترے دینوں پہ ناگ بن کر ڈٹے ہوئے ہیں  
 وہ خود کشی کر رہے ہیں مفلس حیات کا آسرا نہ پا کر  
 غریب اور مینوا کے اے دستگیر اندھیر ہو رہا ہے  
 کہ فخر کرتے ہیں تیرے درس عمل کی یہ دھجیاں اڑا کر  
 مذاق اڑتے ہیں جو اخوت کا نام بھی آج لے رہا ہو  
 یہ اپنی اغراض کے لئے بیچتے ہیں اسلام کو چھپا کر  
 جو نام لے حق کا اس کی گردن میں کفر کا طوق باندھتے ہیں  
 جو راستی پر چلے اُسے چھوڑتے ہیں مرغِ نفس بنا کر  
 اسی تعدی کے روکنے کو جہاں میں بعثت ہوئی تھی تیری  
 اسی طرح لوٹتے ہیں پھر مفلسوں کو سرمایہ دارا کر  
 میں کچھ ہوں تیرا ہی نام لیوا ہوں میری گردن نہ جھک سکیگی  
 میں تیرے درس حیات کا ساتھ دوں گا ہر چیز کو ٹا کر

فریق گورکھپوری

انوارِ بے شمار معدود نہیں  
 رحمت کی شاہراہ معدود نہیں  
 معلوم ہے کچھ تم کو محنت کا مقام  
 وہ اُمتِ اسلام میں معدود نہیں



## فخر الدین فخر کیا وہی

محبت کا اُن کی اثر دیکھتا ہوں  
 زمانہ میں ہر سو جہر دیکھتا ہوں  
 مدینہ جو آرام گاہ بنی ہے  
 پڑی جن کی نعین عرش بریں پر  
 فلک سرنگوں اُن کی عظمت کے آگے  
 درخشندہ تاروں کو ہفت آسماں کو  
 رُہِ مسطّٰی کے سوا دو جہاں میں  
 اگر وہ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا  
 بشر کیوں نہ اشرف ہو خلق خدا میں  
 اک اللہ کے بعد اُمّی لقب کو  
 کسی کانٹے مجھے اعتبار آئے کیونکر  
 طریقے جو ہیں اُن کی سنت سے شکر  
 کوئی ان کے دوسے جو منہ موڑتا ہے  
 جو ذرہ ہو دالستہ اُن کے قدم سے  
 خدا تو نہیں اور سب کچھ انھیں کو  
 میں اے فخر المخصر دیکھتا ہوں  
 فزونی در و جگر دیکھتا ہوں  
 میں فیضانِ پیغامبر دیکھتا ہوں  
 اُسے نورِ قلب و نظر دیکھتا ہوں  
 میں اُن کا مدینہ میں گھر دیکھتا ہوں  
 خدا ان پر شمس و قمر دیکھتا ہوں  
 نثارِ شبہ بحر و بر دیکھتا ہوں  
 ہر اک راہ کو پر خطر دیکھتا ہوں  
 انھیں باعثِ بحر و بر دیکھتا ہوں  
 حبیبِ خدا کو بشر دیکھتا ہوں  
 شہنشاہِ جن و بشر دیکھتا ہوں  
 انھیں کو نقطِ مقبّر دیکھتا ہوں  
 ضلالت کا سب میں اثر دیکھتا ہوں  
 اُسے کو بہ کو در بہ در دیکھتا ہوں  
 اُسے فرش سے عرش پر دیکھتا ہوں



## فضلاً ابن فیضی

اے تیری بارگاہ میں جبریل سجدہ ریز  
اے تیری بزم بوند و سلمان سے ہمکنار  
اے تجھ سے خود زبانِ خدا و مدہم کلام  
اے تیرے لب پند قصوں کنایہ وحی کے پیام

اے حاملِ رسالتِ محکم تجھے سلام  
لائے کودے کے ذوقِ جگر کا دی حیات  
اے شبنم سے تو نے رازِ گلستاں کیا ہے قاش  
قرباں تری اداؤں کے رستِ خلیل سے  
اور کے آئینے کو کیا تو نے پاشش پاش  
اے امتزاجِ شعلہ و شبنم تجھے سلام

ترتیبِ بے کے دانش و ہیں کے اصولِ نو  
پھونکی وہ روح تو نے ضمیرِ حیات میں  
اسرارِ زندگی کو نسیاں بنا دیا  
انساں کو اصل معنوں میں انساں بنا دیا

تہذیبِ زندگیِ کافی آدم تجھے سلام

دونوں ہیں تیسے خرمین عرفاں کے خوشہ چین  
روشن ہے تیسے لور سے یہ بزمِ شیش جہات  
عقلِ ادا شناس و جنونِ زیان و سود  
محکم ہے تیری ذات سے شیرازہ وجود

اے رازِ آخرینش عالم تجھے سلام

وہ نعمتِ تمام وہ روحانیت کی جہاں  
دونوں جہاں کو بخش دیا جلوہ دوام  
قرآن تجھ کو لا کے دیا جب سیر نے  
پیغام کیا دیا تجھے رستِ حلیل نے

دینِ مبیں کے خیرِ عظیم تجھے سلام  
اسلام کے خیرِ عظیم تجھے سلام

## فکری سُلطا پوری

نظر فکری گراں بار رسالت ہو تو کیا کہنا  
وہی جلوہ وہی صورت وہی گلیاں وہی نقشہ  
کبھی وہ مضطراباتِ نظر کا آدیں لمحہ  
کبھی طوٹ حرم ہوا و قدم غزیرہ غزیرہ  
کبھی الفاظِ معنی میں کبھی حرف و حکایت میں  
کبھی پرکینِ منظر سے جبینِ شوق جھک جائے  
بہاں کیفِ محبت ہو کبھی تو خود فراموشی  
حقیقت در حقیقت پردہ دارِ حقیقت ہو  
پر تارِ بنی ہونا ہے چیز دیگر اس لیکن  
بغض ہوں گے وہ محشر میں شفاعت کیے ہم  
جب ان کا اور ہمارا محشر ہی میں سامنا ہوگا  
دُخِ قبلہ جہاں خود ہی بدل جائے پئے سجدہ  
انہیں جلووں میں کھوجاؤں بد کی خندِ جہاؤں

تصویر ہی تصور میں زیارت ہو تو کیا کہنا  
بہاں دوری یہ قربت ہے جو قربت ہو تو کیا کہنا  
عَدَن کے جب جہازوں سے زیارت ہو تو کیا کہنا  
کبھی روضے کی جالی پر تلاوت ہو تو کیا کہنا  
کبھی نعروں میں رودادِ محبت ہو تو کیا کہنا  
کبھی محرابِ کعبہ میں عبادت ہو تو کیا کہنا  
کبھی اپنے گناہوں سے ندامت ہو تو کیا کہنا  
مجازی شکل و صورت میں حقیقت ہو تو کیا کہنا  
عسلا مانِ بنی سے بھی محبت ہو تو کیا کہنا  
تخیل میں جو یہ نازک حکایت ہو تو کیا کہنا  
قیامت کیا قیامت در قیامت ہو تو کیا کہنا  
جبینِ شوق ایسی جاؤ بیت ہو تو کیا کہنا  
کبھی یوں بارشِ انوارِ رحمت ہو تو کیا کہنا

کسی کے نامِ نامی سے کسی کی ذاتِ تقدس سے  
اگر فکری شریعت ہی مشیت ہو تو کیا کہنا

## فوقِ حَما

رشکِ جنتِ دیارِ مدینہ  
 روح میں تازگی آگئی ہے  
 کعبہ پاک عالم ہے دل کا  
 چوم کر کیوں نہ پلکیں پہ رکھ لیں  
 بہرِ تسکینِ دل جلنے والو  
 تیری قیمت پہ رشک آ رہا ہے  
 یاد رکھنا ہیں بھی دعائیں  
 مرکزِ عشق و توحید کعبہ  
 عظمتِ ہر دو عالم سے بڑھ کر  
 شیخ صاحب کو جنت مبارک  
 اور ہمیں رہ گزارِ مدینہ

اللہ اللہ بہارِ مدینہ  
 سُن کے ذکرِ بہارِ مدینہ  
 جانِ عالم دیارِ مدینہ  
 گل سے بہتر ہیں خارِ مدینہ  
 ہم بھی ہیں بے قرارِ مدینہ  
 میہانِ دیارِ مدینہ  
 رہ رہ گزارِ مدینہ  
 حسن کا گھر دیارِ مدینہ  
 عظمتِ تاجدارِ مدینہ  
 اور ہمیں رہ گزارِ مدینہ

سرمۂ دیدہ جان و دل ہے  
 فوقِ گرد و عبادِ مدینہ

## قتلِ شفا

شکستِ سطوتِ اہنام کی ضرورت ہے  
 ہر ایک دُور کو اسلام کی ضرورت ہے  
 شبِ سیاہ سے لرزوں ہے کائناتِ خیال  
 اے چراغِ سرِ شام کی ضرورت ہے  
 بلالِ رضی بن گیا جس سے جش کا ایک غلام  
 ہمارے دل کو اس الزام کی ضرورت ہے  
 جہاں جہاں پہ بھی انسانیت ہے خطرے میں  
 وہاں وہاں ترے پیغام کی ضرورت ہے  
 بشر کی اوک سے رِس رِس کے بہتہ جائے کہیں  
 شرابِ عقل کو اک حِمام کی ضرورت ہے  
 جنھیں بتانِ سیاست کا پیارے ڈوبا  
 اب اُن لبوں کو ترے نام کی ضرورت ہے  
 کریں گے ضابطہ فقر پھر سے ہم رائج  
 نظامِ زر کو اب آرام کی ضرورت ہے



## قاضی اطہر مبارکپوری

سلام اس ذات پر جس کا لقب ہے خیر انسانی  
 سلام اس ذات پر جو باعثِ نجاتِ عوالم ہے  
 سلام اس ذات پر جس کا تبسم روحِ میخانہ  
 سلام اس ذات پر جس کی ادا صبحِ حنیفانہ  
 سلام اس ذات پر جس کی صباحتِ خیر کنعانی  
 سلام اس ذات پر جس کی ہر زلفیں مسکینے رانی  
 سلام اس ذات پر جس نے دعائیں میں خفاؤں پر  
 سلام اس پر جو چمکا کفر کی کالی گھاؤں میں  
 سلام اس پر جو اکٹھا ہاتھ میں تیغِ دوم لیکر  
 سلام اس پر جو جلوہ گر ہوا روشن جبین ہو کر  
 سلام اس پر جو سویا بھی تو حالِ قوم پر دگر  
 سلام اس پر جو دیتا ہے فقروں کو کھٹی دارائی  
 سلام اس پر جو ہے شمعِ ہدایہ اور سبحانی  
 سلام اس پر جو ہے تفسیرِ حمتِ فیضِ ربانی

## قادر صدیقی

خزده اسے نفع بشر خیر البشر کی روشنی  
 جس کی ذات پاک یہ رونق کون مکاں  
 جس کا ہر عزم عمل حسن عمل کا آئینہ  
 جس کی ایک اک بات ہے صدق و امان کا بھرم  
 جس کے گیسو کی سپاہی اک شب عنبر نشاں  
 صورت زیبا سے جس کی جلوہ ماہ مہیں  
 جس کی اک کلمی پیر عرب قیصر و کسریٰ تار  
 جس کی تشریف آوری منکر سر عرش بریں  
 جس کے الوار یقیں سے گسب ایمان و یقین  
 اللہ شہید و معبود کار لبط عزیز

آمنہ کی گود میں پیغامبر کی روشنی  
 جس کی بعثت کا عطیہ بحر و بر کی روشنی  
 جس کا ہر اذن نظر فکر و نظر کی روشنی  
 جس کا ایک اک نقش پایہ راہبر کی روشنی  
 جس کے رونے پر ضیاء سے ہر سحر کی روشنی  
 جس لب دندان سے ہے لعل گہر کی روشنی  
 جس کی ناداری پہ صدقہ سیم زر کی روشنی  
 ماہ دابحہ نے شادی عمر بھر کی روشنی  
 دیدہ بینا میں ہے حق ید و در کی روشنی  
 آئینہ میں آگئی آئینہ گر کی روشنی

قادر اس ذات گرامی پر بہر لمحہ سلام  
 جس کا ذکر پاک ہے قلب نظر کی روشنی

## قمر حلال آبادی

یہ بزمِ ماہِ و انجمِ انساں کی رہ گزر رہے  
 جو آسماں سے گزرا ایسا بھی اک شر رہے  
 ذاتِ بنی کا صدقہ دنیا کے بحرِ دہرے  
 مفہوم میں بہت سے ادربات مختصر ہے  
 اے رحمتوں کے بانی چشمِ کرمِ اِدھر بھی  
 یہ گردشِ زمانہ مدت کے میرے سر ہے  
 عکسِ رخِ بنی سے ہیں دو جہاں منور  
 کچھ روشنی اِدھر ہے کچھ روشنی اُدھر ہے  
 اللہ سے چشمِ رحمت یوں چشمِ لطف اکٹھی  
 ہر ایک نے یہ سمجھا میری طرف نظر ہے  
 بیتاب ہو رہے ہیں سجدے قدم قدم پر  
 اے بنیادی بتانا یہ کس کی رہ گزر رہے  
 اظہارِ مدعا بھی تو، میں سے کرم کی  
 جو کچھ میں چاہتا ہوں اس کی انھیں خبر ہے  
 طیبہ کے راستوں میں تنہائیوں کا عیش کیا  
 جب رحمتِ الہی خود میری اہم سفر ہے  
 اے رحمتِ دو عالم کچھ اس طرف توجہ  
 اک مینوا قمر بھی محتاجِ یک نظر ہے

## کَلِمَہٗ اَحْمَدُ بَارِئِی

نورِ خدا ہو نورِ منور تمہیں تو ہو      وہ کون ہے جو بات کرے پیشِ فی و الجلال  
 ہاں ہاں خدا کے نور کا منظر تمہیں تو ہو      ہم کو ہے ناز جس کے کرم پر وہ آپ ہی  
 پیغمبروں میں شافعِ محشر تمہیں تو ہو      اب کرم تمہارے کرم کا ظہور ہے  
 ہم عاصیوں کے مونس رہ رہتے ہیں تو ہو      اللہ اور اُس کی بسبھی کائنات نے  
 دریائے جود و فیض کے گہر تمہیں تو ہو      رحمت کنیز جس کی ہے وہ آپ ہی تو ہیں  
 دل دیدار ہے جس کو وہ دلبر تمہیں تو ہو      تم ساد لیر کون ہے میدانِ حشر میں  
 جنتِ خدا ہے جس کے قدم پر ہیں تو ہو      تم بھی کریم اور خدا بھی کریم ہے  
 ہم عاصیوں کی فوج کے فسر تمہیں تو ہو      وہ نازنین کہ جس پہ خدا خود ہے شیفتہ  
 ان دد کرم کے معنیٰ و منظر تمہیں تو ہو     

اب کس کے پاس جائے کَلِمَہٗ آپ کا بتاؤ  
 مختارِ کل ہو مالکِ کوثر تمہیں تو ہو



## کیفِ ڈنکی

آمدِ سید عالم ہے یہاں آج کی رات  
 بے شک نے کوہیں سلطانِ جہاں آج کی رات  
 جلوہ گر ہونے کو ہیں کون مکان آج کی رات  
 نورِ حق ہو تم ہے پروے سے میاں آج کی رات  
 جن کی آمد کا رسولوں میں ازل سے غل تھا  
 آؤ لوگو کہ وہ آتے ہیں یہاں آج کی رات  
 جن پہ موقوف تھا حق گوئی کا ظاہر ہونا  
 بنکے آتے ہیں وہ خالق کی زباں آج کی رات  
 سرِ حق ذات ہے جن کی وہ یہاں آئے ہیں  
 سب پہ کھل جائیں گے اسرارِ نہاں آج کی رات  
 دونوں عالم جو ہیں سرگرم و ردہ اور سلام  
 کون آسمان ہے؟ شبہ کون و مکان آج کی رات  
 کیف ہونے کو ہے اس رحمتِ عالم کا نزول  
 صاف گڑنے کو ہے بخشش کا نشان آج کی رات

## کرشن بہاری تُو ر لکھنوی

آتے ہیں نبیؐ جاتے ہیں بنیٰ بستر پہ شکن پڑتی ہی نہیں  
 کٹ جاتی ہے جب معراج کی شب عالم میں سویرا ہوتا ہے  
 وہ نورِ خدا کا ٹکڑا تھا کس طرح بھٹکا ہوتا سایہ  
 مٹی سے بنایا جاتا ہے جس جسم میں سایہ ہوتا ہے  
 گلزارِ محبتؐ کیا کہنا، بازارِ مدینہ کیا کہنا  
 ایمان کے سکے چلتے ہیں فردوس کا سودا ہوتا ہے  
 یہ ربطِ نبوت اور وحدت ہر حال میں یکساں رہتا ہو  
 جھکتی ہے جیسے کعبہ کی طرف اور دل میں مدینہ ہوتا ہو  
 ہر جاتی ہے شب دینا بھر میں اہلرتے ہیں جب گھوئے نبیؐ  
 جب پھوٹتی ہیں رُخ سے کریم عالم میں سویرا ہوتا ہے  
 ہر عیب سے دل گر پاک نہیں دیدارِ نبیؐ ناممکن ہے  
 ہو جاتا ہے جب دل آئینہ آئینہ میں جلو ا ہوتا ہے  
 اک تجربہ ذاتی ہے مرا اب اس کو دعا کیجئے کہ دوا  
 جو یادِ نبیؐ کو کرتا ہے بیمار وہا چھٹا ہوتا ہے  
 وہ فوڑ کی نظریں ہوتی ہیں گنبد سے جو ٹکرا جاتی ہیں  
 مل جاتا ہے جو چوکھٹ سے تری وہ نور کا سجدہ ہوتا ہے

## کوثر حبّاسی

عالم یقین کا شہر گمناں سے نکل کے دیکھ  
 نجات جو دیکھنا ہے مدینے میں چل کے دیکھ  
 مشکل نہیں جو گنبدِ خضریٰ ہو روبرو —  
 اک روز جذبِ شوق کے سلیچے میں ڈھل کے دیکھ  
 ممکن ہے کھینچ لے کوئی موجِ کرم تجھے  
 اے اشکِ آج میری مژدہ پر محل کے دیکھ  
 تیری نگاہِ شوق پہ الزام آئے حسابائے  
 یہ جلوہ گاہِ مصطفویٰ ہے سنبھل کے دیکھ  
 یکتائی رسولؐ میں شک ہو تجھے اگر  
 اپنی نظر کو میری نظر سے بدل کے دیکھ  
 رعنائیاں، میں کتنی رسالت کے فیض سے  
 آئینہ خیال میں یثور غزل کے دیکھ  
 ملتی ہے سودِ عشقِ نبیؐ میں حبائے  
 کچھ رور مثلِ شمعِ جدائی میں جل کے دیکھ

## گوہر دہلوی

ہو سلام آپ پہ اے عرش کے جانے والے      جلوہ نورِ خدا دیکھ کے آنے والے  
خلق پر دولتِ کوئین لٹانے والے      ختم و آغازِ نبوت کے خزانے والے

خسرو عرشِ علی سرورِ ذی جاہ سلام

اُم ہانی کے مکاں میں شبِ والا تھے تمکین      لائے پیغامِ خدا عرش سے جبریلؑ میں  
چرخ سے بارشِ انوار ہوئی تابہ میں      سعی جبریلؑ سے بیدار ہوئے سرورِ ذی جاہ

خسرو عرشِ علی سرورِ ذی جاہ سلام

خلد سے روحِ امیں لائے سواری کو براق      قلب پر نور تھا اس وقت غمِ امتِ شاق  
اسپکے مسجدِ اقصیٰ میں نبیؐ تھے شاق      عازمِ عرش یہاں سے ہوئے شاہِ آفاق

خسرو عرشِ علی سرورِ ذی جاہ سلام

عرش تک جلوہ کہ قدس کے جانے کیلئے      صوتِ جبریلؑ پہ فوراً درِ افلاک کھلے  
خیرِ مقدم کو پیمبرِ درگزر دوں پہ ملے      دونوں جانب سے سلاموں کے ادا لفظ ہوئے

خسرو عرشِ علی سرورِ ذی جاہ سلام

رک گئے منزلِ سدرہ پہ جنابِ جبریلؑ      ہو گئی ختمِ براقِ نبویؐ کی تعجیل  
عرضِ جبریلؑ نے کی شہ سے بغیرِ تاویل      لو سلام اپنے فدائی کا ربؑ ابنِ خلیلؑ

خسرو عرشِ علی سرورِ ذی جاہ سلام



## محوئی صدیقی لکھنوی

سناؤں ہم نفس آج تجھ کو افسانہ محمدؐ کا  
 زمیں مسند، مگر پر دانہ کھی کسریٰ و قیصر  
 یہاں کی سرخوشی پر طور کی بیوشیاں صدقے  
 پلٹ دی جس نے کایا اک نظر میں زمینی کی  
 نظر آئے جو شمع روضہ النور ان کھوں کو  
 نہ اسنو آنکھ کے تھمتے نہ تہمتی ہو تڑپ دل کی  
 قسم کھاتے ہیں بل ہوش جس کی عقل قحط کی  
 عرب کا ذرہ ذرہ آج تک سرشار و حد ہی  
 الہی اپنی اس بے مانگی پر شرم آتی ہے  
 محبت خون روتی ہو تمنا تملاتی ہے  
 پیے دو گھونٹ جس نے اٹھ گئے کوئین کے پرے

کہ میں ہوں روزِ ازل ہی سے دیوانہ محمدؐ کا  
 تعالٰیٰ شر یہ تھا فقرِ شادانہ محمدؐ کا  
 یہ سیخا نہ ہے لے موسیٰؑ وہ سیخا نہ محمدؐ کا  
 کوئی اعجاز تھا یا عزم مردانہ محمدؐ کا  
 لیک کر دے دہیں پر جان پر دانہ محمدؐ کا  
 سنا ہے جب کہ ان کا لوں نے افسانہ محمدؐ کا  
 خدا شاہِ دہ فرزا نہ ہے دیوانہ محمدؐ کا  
 کبھی گردش میں آیا تھا جو پیمانہ محمدؐ کا  
 کہ جانِ زار کبھی ہے کوئی نذرانہ محمدؐ کا  
 تڑپتا ہے جدائی میں جو دیوانہ محمدؐ کا  
 یہ کس صہبائے تھا لبریز پیمانہ محمدؐ کا

کہاں ہیں تشنہ عرفاں صلائے عام ہو محوئی  
 ابھی تک بزم میں قصاں ہے پیمانہ محمدؐ کا

## ماہر القادری

جس کا شوق ہو خود عرش میں آج کی رات  
 اٹھ میں عرض تمنا کی جھلک لب پہ درود  
 سائے نبیوں کے ہیں جھوٹ میں نبی آخر  
 نور کی گرد اڑاتا ہوا پہنچا جو براق  
 اک مقام آیا کہ جبریل کا بھی ساچھٹا  
 صاحب آیہ لولاک کی پہنچل سن کر  
 عالم قدس کے اسرار کوئی کیا جلنے  
 قات قوسین تو ہو قرب کی پہلی منزل  
 ایک ہی صلح پہ ہے مرتبہ غیب و شہود  
 ہوش و ادراک کی تکمیل ہوئی جاتی ہے  
 یہ فضا اور یہ معراج مگر اس پہ کبھی  
 سکرائے جو نبی دیکھ کے جنت کی طرف  
 در کی زنجیر بھی جنبش میں ہو بستر بھی ہو گرم  
 اور کبھی ہم کو فراغ و شوق نہ کرنے والے  
 روح ماہر بھی ہے موجود ہیں آج کی رات

اُم ہانی کے وہ گھریں ہو یکیں آج کی رات  
 آئے اشران سے جبریل ہیں آج کی رات  
 قابل دیکھ ہے اقصیٰ کی زمیں آج کی رات  
 رہ گزر بن گئی تاروں کی جیسے آج کی رات  
 وہ ہیں اور سلسلہ نور میں آج کی رات  
 سجدہ شکر میں عرش بریں آج کی رات  
 وہ ہی وہ ہیں زماں ہر نہ زمیں آج کی رات  
 بندہ اللہ سے اتنا ہو قریں آج کی رات  
 اٹھ گئے سارے حجابات جس میں آج کی رات  
 اپنی معراج پہ ہیں علم یقیں آج کی رات  
 اپنی اُمت کو نہ بھولے شہیدیں آج کی رات  
 اور بھی ہو گئی فردوس جس میں آج کی رات  
 رک گئی گردنِ افلاک زمیں آج کی رات

# مائی جالیسی

مراد دل رہ نور و جادہ مدح پیمبر ہے  
 وہ منزل ڈھونڈتا ہے جو حد امکان سے باہر ہے  
 کہوں کیوں کر کہہ اوج آسماں بطحا کا ہمسر ہے  
 مدینہ سجدہ گاہِ آفتابِ ماہِ واختر ہے  
 حبیبِ حق تصور میں تری کفیش مٹھس ہے  
 دماغ شاعر معجز بیاں عرش بریں پر ہے  
 خوشامستی کہے کیفِ مسلسل زندگی میں سیری  
 مے عشق بنی ہے اور مے کیے دل کا غسر ہے  
 کہاں امکان تری توصیف سے عمدہ برآئی کا  
 ثنائے مختصر یہ ہے کہ تو مدوح داور ہے  
 مسلسل اشک جاری ہیں غم عشق پیمبر میں  
 یہ آنکھیں ہیں مری یا منظرِ تسنیم و کوثر ہے  
 کہاں کا وعدہ فردا مری جنت ہے دنیا میں  
 رسولِ حق کا روضہ، روضہ رضواں سے بہتر ہے  
 تجھے اے اولِ مخلوق حادث کس طرح کہہ دوں  
 قدم تیرا شبِ کونین سرحدِ قدم پر ہے  
 نبیؐ کی مدح میں پہلے ہوئی رطب اللسان قدرت  
 ہماری مدح اے مائی مگر تند مکرر ہے



## مستود اختر جمال

جاں بلب سوزِ دہلی سے تراشیدائی ہو  
 اے رسولِ عربی فخرِ جہاں نازِ بشر  
 از ازل تا بہ ابد سلسلہ نور ترا  
 فردِ آزاد ہے پابندِ جماعت ہو کر  
 ہدایتِ کد تری عمر کا لمحہ لمحہ  
 تیری ہر سانس میں ہو نکمتِ گلزارِ جہاں  
 مر کے جینے کی ادا پاگئے اربابِ وفا  
 کھینچ کر وقت کی زنجیر دکھایا تو نے  
 اک قدم تیرے لیے فاصلہ کون مرکا  
 بے پناہوں کو دیا تو نے پناہِ ایماں  
 ہمسرِ ہمدردِ خشاں ہے جہاں ہر ذرہ  
 حریتِ عدل و مساوات کی بنیادوں پر  
 المدد اے شہِ کونین و شہنشاہِ اُمم  
 زرِ پرستی کا نسوں فرقہ پرستی کا جنوں

عقل ہے لرزہ بر اندامِ خدا خیر کرے  
 ہدایتِ دہم ہے اسلامِ خدا خیر کرے

اے سچائے زماں وقتِ سیحالی ہے  
 اے کہ نسبتِ تری عشق کی گیرائی ہے  
 فرشتے تا عرش تری ملکوتِ آرائی ہے  
 رزم تا بزم یہی نکمتِ دانائی ہے  
 ہمہ ایشاں ہمہ ذوقِ پیرزائی ہے  
 ہر نظر مرکزِ صد جاوہِ سینائی ہے  
 عمر جاوید ترا رازِ سیحالی ہے  
 رُوحِ صدیوں کی بس اک پل میں آئی ہے  
 ایک ہی جہت میں طے گنبدِ مینائی ہے  
 بیکیوں نے ترے امن میں امان پائی ہے  
 نقشِ پاسے ترے منزلِ نظر آئی ہے  
 ہر نفس تو نے ہدایتِ ہی فرمائی ہے  
 ٹکڑے ٹکڑے مرادِ امانِ شکیں آئی ہے  
 نوعِ انساں کے لیے باعثِ ہوائی ہے



## مسلم بنارس

لیے پھرتا ہوں دل میں اُلفتِ محبوبِ یزدانی  
مری دنیا بھی نوزانی مری عقبی بھی نوزانی

وہ چینی ہو کہ ہندی ہو وہ رومی ہو کہ یونانی  
جلادی تو نے سب کی بزم میں اک شمعِ نوزانی

کلامِ ایسا کہ ہر ہر لفظ سے تفسیرِ قرآنی  
زباں ایسی کہ سب پر کھل گئے اسرارِ بہانی

عطا انسان کو تو نے کیا وہ حُسنِ انسانی  
کہ آقاؤں نے کی اپنے غلاموں کی شُربانی

اگر تیری نظر ہو جائے اے محبوبِ یزدانی  
کریں طوفان کی موجیں بھی کشتی کی بچھبانی

لڑادی کس نے آکر جلوہ وحدت کی تابانی

قمرِ پر خندہ زن ہے اب گنہگاروں کی مِثانی  
نیا زونا کی مسلم کوئی دیکھے گل افشانی  
محبت آپ کی رکھی گئی ہے شِطراِ ایمانی

## محبت لاکھوائی

دوش قرآن دے محمد صلا اللہ علیہ وسلم  
 سمٹے تو محراب حرم ہو اور پھیلے تو باب حرم ہے  
 سینے اب اک خفا کا قصہ میری تمنائوں نے دکھا  
 ختم ہوئی وہ خون کی ہوئی جنگ کی بادی ہوئی  
 آگ کے شیطاں کا نرپے میں خوشی سائے ہانپے ہیں  
 دنیا کی تعمیر کا نقشہ انساں کی تو قیر کا نقشہ  
 انسانی دستور پر بھاری شیطانی مشہ پر بھاری  
 ہونے لگا سلام کا چرچا نظر کے مینام کا چا  
 امن کی راہوں کے جو راہی بکھلے ہوئے تھے چلا گئے ہیں  
 مسر ہوئی غمزدگی آتش ہوئے لگی حرمت کی بارش

کعبہ ایماں کوئے محمد صلا اللہ علیہ وسلم  
 حسن رخ ایردے محمد صلا اللہ علیہ وسلم  
 دنیا ہے ایر کوئے محمد صلا اللہ علیہ وسلم  
 پکھنچے لگا دل سوئے محمد صلا اللہ علیہ وسلم  
 سب کا رخ سوئے محمد صلا اللہ علیہ وسلم  
 جلوہ حسن روئے محمد صلا اللہ علیہ وسلم  
 نقش نگار کوئے محمد صلا اللہ علیہ وسلم  
 دنیا پلٹی سوئے محمد صلا اللہ علیہ وسلم  
 امن کی خوبے خوئے محمد صلا اللہ علیہ وسلم  
 آج نہیں کوئے محمد صلا اللہ علیہ وسلم

مائیہ صدقین جہان کے فرحت دل ہے راحت جاں ہے  
 خوشنورے کیوئے محمد صلا اللہ علیہ وسلم

میر عثمان علی خاں  
(سابق نظامِ دکن)

عرش پر خلق کا سترج ہے آج  
واہ کیا خوب یہ مسراج ہے آج

دیکھو شاہِ مدنی کا جلوہ  
سر پہ رحمت کا عجب تلج ہے آج

لیلتہ القدر جسے کہتے ہیں  
مرحبا صلی علی آج ہے آج

کس پیمبر کو ملا یہ رتبہ  
دونوں عالم میں ترا راج ہے آج  
عرض کر یہ شہِ دیں سے عثمان  
آپ کے ہاتھ مری لاج ہے آج

## محمود سعیدی

اے زہے مرتبہ شانِ رسولِ عربیؐ  
 دیکھ سکتی ہے نظر جلوہ عرفانِ خدا  
 دونوں عالم نے کیا کسبِ عبادت ان سے  
 چھوٹے آرزوئے دولتِ دارین لے دل  
 بندگی میں بھی وہ آزادئِ انساں کے امیں  
 ان کے مرہونِ کرم ہم سے گنہگار بھی ہیں  
 کج کلاہی پہ سراسر از شہنشاہوں کی  
 ہم کو خورشیدِ قیامت کا نہیں ڈر کوئی  
 وہی فرماتے تھے جو حکم خدا ہوتا تھا  
 دولتیں کون سکال کی ہیں انھیں کو تو نصیب  
 سرودہ ہے جس میں ہو سودا محبت ان کا  
 خود خدا بھی ہے ثنا خوانِ رسولِ عربیؐ  
 دل کو ہو جائے جو عرفانِ رسولِ عربیؐ  
 دونوں عالم پہ ہے احسانِ رسولِ عربیؐ  
 تھام لے کوششہ دامنِ رسولِ عربیؐ  
 کس نے دیکھے ہیں علامانِ رسولِ عربیؐ  
 کس قدر عام ہی فیض انِ رسولِ عربیؐ  
 سکراتے ہیں گدا یانِ رسولِ عربیؐ  
 ہم پہ ہے سایہ دامنِ رسولِ عربیؐ  
 حق کا فرمان ہے فرمانِ رسولِ عربیؐ  
 وہ جو ہیں بے سروسامانِ رسولِ عربیؐ  
 دل وہ ہے جس میں آمانِ رسولِ عربیؐ

سادہ لفظوں میں ہے اظہارِ عقیدت محمود  
 کب مرے شعر ہیں شایانِ رسولِ عربیؐ



## مُسْتَبِینِ لَحْمَنِی

آخری بزمِ ہباں میں دورِ جام آہی گئی  
 ساقی کوثر کے ہاتھوں میں نظام آہی گئی  
 ذرہ ذرہ جگمگا اٹھا فضاے دہسہ کا  
 ہر عالمِ تاب جب بالائے بام آہی گئی  
 ذاتِ وحدت کو ہوا عینی شہادت کا خیال  
 عرشِ اعظم سے نبوت کو پیام آہی گئی  
 قرب تھا تو سین سے کبھی کم حسریم ناز میں  
 ایک ایسا بھی شبِ امیری مقام آہی گئی  
 فضلِ حق سے وہ مقامِ حمد پر فائز ہوئے  
 روزِ محشر حکمِ با صد اہتمام آہی گئی  
 جس پہ واجب ہے صلوٰۃ اور جس پہ لازم ہے درود  
 جذبہ بے اختیاری میں وہ نام آہی گئی  
 ہے یہ توفیقِ ازل یا جذبِ صادق اے مستبین  
 رفتہ رفتہ دل میں غرقِ احترام آہی گئی

## مَحَمَّد ثانی حسنی

کیا وہ جو پیر فرد پیدا ہوا      سارے عالم میں پھیلی ہے اسکی ضیاء  
گنگنا نے لگے ہیں یہ ارض و سما      آگیا جان کون و مکان آگیا

یکتباں کہہ ٹھٹھے ات دن صبح و شام  
اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام

مجرہ جس کا ادنیٰ تھا شق القمر      جس کی آمد جہاں میں نسیم سحر  
اُس کی آمد نہ ہوتی جہاں میں اگر      ٹھوکریں کھاتی انسانیت در بدر

لے کے آیا محبت کا بخش پیام  
اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام

وہ ہمارا بنیٰ خاتم المرسلین      دونوں عالم بچے جس کے زیرِ بنگین  
ذات ایسی ملے گی بتاؤ کہیں؟      جس پہ قسرباں بھنے آسمان و زمین

زندگی بھر پلا یا محبت کا جام  
اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام

جن کی کوشش سے بادِ بہاری چلی      جس سے ہر شاخ گلشن کی پھولی پھولی  
وہ ابو بکرؓ و فاروقؓ و عثمانؓ و علیؓ      ہمکی اسلام کی ان سے ہر ہر کلی

ان سکھوں کا بنیٰ ان سکھوں کا امام  
اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام

فاطمہؓ پیاری بیٹی حسینؓ و حسنؓ      پارہٴ دل حکر گوشہ جزو بدن  
جن سے آراستہ ہے بنیٰ کا چمن      ہیں جمن کے گل و لالہ و نسترن  
قابلِ رشک جس کے صحابہ کرام      اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام

## منیر بھوجپوری

توصیف ہو کیا خامہ کوتاہ رس  
بیدار ہوں جب روز جزا خوابِ عیدم سے  
عصیاں کے سوا کیا ہو مری فردِ گل میں  
بہنجی ہیں سرِ حشر خمال سے نگاہیں  
ٹھوکر میں تری تاجِ سرِ فیض و کسریٰ  
اعجازِ تکلم نے کیا فتح بالآخر  
منزل کے ہیں جلوے ترے نقشِ کعبہ میں  
جو والہ و شیدا ہے شہنشاہِ زمیں کا  
اب تابِ تب بھر کہاں لے شہِ والا  
جلتا ہے سرِ شام سے فرقت میں تھاری

پہنچوں جو مقدر سے منیر ان کے میں درتک  
حاصل ہو سفر کشمکشِ دیرِ حسرت سے

تکمیلِ شننا جب نہ ہوئی لوحِ قلم سے  
مخروم نہ رکھ مایۃ الطافِ کرم سے  
امیدِ شفا عیبِ ترے حسن و کرم سے  
امیدِ نوازش ہے شہنشاہِ اکرم سے  
جہشِ کھی لرزے میں ترے بجاہِ دشمن سے  
دہمصر کے جو سر نہ ہوئے تیغِ دودم سے  
جادہ ہے معینِ ترے آثارِ قدم سے  
رضواں سے غرض اس کی نہ کچھ باغِ ارم سے  
ثابت نہیں جب شیشہِ دل ضربِ الم سے  
دل میرا عبارت ہے چراغِ شعیب سے

سعود حسن سعود  
لکھیم پوری

ترا فیض ہے فیضِ عام اللہ اللہ  
کرم کو ہے تیرے کرمِ دوام اللہ اللہ  
ہے دل میں ترا احترام اللہ اللہ  
درود اللہ اللہ سلام اللہ اللہ  
کلیم آپ لائے نہ تاب تجلی  
محکم ہوئے ہم کلام اللہ اللہ  
قرے لب کا ہر لفظ قرآنِ ناطق  
اور اسلام تیرا پیام اللہ اللہ  
خدا جانتا ہے کہ معراج کی شب  
ہوا عرش تیرا مقام اللہ اللہ  
سیما صفت زندگی بخشے ہیں  
غلاموں کو تیرے غلام اللہ اللہ  
یہ ادنیٰ کرشمہ تھا تیری نظر کا  
کہ بچتے ہو یہ دینِ خام اللہ اللہ  
وہی دل ہے آئینہ خانہ کہ حسین  
ہے درِ دہاں صبح و شام اللہ اللہ  
صدائیل اسریٰ یہ مستود آئی  
محکم ہوئے شاد کام اللہ اللہ



## نیاز فتح پوری

لفظِ مسلم کا کبھی مفہوم تھا یکسر عمل      قوتِ عزم دارادہ اس کی تھی ضربِ لبّ لیل  
 نشرِ حق اک فعل تھا مستقنیٰ بانگِ دہل      جب مجھے اسلام میں تحلیل یوں وصلِ ہا اعل  
 بات یہ تھی دیکھ کر ہا الم سے حیران تھا      در نہ یوں تو ابنِ عبد اللہ بھی اک انسان تھا  
 کیوں عرب کی دادیاں لبریز جلوہ ہوئیں      چوٹیاں فاراں کی کیونکر رشکِ سینا ہوئیں  
 وہ عرب کی دشتیں دیرانیاں کیا ہو گئیں      اس کی صواخیزیاں کیونکر تمپنِ دہا ہو گئیں  
 قوتِ ماقوقِ فطرت کا یہ جلوہ تو نہ تھا      اک انسان تھا محمد بھی فرشتہ تو نہ تھا  
 وہ یتیم بے نوا تھا علم سے بیگانہ تھا      صاحبِ جاہِ سلیمانؑ یربھانہ تھا  
 اس کی آوازِ حزنِ دہا کا نغمہ نہ تھا      کچھ زباں میراں کی انسونِ ہمیشہ تھا  
 بات میراں کے نقطہ اک نسخہ قرآن تھا      دل میں لیکن جو صلہ تھا عزم تھا ایمان تھا

## نیردا سلی

بخش دے مجھ کو خیم بادۂ ناب لے ساقی  
 بھیک دینا ہو فقیروں کو ثواب لے ساقی  
 نشہ دکیف کے سبجانے لٹاتا آج  
 آؤ دکھا مصحفِ رخسار کی آیات بہار  
 پھر اک انگشت سے ہمتا کے ٹکڑے کر دے  
 تو اگر خاک کو چاہے تو بنا دے اکیر  
 مصحف دین براہیم میں دشمنہ نقوش  
 کہ کے اک اک نے سنا یا ترا افانہ حسن  
 قاتلے سین کا غل فرش سے تا عرش ہوا  
 نوہا لان گلستاں پہ نہ آئی تھی بہار  
 لوگ کہتے ہیں خیم بادۂ رنگیں خالی  
 دلِ نازک ہے طوفانِ حوادث کی نگاہ  
 اب وہ گل نہ وہ گلشن نہ وہ قص لب جو  
 میری نیندوں پہ چھایا تھا بہار کی طرح  
 تیری رحمت کے سمن میں طوفاں لے آئے

کون لے گا ترے بندوں کا حساب لے ساقی  
 لا الٹ دے مرے کاسے میں شراب لے ساقی  
 کہ ترا ساقی کو ترے خطا لے ساقی  
 تاکے گنبدِ خضر میں حجاب لے ساقی  
 پھر اٹھا زلف کا پیر سے نقاب لے ساقی  
 ہے ترے پاس حکمت کی کتاب لے ساقی  
 سب رخِ بدشن ہے تران کا جواب لے ساقی  
 ختم یوں تجھ پہ ہوا عشق کا باب لے ساقی  
 جھک گئی تو سن گردوں کی رکاب لے ساقی  
 تو نے بخشا گل لالہ کو شہاب لے ساقی  
 میری سستی تری آنکھوں کی شراب لے ساقی  
 موج کے ہاتھ میں ہو جامِ حساب لے ساقی  
 ہر طرے رخسار میں اورشتِ سراب لے ساقی  
 آج آنکھوں سے گرے آج وہ خواب لے ساقی  
 لے کے آیا ہوں میں چشم پر آب لے ساقی

منتظر چشمِ جہاں ہے کہ پھر اٹھے شاید  
 طرے کعبے رحمت کا سحاب لے ساقی

## نشور واحدی

ذکر اس کل ہے اور با چشم پر غم      نازاں ہے جس پر تارِ پنج آدم  
ایمانِ مطلق ارشادِ محکم      نورِ محشم حبانِ دو عالم  
روحِ ہدایت احمد بنائے

یثربِ مقامِ بطحا خواہے

اُکھسرا ہے جسے ہستی کا تارا      طوفاں بکعت ہے عالم ہی سارا  
بے سود کشتی جھوٹا کنارا      ختمِ رسل کا سب کو سہارا  
کہنہ گھمے تازہ پیاسے

ذاتِ رفیعِ خاصے بہ عامے

ہوتا نہیں گر فیضِ استی      دنیا اجڑ کر شاید نہ بستی  
ظُلّ بنی سے مستی و ہستی      جس نے مثالِ ظُلّ پرستی

مہتاب دسے خورشیدِ باہے

صبحِ چہ صبحے شامش چہ شامے

شمعِ ہدایت ضوِ پارِ ہی ہے      تارِ پنج ماضی دھڑسرا رہی ہے  
بزمِ سیاست تفسرِ ادہی ہے      کعبے کی جانب خلق آ رہی ہے

منزل بہ منزل گامے بہ گامے

عالم مسافر کعبہ مقامے

## نفیس لکھنوی

(قاری درود لکھی)

تم نے نام سے سکون ل ترا ذکر وجہ قرار ہے  
 وہ جسم کی پاک جلاستیں وہ حرم قدس کی تہاں ہیں  
 وہ بقیع پاک کی رونقیں وہ قباۃ نور کی مجلس  
 وہ نشاط و کیف شاہد مجھے یاد ہے مجھے یاد ہے  
 وہ نظر میں قہر نور ہے کچھ عجیب کیف سرور ہے  
 کوئی مسکراتا ہے باادب کوئی رورہا ہوشیار تر  
 اے نسیم سر کو جھک کے چل اید کی جا ذرا بھل  
 جہاں سطوتیں ہیں خمیدہ سر جہاں قہر ہے شکستہ  
 وہ جو سورہا ہے مینے میں فی جا کے اس کو یہ خبر

تری یاد پر شہ بحر دہ مری زندگی کا تار ہے  
 ہوئیں جسے ان کی زیارتیں سکون ہے نہ قرار ہے  
 وہ جسم میں ان کی عناستیں مری جان چتا ہے  
 جو دہاں ذرا سی پلائی تھی مجھے اب تک اس کا تار ہے  
 یہاں نور ہے وہاں نور ہی یہاں قدم پہاڑ ہے  
 کوئی سر سے کوئی دم بخود کسی لٹ ان کی پکار ہے  
 جہاں عظمتیں ہیں جھکی ہوئی انھیں پاک دیا ہے  
 جہاں جبریل ہیں دم بخود یہ مے نبی کا وقار ہے  
 ترے اک غلام حقیر کو نہ سکون ہے نہ قرار ہے

یہ نفیسی عاجز ہے نوا ہے غم فراق میں مبتلا  
 اے قرب نور ہو پھر عطا کہ بہت ہی ناز و نیاز ہے



## نواب دہلوی

لکھے اوصافِ احمد یہ سلم سے کس کے قدرت سے  
 بڑی باتیں ہیں چھوٹا منہ کہوں کیا حقیقت ہے  
 اسی کے ساتھ وہ ہو گا جسے جس سے محبت ہے  
 سلام اس پر کہ جس کی زندگی قرآنِ باطن کھتی  
 لقبِ امی مگر جو کچھ زبانِ پاک سے نکلا  
 وہ عبیدِ خاص اے صلّ علیٰ یہ شانِ محبوبی  
 رضا جوئی خدا کی ہے محمد کی رضا جوئی  
 وہ دامن ہاتھ کیا آیا ملا پرانہ جنت کا  
 دمِ رحلت تیرے مرقدِ سرِ محشر لبِ کوثر  
 ضیائے نورِ احمد تا قیامت جا نہیں سکتی  
 محبت سے بدل دی جس نے طیفِ نکونہ کی  
 ادا حق ثنا کر دے زباں میں کیا طاقت ہے  
 کلامِ اللہ سے پوچھو جو احمد کی نصیب ہے  
 محمد سے عقیدت ضامنِ گلزارِ حین ہے  
 درود اس پر کہ ہر نقشِ قدم میں کایا ہے  
 ہدایت سے خطا بہت ہے نصاحت سے بلا غصہ ہے  
 درود اس ذات پر جب تک ہو دہر عبادت ہے  
 محمد کی اطاعت بھی خدا ہی کی اطاعت ہے  
 کہ دامنِ محمد ہی سے وابستہ شفاعت ہے  
 کوئی کام آ نہیں سکتا محمد کی ضرورت ہے  
 وہی تاریخِ پیدائش ہے جو تاریخِ رحلت ہے  
 کوئی جھٹلا نہیں سکتا یہ تاریخی شہاد ہے

بے امن دامنِ نواب اس خوشنود دنیا کو  
 محمد نے دیا تھا جو سبق اس کی ضرورت ہے

# تذویر بنارس

تھے وہاں گامزن حق کے پیارے  
اک فرشتہ جہاں پر نہ مارے  
وہ جو غربت میں ہے دیں سہارے  
خود مسافر کو منزل پکارے  
بھیک دو آسنہ کے دلارے  
اک بھکاری ہے دامن پیارے  
اُن کے آنسو حسین اور اتنے  
جیسے عرش الہی کے تارے  
سکرانے میں کوثر کی موجیں  
اور تبسم میں رحمت کے دھارے  
سجدہ ریز ان کے قدموں پہ ساہل  
ان سے طوفاں کھٹکے کھٹکے  
ان کی کملی ہو یا ان کے گیسو  
میری بخشش کے دونوں سہارے  
ایسی کملی کہ عصیاں کو ڈھانکے  
ایسا گیسو جو عقبے سنوارے  
وہ زبانی سنیں غیر ممکن  
ہاں اگر کوئی دل سے پکارے

اے تذویر ان کی جھکے قرباں  
جی رہا ہوں انھیں کے سہارے

## نشار اطاوی

انسانیہ عالم ہے بہ عنوان محمد . ہیں ارض و سما تابع فرمان محمد  
 یہ مدح سرا ہے درایو ان محمد  
 اکے بندہ ہوں منجملہ زندان محمد  
 خود خالق کو نین ہر شاق ملاقات  
 ہے ہر صبا دق کی نقیب بھی امیری  
 اسلام سے دنیا کی سطر میں فضائیں  
 قرباں تری سستی پہنے کوثر و تسنیم  
 ہو در دیناں نزع میں نام شہ لولاک  
 لے جبر و کش بادۂ عرفان محمد  
 ہو غسل سریشہ فیضان محمد

توصیفِ نبی اور نشاد آپ بہت خوب  
 قرآن میں خود ہے ثنا خوان محمد

# ندارت کامپوری

مدینے کی زمیں بھی آساں ہے  
جو ذرہ ہے وہ ہر ضو نشان ہے

خدا کے بعد لے نام محمد  
محمد بھی خدا کے درمیاں ہے

مدینے کا سفر اور اتنا آساں  
نہ جانے کون میر کا رواں ہے

تمنا کے حضور رکھنے والے  
یہ ہجوری بھی شاید استحاں ہے

زیارت گاہ محبوب خدا میں  
نظر بیتا ہے دل شادماں ہے

فرشتے ہوں کہ اتنا معترف ہیں  
محمد تاجدارِ دو جہاں ہے

دو عالم کی حقیقت دیکھتا ہوں  
وہ رخ آئینہ کون درمکاں ہے

مرا یہ حال ہے ہجرِ نبی میں  
نفس کی آمد و شد بھی گراں ہے

خوشایہ محفلِ میلادِ حضرت  
کہ اس محفل میں ندارت مفتاں ہے



نازِ بخش  
پرتاپ گدھی

ہزارِ خلدِ نظر بن گیا دیارِ حبیبؑ  
 نہ ہے جوارِ مدینہ، خوشادِ دیارِ حبیبؑ  
 ہوا ہے قبلہ اہلِ وفا دیارِ حبیبؑ  
 تجھے ملا ہے بڑا مرتبہ دیارِ حبیبؑ  
 جھکا رکھا ہے ازل ہی سے آسمان نے سر  
 کہ اس زمین کے مقدر میں تھا دیارِ حبیبؑ  
 یہ کس پہ ہو گئی قسربانِ رحمتِ باری  
 یہ کون سے ہے یاد آگیا دیارِ حبیبؑ  
 تمام مدح و ستائش کے لفظ گنگٹ ہوئے  
 زبانِ شوق نے جب کہہ دیا "دیارِ حبیبؑ"  
 اس اک نظر پہ بچھا در مری متاعِ حیات  
 جسے نصیب ہوا دیکھتا دیارِ حبیبؑ  
 بشرِ لطفِ مسلسل کی شکل سے ورنہ  
 کیا نگاہِ زمانہ کہا دیارِ حبیبؑ  
 ہزارِ جنتِ رضواں بہت سہی لیکن  
 میں کیا کروں گا جو یاد آگیا دیارِ حبیبؑ  
 لکھا ہے قلب پہ نازِ بخش حمید کا معرعہ  
 "بیابیا بہ کمنارم بیا دیارِ حبیبؑ"

## ناصر کرولی

سر آن کی تفسیر ہے گفتارِ محمد  
 گفتار کا آئینہ ہے کردارِ محمد  
 شاداب تھا شاداب کے شاداب ہے گا  
 نادان یہ گلزار ہے گلزارِ محمد  
 دم توڑ دیا گر کے بلالِ حبشی نے  
 حاصل نہ ہوا جب انہیں دیدارِ محمد  
 لے چل مجھے لے جذبہٴ بیتاب مدینہ  
 ہوتی ہے جہاں بارشِ انوارِ محمد  
 مجھ پر نہ یقین آئے تو خود پوچھ لو ان سے  
 اللہ کا دیدار ہے دیدارِ محمد

ہو جائے گا خود امن و امان دہر میں ظہر  
 عالم ہوا گھر پیسہ و کردارِ محمد

## نور تقی خور

دیارِ رسولؐ اناں آرہا ہے  
مرا جذبہٴ عشق کام آرہا ہے

نظرِ آدہی ہے زمینِ مدینہ  
ستاروں سے اونچا مقام آرہا ہے

یہ کس جانِ رحمت کی ہے آمد آمد  
زباں پر درود و سلام آرہا ہے

لیے آ رہے ہیں وہ کالی کلمیا  
خطا پوشیوں کا مقام آرہا ہے

مرے لبِ خوشی سے ملے جا رہے ہیں  
زباں پر محمدؐ کا نام آرہا ہے

وہ غارِ حسرا اور شانِ عبادت  
سلام آرہا ہے، پیام آرہا ہے

مجھے دیکھ کر خورِ کہتی سے دنیا  
وہ دیکھو بنیٰ کا غلام آرہا ہے

## نظیر نالکپوری

ہوئے حاکم غلامان محمد  
 خدا رکھے ہے یہ شان محمد  
 مچی تارکیوں میں ایک پہل  
 جلی جب شمع عرفان محمد  
 خدا بھی ان سے کرتا ہے محبت  
 ہوئے ہیں جو محبتان محمد  
 دلِ مسلم کوئی ایسا نہ ہوگا  
 جو خالی ہو از ارمان محمد  
 اٹھائے پردہ ہائے حق و باطل  
 زمانے پر ہے احسان محمد  
 بڑی حسرت سے دنیا دکھتی ہے  
 بھلا بھولا گلستان محمد

نظیر آسان ہوں گی مشکلیں سب  
 اگر تھا موگے دامان محمد



## وحید رائے بریلوی

آمد مسکند عالم سے بشر جھوم اٹھے  
 چاندنی رات کی خاموشی فنا پھیلا پر  
 پھر سے آجائے اگر باغ خلیل میں بہار  
 بندگی کی مری معراج ہو طیبہ جا کر  
 عام تھا ساقی کوثر کا یہ فیضان کرم  
 آپ کر دیں جو اک انگلی کا اشار شاہ  
 تذکرہ رحمت عالم کا کرو اہل جہاں  
 پڑ گئیں ساقی کوثر کی نگاہیں جس دم  
 دوسے حب نظر آیا ہے کس گنبد کا  
 کوئی سرکار میں آیا غلامی کرنے  
 تمام کر روضہ اقدس کی سنہری جالی  
 قات تو سین سے تشریف جولا ئیں سرکار  
 اہل دل جھوم اٹھے اہل نظر جھوم اٹھے  
 سبز گنبد کا وہ جلوہ کہ نظر جھوم اٹھے  
 وہ مسرت ہو کہ اللہ کا گھر جھوم اٹھے  
 تیری چوکھٹ جو میسر ہو تو سر جھوم اٹھے  
 پی نہ تھی اہل محبت نے مگر جھوم اٹھے  
 چاندنی رات میں شوق ہو کہ مگر جھوم اٹھے  
 کیا عجب قسمت جمہور اگر جھوم اٹھے  
 نشہ بادۂ وحدت سے مگر جھوم اٹھے  
 زامہر جھوم اٹھے اہل سفر جھوم اٹھے  
 دیکھ کے آج کے فخر بشر جھوم اٹھے  
 مسکے ہونٹوں پہ حابن کے اثر جھوم اٹھے  
 اُم ہانی کا ہکتا ہوا گھر جھوم اٹھے

حاضری ہو در اقدس پہ جو قسمت سے حمید  
 سونی سونی سی مری شام دھر جھوم اٹھے

بشنو کمار  
شوق لکھنوی

لڑاتا ہے نظر سورج سے ہر ذرہ مدینے کا  
رسول اللہ سے اتنا بڑھا رتبہ مدینے کا

جو محبوبِ خدا ہے کیف اس کا کار فرما ہے  
انوکھا کیوں نہ ہو عالم سے مے خانہ مدینے کا  
جہاں کا گوشہ گوشہ نور حق سے ہو گیا روشن  
دکھاتا ہے کچھ ایسے جلوے آئینہ مدینے کا  
بہتر نجم کو بھی قسمت سے ہو تو فنی مے نوشی  
بھرا ہے نور کی صبا سے پیانا مدینے کا  
نہیں پوشیدہ ہے اس کے کوئی بھی راز قدرت کا  
ہبت ہشیار ہے عالم میں دیوانہ مدینے کا  
اگر جاں بھی نکل جائے مری طیبہ کی راہوں میں  
تو سمجھوں گا ہبت سستا ہوا سودا مدینے کا  
ابھی تو خواب ہی دیکھا ہے اب تعبیر دیکھوں گا  
بٹکا ہوں میں لیے پھرتا ہوں میں نقشہ مدینے کا  
بس اب تو شوق دل میں اک ہی ارمان باقی ہے  
کسی صورت پہنچ کر دیکھ لوں روضہ مدینے کا

## دُرتا صدیقی

ظلمت کدہ دہرا جالوں سے سجایا  
 ہر ذرہ کو صدر و کش خورشید بنایا  
 آزاد کیا جبر و تشدد کے قفس سے  
 انسان کو انسان کی غلامی سے چھڑایا  
 بھٹکی ہوئی دنیا کو دیا درسِ انبوت  
 پیغام زمانے کو محبت کا سُنایا  
 رکھانہ کوئی فسق شہنشاہ و گدا میں  
 سرِ ظلم کا انصاف کے قدموں پہ چھوٹایا  
 بیواہوں، یتیموں کو دیا جس نے سہارا  
 ناداروں کو مجبوروں کو سینے سے لگایا  
 ایمان کی ضلوع سے کیا سینوں کو منور  
 توحید کی خوشبو سے دماغوں کو بپایا  
 ہے فخر و نثار مجھ کو میرا امت میں چراسکی  
 وہ جس نے لقب "سرورِ کونین" کا پایا

واحد پریمی      کیا سبق دیتا ہے قرآن رسولؐ  
بھول بیٹھے ہیں غلامان رسولؐ

تاجدارِ انبیا ہیں شاہِ دیں  
کیا بیاں پھر ہو سکے شانِ رسولؐ  
ساری دنیا کو دیا درسِ خلوص

ساری دنیا پر ہے احسانِ رسولؐ

گر ہی کا ان کو کیونکر خوف ہو  
تھام لیتے ہیں جو دامانِ رسولؐ  
آج تک آنکھیں مری بے نور ہیں  
کاش دیکھوں میں شہستانِ رسولؐ

دوستی لیتے ہیں جس سے ہر دم

مرحبا دے درختانِ رسولؐ

اس کو کیا باغِ ارم مرغوب ہو

جس نے دیکھا ہے گلستانِ رسولؐ

دل میں ہے روزِ ازل سے جذبِ عشق

کیوں نہ ہو واحد ثنا خوانِ رسولؐ



## والی آسی

محبوبِ ربِّ ذوالِ علیٰ اہلاً وسہلاً مرحبا  
یعنی محمد مصطفیٰ اہلاً وسہلاً مرحبا

ہر سمت جلوہ آپ کا ہر جا ہی چچا آپ کا  
اے منظرِ نورِ خدا اہلاً وسہلاً مرحبا  
چشمِ بصیرت ہو اگر جو حق نگر ہیں دیکھ لیں  
سُرخِ ہنساں کو بر ملا اہلاً وسہلاً مرحبا

طوفان میں دے دی اماں دم کے بختے سب گنہ  
اے مستجابِ ہر دعا اہلاً وسہلاً مرحبا  
نورِ حقیقت آپ ہیں خضرِ طریقت آپ ہیں  
دونوں جہاں کے رہنا اہلاً وسہلاً مرحبا

پچ پوچھو تو راستہ ہے صرف آپ ہی کی ذات سے  
دونوں جہاں کی ابتدا اہلاً وسہلاً مرحبا  
چشمِ کرم چشمِ کرم ہے کون اے شاہِ زمیں  
ٹوٹے دلوں کا آسرا اہلاً وسہلاً مرحبا

والی کی ہے یہ التجا اے شاہِ زمیں روزِ جزا  
مسدود ہو اس کی خطا اہلاً وسہلاً مرحبا

## ہری چند اختر

کس نے ذروں کو اٹھایا اور صحرا کو دیا  
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کو دیا

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں اس کے نام پر  
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

شوکتِ مغرور کا کس شخص نے توڑا طلسم  
منہدم کس نے الہی قصرِ کسریٰ کو دیا

کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا دُرِّ یتیم  
اور غلاموں کو زمانے بھر کا آقا کر دیا

کہہ دیا لَا تَقْنَطُوا خیر کسی نے کان میں  
اور دل کو سرسبزِ محوِ تمنا کر دیا

سات پردوں میں چھپا بیٹھا تھا حسنِ کائنات  
اب کسی نے اس کو عالم آشکارا کر دیا

آدمیت کا غرض ساماں مٹا کر دیا  
اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا

## ہمد نامکپوری

عقیقہ کی کلیاں، محبت کے جگرے صداقت کے موتی چڑھائیں گے ہم بھی  
 نظر آتو جائے محمدؐ کا روضہ متاعِ دل و جاں لٹائیں گے ہم بھی  
 کبھی تو لے گا رسائی کا موقع درِ پاک پر جہہ سائی کا موقع  
 سلامت رہے آستانِ محمدؐ کسی دن وہاں سر جھکائیں گے ہم بھی  
 ہمیں بھی دکھا دو مدینے کی کلیاں وہ سرد و خنک راستے خلد سامان  
 کہاں تک یہ سوزِ غم زندگانی جہنم کو جنت بنائیں گے ہم بھی  
 جہاں ہیں فدا یانِ محبوبِ دادِ ابو بکرؓ و فاروقؓ و عثمانؓ و حذیفہؓ  
 ہمیں بھی وہاں لے غمِ عشق لے چل فرشتوں کی دنیا میں جائیں گے ہم بھی  
 کبھی تو کھلیں گی مرادوں کی کلیاں کبھی تو منائیں گے جشنِ بہاراں  
 کبھی تو مقتدر دکھائے گا وہ دن گلوں کی طرح مسکرائیں گے ہم بھی  
 محمدؐ کی سرکار میں جانے والو! درانبار دربار میں جانے والو  
 کسی دن تمھاری طرح اس فضا میں پہنچ کے مراد اپنی پائیں گے ہم بھی  
 سنا ہے بڑی ہی کٹھن ہے وہ منزل مگر ہچکچاتے نہیں صاحبِ دل  
 خدا ہم کو تو نیت دے گا تو ہمدِ قدم سوئے نبطی اٹھائیں گے ہم بھی

## بکھی عظمیٰ

سلام اس پر ہوئی جس سے منور بنم امکانی  
 سلام اس پر لقب تھا رحمتہ للعالمین جس کا  
 نام اس پر تمیوز کا ہمیشہ جس نے غم کھایا  
 اس پر کہ خود الفقہ فخریٰ جس نے فرمایا  
 اس پر عہد جس نے رفق و لطف فرمایا  
 اس پر جو بن کر رحمتہ للعالمین آیا  
 اس پر دل عالم جس کے بادشاہی کی  
 اس پر لٹائے گنج مانے سیم زر جس نے  
 نام اس پر نقیری میں تھی جس کی شان سلطانی  
 سلام اس پر ملا پیغمبر اُمی لقب جس کو  
 سلام اس پر فدا تھا صبا عرش بریں جس کا  
 سلام اس پر رگ فطرت کو بخشی زندگی جس نے  
 سلام اس پر کہ جس کی جلوہ گاہیں شریط بطحا

سلام اس پر پنج اقدس تھا جس کا شمع نورانی  
 سلام اس پر کہ خود اک نام نامی تھا جس کا  
 سلام اس پر جو دل سوزی بیواؤں کے کام آیا  
 سلام اس پر دلوں کو سوزِ حق سے جس نے گرمایا  
 سلام اس پر جو صن تپھو کے جس کے پھول برسکا  
 سلام اس پر جو از سر تا قدم لطف آفریں آیا  
 سلام اس پر بداندیشوں کی جسے خیر خواہی کی  
 سلام اس پر نہ کھایا سیر ہو کر کھر جس نے  
 سلام اس پر شتر بانوں کو دی جس نے جہان نانی  
 سلام اس پر دیا خود وحی نے دین اب جس کو  
 سلام اس پر جمال افروز تھا روح الایں جس کا  
 سلام اس پر پنج ہستی کو دی تا بندگی جس نے  
 سلام اس پر کہ جس کی خواب گت ہے گنہ خضرا

سلام اس پر جو ارب پاک جس کا رشک سینا ہے  
 سلام اس پر دیا بہ محترم جس کا مدینہ ہے



## یونس خالدی اختر لکھنوی

مری طلب کے قدم وقفِ جستجوئے رسولؐ  
ہے میری منزل مقصود سیر کوئے رسولؐ

دماغ و دل کا سکون بخشنے دینے سے  
خدا کا شکر چلی آرہی ہے بوئے رسولؐ

میں اب کسی کی تمنا کو دوں جگہ تو کہاں  
بسی ہوائی ہے دل جاں میں آؤٹے رسولؐ

غلامِ رسوم کی کڑیوں سے ہو گئے آزاد  
اسیرِ سلسلہ زلفِ مشک بوئے رسولؐ

نلے جو غیر سے کوہِ طلا تو ٹھکرا دیں  
ہر اک غنی سے دھنی ہو گدے کوئے رسولؐ

نگاہِ کفر نے ایماں کی روشنی پائی  
مگر نفاق نے دیکھا نہ حُسنِ روئے رسولؐ

ہزارِ انجیمِ رخشاں و ندا صحابہ پر  
ہزارِ ہرِ درخشاںِ نثارِ روئے رسولؐ

نمازِ عشق کی تکمیل کے لیے اختر  
نظر جھکائے ہوئے جا رہے ہیں سوئے رسولؐ

## یوسف طرب پیلی بھیتی

نضائیں رقص کرتی ہیں نظامے سکر اتے ہیں  
ہیارِ فو لیے نورِ مہیں تشریف لاتے ہیں

بچھا دے راہ پران کی ادبے اپنی آنکھوں کو  
مبارک لے جہیں شوق اب سرکار آتے ہیں

نگاہِ شوق کو کچھ ربط ہے حسن تصور سے  
چمن زارِ مدینہ اس طرح ہم دیکھ آتے ہیں

نہ گھبراؤ گنہگار وہ مسیزانِ رحمت ہے  
گردِ نایاب سے اشکِ ندامت قلعے جلاتے ہیں

جو ہنگام سحر چھتے نظر آتے ہیں عالم کو  
وہ تارے قلزمِ انوار میں غوطے لگاتے ہیں

جنہیں ہوتا ہے قسمت سے زیارتِ کائنات حاصل  
خدا جلنے دینے سے وہ کیسے لوٹ آتے ہیں

طرب اچھا ہوا وقتِ سفرِ غم ان کا ہاتھ آیا  
عدم کے جانے والے روزِ خالی ہاتھ جاتے ہیں

## یونس درد

مرحبا نقش و نگارِ مصطفیٰ<sup>۴</sup>

ہر طرف سے دیکھی ہمارِ مصطفیٰ<sup>۴</sup>

مل گئی اس کو حیاتِ جاوداں  
ہو گیا جو جاں نثارِ مصطفیٰ<sup>۴</sup>

بھول جاؤ زائد و فردوس کو

جا کے دیکھو گر مزارِ مصطفیٰ<sup>۴</sup>

ہم نشیں کیا ذکر ہے کوئین کا  
ہے خدا بھی جاں نثارِ مصطفیٰ<sup>۴</sup>

یا خدایہ آرزو ہے درد کی  
جلد دکھلا دے دیارِ مصطفیٰ<sup>۴</sup>

## قائم چاند پوری

مقدور کے نفیت پیمبر کے رسم کا  
 ہر دم ہے دم تیغ پہ یاں راہِ قسَم کا  
 گل گشتِ دو عالم سے ہو کیونکر وہ قسَم  
 زائر ہو جو کوئی ترے کپچے کے اہم کا  
 گو خضر تھا منزل کو نہ مقصود کی پہنچا  
 جو یا نہ مہا یاں جو ترے نقشِ قدم کا  
 امکان نہ تھا ممکن واجب کو سمجھنا  
 منظر جو نہ ہوتا تو حدوث اور قدم کا  
 ہے جرم نہ کردہ کی مری عفو خریدار  
 تا گرم ہے بازار تری بیع و سلم کا  
 کیا دور جو بخشش پہ کریں نازِ حرام  
 جس روز کہ شافع ہو تو اعمالِ اہم کا  
 یا ختمِ رسل گرچہ گنہ گار ہے قائم  
 پر اس کو بھر دس ہے ترے فضلِ کرم کا



عظم الدولہ محمد سیر خاں

سارو دھلوی

اے خداوند مرے عزیز و حبیب

ہے جو تیرا وہ نبیؐ مرسِل

دافع شرع جناب اطہر

خیر کونین و شفیع معشر

نام نامی ہے محمد جس کا

سب پر احسان ہے سجد جس کا

شان میں اس کی ہونا زل لیں

شق اشارے سے کیا ماہ مہین

منع لطف ہے وہ کانِ کرم

وہی ہے مرجع اربابِ ہم

ساتی کوثر و تسنیم ہے وہ

حق یہ ہے لائقِ تعظیم ہے وہ

تجھ پر اے تابعِ امیرِ معبود

پہنچے ہر دمِ صلوات اور درود

آل و اصحابِ ترے پاک سیر

مسکے ہیں حشر میں حامی بکسر

ہوئے ہر لحظہ انھوں پر بھی سلام

ان سے اسلام کو رونق ہے تمام

## خواجہ محمد دُرّیہ لکھنوی

اللہ کے حسن رخ نیکو سے محمد  
ہے چشم خداوندِ جہاں سے محمد

نظروں میں شفاعت کے عمل تول لے ہیں  
پئے پہ ہے امت کی ترازو سے محمد

بخشش میں وہ مصدقہ سرگرم شفاعت  
اللہ سے ملتی ہوئی ہے خوئے محمد

کرتی ہے گنہ خلق خدا کچھ نہیں کہتا  
واقعہ ہے کہ نازک ہے بہت خوئے محمد



# منشی امیر الشہ سلیم

کوئین کو بھولا ہے طلبگار محمد  
 دل کاش ہو آئینہ خسار محمد  
 کیا پوچھتے ہو گرمی بازار محمد  
 کیا شب شب معراج تھی قدی بھی فلک محمد  
 بے دلی کے فرماتے نہ تھے آپ کوئی بات  
 پھر تلے مے دیدہ بیدار میں ہر شب  
 کیوں نہ کروں در دربان نام مبارک  
 آتش کدے گبروں کے بھجاتی رہی کیا  
 سیفی تھی زبان آپ کی دشمن کے مقابل  
 ہوئے شرب اسری میں کہاں آج کہاں سے  
 حسرت ہے مرے دل کو الہی پے من  
 اللہ نے گھرا ہے بلا یا شب معراج  
 کہتے تھے یہ چرخ جھین برہنہ خورشید  
 اسی ہے بہتر نہ ولی ہر نہ کوئی قطب  
 پانی نہ دیا دشمن دین تو ہوا کیا  
 بے آب کھلی سر سبز ہر گلزار محمد

کیا کام مجھے طوبیٰ و فردوس سے تسلیم  
 مل جائے اگر سایہ دیوار محمد

